نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ

قصص النّساء

فِی الْقُرْآنِ الْکَرِیْم

قرآن مجید میں پاکباز مومنات خواتین کی مہکتی سیرت کے
روح پرور اور ایمان افروز قصے تذکرے داستانیں

www.KitaboSunnat.com

تالیف فضیلۃ الشیخ أحمد جاد

اردو قالب ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نحن نقص عليك أحسن القصص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دار الابلاغ محفوظ ہیں

نام کتاب .... قصص النساء فی القرآن الکریم

تالیف .... فضیلۃ الشیخ احمد جاد

اردو قالب .... محمد احمد غضنفر

اشاعت اول .... جولائی 2007ء

قیمت .... 250 روپے

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

● لاہور: دار الاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ دار السلام شوروم 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ کتاب سرائے 7320318۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ مکتبہ دار السلام 7839557۔ الکریم کیسٹ لائبریری 6365528۔ ● راولپنڈی: تجلیات علیہ کشمیری بازار 5535166۔ ● اسلام آباد: المسعود اسلامک بکس 2261356۔ ● فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار۔ 631204۔ ● کراچی: مکتبہ نور حرم 4065724۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، مکتبہ دار القرآن، 021-2211998 علمی کتب خانہ اردو بازار۔ ● پشاور: معراج کتب خانہ 214720۔ ● حیدر آباد: مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
0300 4453358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نحن نقص علیک احسن القصص

قصص النساء

فی القرآن الکریم

قرآن مجید میں پاکباز مومنات خواتین کی مہکتی سیرت کے
روح پرور اور ایمان افروز قصے تذکرے داستانیں

تالیف
فضیلۃ الشیخ
احمد جاد

اردو قالب
محمود احمد غضنفر

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
لاہور پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ

قصص النّساء فی القرآن الکریم

- حرف تمنا: مومنات کے قصے قرآن مجید میں ۔۔۔از: محمد طاہر نقاش ۱۱
- مقدمہ ۱۳
- قصص النساء کو قلم بند کرنے کی وجہ ۱۳
- اسلام سے پہلے عورت کا مقام ۱۵
- اسلام میں عورت کا مقام ۱۶
- قرآن کریم میں قصہ بیانی کا امتیاز ۲۴
- حرفے چند ۔۔۔از: ابوضیاء محمود احمد غضنفر ۲۶

وفا کی پیکر، شوہر کی پیاری

- سیدہ سارہ علیہا السلام ۳۲
- سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کون ہے؟ ۳۶
- ایمان کی دولت ۳۶
- بادشاہ وقت سے کانٹے دار مناظرہ ۴۹
- وطن سے جدائی اور شام کی طرف ہجرت ۵۳
- عفت وعصمت کی متوالی مبارک خاتون ۵۷
- ہمدرد خاتون ۵۹
- دوبارہ مصر سے شام کی طرف ۶۰
- قیمتی خوشخبری ۶۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کریم پر اعتماد کرنے والی عظیم خاتون

- تمہید ۷۷
- خلاصہ کلام ۸۲

صابرہ شاکرہ اور وفا کی پتلی

- زوجہ ایوب علیہ السلام ۸۶
- ایوب علیہ السلام کون ہیں؟ ۸۶
- آزمائش میں صبر ۸۸
- وفادار خاتون ۹۰

جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوا

- اُم موسیٰ علیہ السلام ۱۰۲
- اعجاز اور چیلنج ۱۰۴
- مؤمن خاتون جس کی طرف الہام کیا گیا ۱۱۱
- آل فرعون نے اسے اٹھالیا ۱۱۵
- ام موسیٰ علیہ السلام کا دل بے چین ہوگیا ۱۱۸
- اللہ کا پوشیدہ ہاتھ کام کرتا ہے ۱۲۱

کافر بادشاہ کی مومنہ بیوی

- فرعون کی بیوی ملکہ آسیہ ۱۲۶
- مناقب سیدہ ملکہ آسیہ ۱۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ صورت دیگر ۱۳۳

شرم وحیاء کے دو نادر نمونے

○ شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیاں ۱۴۰

سورج کی پجارن ملکہ

❁ قوم سبا کی سربراہ ملکہ بلقیس ۱۵۶
○ بلقیس کون ہے؟ ۱۶۰
○ تمہید داستان ۱۶۱

مصر کی دھوکے باز ملکہ

❁ عزیز مصر کی بیوی (زلیخا) ۱۷۶
○ بے راہ رو خراب معاشرہ ۱۷۷
○ یوسف علیہ السلام بحیثیت عزیز مصر ۲۰۵

عفت وعصمت کی پاسبان ماں

❁ صدیقہ طاہرہ سیدہ مریم علیہا السلام ۲۱۰
○ سیدہ مریم کون ہے؟ ۲۱۸
○ سیدہ مریم علیہا السلام کی فضیلت ۲۱۸
○ چند تمہیدی باتیں ۲۲۲
○ مریم علیہا السلام کی پیدائش اور پرورش ۲۲۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بابرکت پرورش ۲۳۳
- واضح معجزات ۲۳۵
- زکریا علیہ السلام کو یحیٰ کی خوشخبری کی داستان ۲۳۹
- انتخاب ۲۴۱
- بڑی آزمائش ۲۴۴
- مشقت اور آزمائش ۲۴۷

حبیبہ حبیب کبریا

- صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا ۲۶۴
- پاکیزہ خاندان ۲۶۶
- سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں ۲۶۸
- ابتدائی تعارف ۲۷۰
- سلسلہ نسب ۲۷۰
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سیدہ عائشہ کا مقام ومرتبہ ۲۷۱
- حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۲۷۶
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ۲۷۷
- بہتان کا واقعہ ۲۸۳
- فی ظلال القرآن میں تبصرہ ۲۹۰
- نزول وحی میں تاخیر ۲۹۵
- قرآنی نص کے زیر سایہ ۲۹۷
- تہذیب وتادیب ۳۰۰
- اسباق اور نصیحتیں ۳۰۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ مسلم معاشرے میں فحاشی پھیلانے پر تنبیہ ۳۰۶
○ شیطان کے نقش قدم پر چلنے پر تنبیہ ۳۰۸
○ درگزر کرنے اور تزکیہ اختیار کرنے کی دعوت ۳۱۰
○ دھمکی اور سرزنش ۳۱۱
○ عقل وفکر کی دعوت ۳۱۲
○ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ۳۱۶

فیاضی وسخاوت کی پیکر

○ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ایک طائرانہ نظر ۳۱۷
○ سلسلہ نسب ۳۱۷
○ فضائل ومناقب ۳۱۷
○ قسمت کا لکھا ۳۲۱
○ آسمانی ایوارڈ ۳۲۸
امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی دائمی سبق آموز کہانیاں ۳۳۳
○ دنیا وآخرت کے درمیان ۳۳۹
○ خانہ نبوی میں سازش ۳۴۴

اسلام کی خاطر وطن کو خیر باد کہنے والی

○ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا ۳۵۰
○ اسلام پر بیعت ۳۵۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے آنسوؤں پر قرآن نازل ہوا!

- خولہ بنت ثعلبۃ ۳۶۱
- خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کون ہیں؟ ۳۶۲
- عقل مند خاتون ۳۶۷
- جس نے اسلام میں سب سے پہلے خلع کا مطالبہ کیا ۳۶۹
- جمیلۃ بنت ابی ۳۶۹
- کبشۃ بنت معن بن عاصم ۳۷۴
- عورتوں کے حقوق اور ان سے بے رغبتی پر تنبیہ ۳۷۳
- اللہ کی دو عظیم المرتبت بندیاں ۳۸۸
- اسلام میں پہلا لعان اور غیرت کا مسئلہ ۳۹۲
- لگائی بجھائی کرنے والی ۴۰۱
- اروی بنت حرب ۴۰۱
- کفر پر ہٹ دھرمی ۴۰۳
- سخت وعید ۴۰۶
- دختران اسلام ۴۱۲

دین میں خیانت کرنے والی

- سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی ۴۱۳
- دین میں خیانت ۴۲۴
- داستان کی ابتداء ۴۱۸
- کافروں کا بدلہ ۴۲۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم نے آپ کے لیے بہترین قصے بیان کیے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ مسنونہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ۔ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ، وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾

اَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

[ماخوذ من مسلم و النسائی و ابی داؤد و ابن ماجه و ابن خزیمة و غیرهم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ تمنا

مومنات کے قصے قرآن میں

انسانی طبیعت ہمیشہ سے فلسفہ، منطق اور دقیق غور و فکری کے سلسلوں سے دور رہی ہے۔ وہ کسی مسئلہ کو سمجھنے کے لیے قصہ، کہانی واقعاتی رنگ اور داستان گوئی کے اسلوب کو پسند کرتی ہے۔ اسی لیے دنیا میں سب سے کامیاب و کارگر اندازِ گفتگو و اندازِ تحریر و تقریر ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ قرآن نے انسان کے اس رویے کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا ہے اور مختلف احکام و شرائع اور مسائل سمجھانے کے لیے یہی اسلوب اختیار کیا ہے۔ اسی بنا پر آپ کو قرآن میں جا بجا توحید، رسالت، عقائد، معاملات اور دیگر امور سمجھنے کے لیے قرآنی قصص سے واسطہ پڑتا ہے۔ انسان جب ان کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ اس کے جادو میں ڈوب کر اسے پڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس میں دیے گئے پیغام سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگی کو مثبت اندازِ فکر کے مطابق سیدھی اور نجات والی راہوں پر استوار کر لیتا ہے۔ یہی مقصد ہوتا ہے قرآن کے قصوں کو بیان کرنے کا۔

قرآن مجید میں جہاں اور بہت سے معاملات پر قصے بیان کیے گئے ہیں وہاں ہی برگزیدہ اور اولعزم پاکباز خواتین کے قصے بھی خاص طور پر بیان کر کے مومنوں کے ایمان کو جلا بخشی گئی ہے۔ مصنف نے قرآنِ کریم سے مختلف مقامات پر بکھرے قصوں کو ایک جگہ شیشے کے بکھرے ٹکڑوں کی طرح جمع کر کے نہایت خوبصورت انداز میں جوڑ دیا ہے۔ بلکہ ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کی ضوفشانیوں سے اس کو مزید چمکا دمکا دیا ہے۔ یوں یہ قصے عام قصے کہانیوں سے ہٹ کر، ناولوں ڈائجسٹوں سے یکسر مختلف، بامقصد، سبق آموز، عبرتناک، ایمان افروز، نصیحت انگیز، روح پرور نظاروں سے مزین ہو کر کتابی شکل میں ایک جگہ جمع کر دیئے گئے۔ اب جو چاہے کہ وہ قرآن میں بیان ہونے والے برگزیدہ عابدات، زاہدات، مومنات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ تمنا

مومنات کے قصے قرآن میں

انسانی طبیعت ہمیشہ سے فلسفہ، منطق اور دقیق غزوہ فکری کے سلسلوں سے دور رہی ہے۔ وہ کسی مسئلہ کو سمجھنے کے لیے قصہ، کہانی واقعاتی رنگ اور داستان گوئی کے اسلوب کو پسند کرتی ہے۔ اسی لیے دنیا میں سب سے کامیاب وکارگر اندازِ گفتگو و اندازِ تحریر وتقریر ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ قرآن نے انسان کے اس رویے کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا ہے اور مختلف احکام و شرائع اور مسائل سمجھانے کے لیے یہی اسلوب اختیار کیا ہے۔ اسی بنا پر آپ کو قرآن میں جا بجا توحید، رسالت، عقائد، معاملات اور دیگر امور سمجھنے کے لیے قرآنی قصص سے واسطہ پڑتا ہے۔ انسان جب ان کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ اس کے جادو میں ڈوب کر اسے پڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس میں دیے گئے پیغام سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگی کو مثبت اندازِ فکر کے مطابق سیدھی اور نجات والی راہوں پر استوار کر لیتا ہے۔ یہی مقصد ہوتا ہے قرآن کے قصوں کو بیان کرنے کا۔

قرآن مجید میں جہاں اور بہت سے معاملات پر قصے بیان کیے گئے ہیں وہاں ہی برگزیدہ اور اولعزم پاکباز خواتین کے قصے بھی خاص طور پر بیان کر کے مومنوں کے ایمان کو جلا بخشی گئی ہے۔ مصنف نے قرآنِ کریم سے مختلف مقامات پر بکھرے قصوں کو ایک جگہ شیشے کے بکھرے ٹکڑوں کی طرح جمع کر کے نہایت خوبصورت انداز میں جوڑ دیا ہے۔ بلکہ ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کی ضوفشانیوں سے اس کو مزید چمکا دمکا دیا ہے۔ یوں یہ قصے عام قصے کہانیوں سے ہٹ کر، ناولوں ڈائجسٹوں سے یکسر مختلف، بامقصد، سبق آموز، عبرتناک، ایمان افروز، نصیحت انگیز، روح پرور نظاروں سے مزین ہو کر کتابی شکل میں ایک جگہ جمع کر دیئے گئے۔ اب جو چاہے کہ وہ قرآن میں بیان ہونے والے برگزیدہ عابدات، زاہدات ...یات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنات کے قصے پڑھے تو وہ اس مکمل جامع کتاب کا مطالعہ کر کے راہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ مذکورہ خوبیوں کے باوجود عربی سے نابلد اس عظیم خزانے سے مستفید ہونے سے قاصر تھے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مداح صحابہ ابو ضیاء محمود احمد غضنفر ﷾ نے اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھال دیا ہے۔ مومنات سے متعلق قرآن کے ایمان پرور قصوں پر مبنی یہ کتاب تمام مراحل طے کرنے کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب بلاشبہ جہاں عامۃ المسلمین کیلئے گرانقدر تحفہ ہے وہاں خطیبوں' واعظوں اور مبلغین کیلئے بھی ایک راہنما کتاب ہے۔ وہ اس کی مدد سے قرآن کا پیغام تمام لوگوں تک پہنچائیں اور دنیا و آخرت میں درجات پائیں۔ اس کتاب کی تیاری کے مراحل معاونت پر میں محترم محمد اختر صدیق فاضل مدینہ یونیورسٹی اور محترم قاری معاویہ ﷾ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو مسلمان مردوں اور عورتوں' دونوں کیلئے راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم کتاب و سنت

محمد طارق شاہد

۱۲ دسمبر ۲۰۰۶ لاہور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَعْدُ!

قرآن و حدیث کا اسلوب ہر اعتبار سے خاص' ممتاز اور منفرد ہے۔ کسی ادیب' مؤرخ یا سیرت نگار نے کوئی واقعہ بیان کرنا ہوتو وہ مربوط انداز میں وقت' جگہ اور شخصیات کا تذکرہ کرے گا۔ لیکن قرآن مجید کا اسلوبِ بیان بالکل نرالا ہے اور اس کا مقصد نہایت اعلیٰ وارفع ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جس قدر بھی داستانیں بیان کی گئی ہیں' ان میں اخلاقی اور روحانی پہلو خاص طور پر پیش نظر ہوتا ہے۔ بلکہ ہر پہلو داستان کی جان ہوتا ہے۔

ادیب جب کوئی داستان قلم بند کرتے ہیں تو ان کے پیشِ نظر قارئین کو وقتی طور پر چٹخارہ مہیا کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ کہانی' افسانہ یا ناول پڑھ کر ذہنی طور پر لطف اندوز ہوں۔ لیکن قرآن مجید میں جو قصے بیان کیے گئے ہیں ان میں عبرت اور نصیحت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ تاکہ اہل ایمان ان قصوں کو پڑھ کر اخلاقی اور روحانی آسودگی محسوس کریں۔ ان داستانوں کی روشنی میں شاہراہ زندگی پر گامزن ہوں اور معاشرے میں فساد برپا کرنے والے نافرمان لوگوں سے پہلوتہی اختیار کریں۔

قرآن مجید میں بیشتر قصے نہایت اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں زیادہ تفصیل سے اجتناب کیا گیا ہے' تاکہ پڑھنے والے کا ذہن اعلیٰ وارفع مقصد پر مرکوز رہے' جس کی بنا پر وہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل میں یہ اندیشہ موجود ہوتا ہے کہ کہیں ذہن ادھر ادھر نہ بھٹک جائے۔ اس لیے قرآن مجید میں داستان بیانی میں اختصار کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

قصص النساء کو قلم بند کرنے کی وجہ

قرآن کریم میں مردوں کے قصے بیان کئے گئے ہوں یا عورتوں کے' دونوں ...

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرت اور نصیحت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس پر پوری توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس میں جو بھی نصیحت کی گئی ہو اس کو من وعن قبول کر لینا چاہیے‘ اسی میں بہتری ار کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

میں نے قرآن حکیم میں سے عورتوں کے قصے منتخب کر کے کتابی شکل میں اس لئے پیش کیے ہیں کہ اس موضوع پر اسلامی کتب خانوں میں بہت کم مواد دیکھنے میں آیا ہے۔ میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ان تمام قصوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے جو عورتوں کے بارے میں قرآن مجید کے مختلف مقامات پر بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں بیان کئے گئے تمام قصوں پر عام طور پر اور عورتوں کے قصوں پر خاص طور پر غور وخوض کر کے ان کے پسندیدہ‘ دلکش اور دلآویز پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے‘ اور ان قصوں کے اسلوب بیان میں جو حسن و جمال پایا جاتا ہے یا ان میں اعلیٰ وارفع تصور کی جھلک پائی جاتی ہے‘ اسے عام لوگوں کے سامنے آشکار کیا جائے تا کہ لوگ ان سے مستفیض ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کے قابل بن سکیں۔

ہمارے اس دور میں مختلف ممالک میں آزادیٔ نسواں کے عنوان سے بہت ساری تحریکیں چل رہی ہیں تحریکات چلانے والوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم عورتوں کو آزادی دلانا چاہتے ہیں۔ ہم ان کے حقوق کے پاسبان ہیں۔ عورتوں کے استحصال کے خلاف ہم برسرپیکار ہیں۔ عورتوں کو معاشرے میں آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا پورا حق حاصل ہونا چاہیے‘ ہم انہیں یہ حق دلا کر رہیں گے۔ یہ لوگ درحقیقت عورتوں کی آزادی کے لئے برسرپیکار نہیں بلکہ ان کے پیش نظر معاشرے میں بیہودگی کو عام کرنا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ عورت کو اس کے دین سے الگ کر دیا جائے۔

عورت اپنے اخلاق اور لباس سے عاری ہو جائے اور ان کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر زندگی بسر کرے۔ اس نوعیت کی تحریک معاشرے میں انارکی اور بے راہ روی پھیلانے کا باعث بنتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن حق کے علمبردار اہلِ ایمان مردوزن ابھی اس معاشرے میں موجود ہیں جو ہر نوعیت کی باطل تحریک کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں' اور باطل کا رخ موڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے علمبردار اہل ایمان کی ہر دور میں مدد فرمائے' تاکہ وہ اسلامی دعوت کے پرچار میں نمایاں کردار ادا کرسکیں۔

اسلام سے پہلے عورت کا مقام:

اسلام سے پہلے عورت کی معاشرے میں کوئی قدر و قیمت نہیں تھی' میں صرف جزیرہ نمائے عرب کی بات نہیں کرونگا بلکہ دنیا بھر کے اطراف واکناف میں یہی صورتِ حال پائی جاتی تھی۔

امریکہ میں بعض قبائل' نوجوان عورت کو ذبح کر کے اس کے جسم کے ٹکڑے گزرگاہوں میں رکھ دیا کرتے تھے۔ بعض قبائل میں یہ رواج تھا کہ مکئی کے پکنے کے موسم میں کسی دوشیزہ کا سر کاٹ کر کھیت میں رکھ دیتے اور اس موسم کے آخر میں کسی بوڑھی عورت کا سر کاٹ کر رکھتے اور اس کے جسم کی کھال اتار لیتے اور وہ قبیلے کے نجومی کو دے دیتے' تاکہ وہ اسے اپنے جسم پر لپیٹ سکے۔ زمانہ قدیم میں یونانی' عورت کو سراپا شر سمجھتے تھے' اور ان کا نظریہ تھا کہ عورت کے حسن و جمال کے پیچھے نجاست اور مصیبت چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ ہالینڈ میں سن چودہ عیسوی کو باقاعدہ یہ قانون تھا کہ خاوند اپنی بیوی کو مار مار کر لہولہان کر دے اور اس کے جسم سے خارج ہونے والے خون میں اپنے قدم بھگوئے۔ یہودی آمّاں حوا کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے تھے کہ یہی آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے کا باعث بنی' اسی کی وجہ سے انہیں زمین پر اتارا گیا۔ اور اسی کی وجہ سے اولادِ آدم کو مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

معاشرے میں یہ بھی تصور عام تھا کہ عورت کا سارا مال اس کے خاوند کی ملکیت ہوتا ہے' عورت بس اس مہر کی مالک ہوتی ہے جو شادی کے وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی عورت اس مہر کی رقم کا مطالبہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد کرسکتی ہے۔ یا اس صورت میں کر سکتی ہے جب اسے طلاق دے کر علیحدہ کیا جائے۔ عورت کے پاس جو کچھ بھی مال و متاع ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے خاوند کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ جس طرح وہ چاہے اس کے مال کو اپنے تصرف میں لائے۔ نصرانیت میں بھی عورت کے بارے میں یہودیت سے ملے جلے تصورات پائے جاتے ہیں۔

اسلام میں عورت کا مقام:

جب اسلام آیا تو اس نے عورت کو وہ تمام حقوق دلائے جو اس سے چھن چکے تھے۔ اور عورت کے مقام و مرتبے کو بلند کیا۔ عورت کو مرد کے مساوی حقوق کا حق دار قرار دیا البتہ تقوے اور عمل صالح کو افضلیت کا معیار قرار دیا۔

قرآنِ مجید میں بڑے واضح انداز میں اس تصور کو اجاگر کیا ہے کہ مسلم معاشرے میں عورت کو مرد کے برابر حقوق حاصل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِينَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِينَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِينَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۵)

یقیناً جو مرد اور عورتیں مسلم ہیں، وہ مؤمن ہیں، مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابر ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں، روزے رکھنے والے ہیں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو' درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ○ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ○ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ○﴾

(آل عمران ۱۹۱۔۱۹۵)

''جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں' وہ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے۔ تو پاک ہے پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے' تو نے جسے دوزخ میں ڈالا' اسے درحقیقت بڑی ذلت ورسوائی میں ڈال دیا اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو۔ ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف کر دے۔ اور جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور کر دے۔ اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر اے ہمارے رب! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے کیے ہیں ان کو ہمارے ساتھ پورا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈال' بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے۔ ان کے رب نے ان کی دعائیں قبول کر لیں اور یہ کہا کہ میں تم سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا' خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو' لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور جو میری راہ میں گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور میرے لئے لڑے اور مارے گئے' ان کے سب قصور میں معاف کر دوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ان کی جزاء ہے اللہ کے ہاں اور بہترین جزاء اللہ ہی کے پاس ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَ لَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَ لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا○ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا○﴾
(النساء ۱۲۳۔۱۲۴)

انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر' جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا اور اللہ کے مقابلے میں اپنے لیے کوئی حامی و مددگار نہ پا سکے گا۔ اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مؤمن تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے' اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہو پائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل: ۹۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مؤمن' اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔ اور آخرت میں ایسے لوگوں کو اجران کے بہترین اعمال کے مطابق عطا کریں گے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○﴾

(التوبہ: ۷۱۔ ۷۲)

''مومن مرد اور مومن عورتیں' یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے اور بُرائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں' اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔ ان مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے۔ کہ انہیں ایسے باغ دے گا' جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سدا بہار باغوں میں ان کی پاکیزہ قیام گاہیں ہوں گی' اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہو گی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔''

غرضیکہ اسلام نے عام قواعد وضوابط میں حقوق و واجبات کے اعتبار سے مرد وزن کو برابر قرار دیا ہے۔

البتہ طبعی اور تخلیقی اعتبار سے مرد اور عورت میں کچھ فرق روا رکھا گیا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ○ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ○ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ○﴾ (سورہ اللیل : ۹۲/ ۱۔۴)

''قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے' اور دن کی جب وہ روشن ہو' اور اس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا' درحقیقت تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ○﴾

(النساء: ۴/ ۳۴)

مرد عورتوں پر نگہبان ہیں' اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں' پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت اور نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو' پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لئے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے۔ جو بڑا اور بالاتر ہے۔''

اسلام کی نظر میں مرد اور عورت حقوق اور فرائض کے اعتبار سے برابر ہیں۔ میں یہاں اسلام کا دفاع نہیں کر رہا اور نہ اسلام میں کوئی عیب یا نقص پایا جاتا ہے کہ اس کے دفاع کی ضرورت محسوس کی جائے۔ اسلام کے دشمن بسا اوقات شکوک و شبہات کا اظہار کرتے رہتے ہیں تاکہ امت کے علماء اسلام کا دفاع کرنے میں مصروف رہیں۔ اس طرح وہ دعوت و ارشاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اصلاحِ امت کا کام پوری توجہ سے نہیں کر سکیں گے۔ وہ کبھی اسلام پر دہشت گردی کا الزام لگاتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ اسلام جدید دور کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسلام جدید علوم کا مخالف ہے۔ کبھی تعددِ ازدواج کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔

عورت کے بارے میں اسلام کا مؤقف بڑا واضح اور دوٹوک ہے' اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا البتہ وہی انکاری ہو سکتا ہے جسے اندھے پن کی بیماری لاحق ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''آنکھیں اندھی نہیں' البتہ سینوں میں دل اندھے ہیں۔''

میں تو اپنی مومن بیٹیوں اور بہنوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے عورت کے بارے میں اسلام کے نظریے کو واضح انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں' تاکہ میری مومن بیٹیاں اور بہنیں حوصلے اور فخر کے ساتھ اسلام کے بتائے ہوئے قواعد و ضوابط کی پابندی کریں اور اسی کو اپنی کامیاب زندگی کا ذریعہ قرار دیں۔

مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ فاطمیہ اور عثمانیہ دورِ حکومت میں عورت کو دین کے نام سے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کے علمی مجالس میں شریک ہونے پر پابندی عائد کی گئی' عبادت کے لئے مساجد میں جانا ممنوع قرار دے دیا گیا' اور علم حاصل کرنے کے لیے مدارس میں جانے سے بھی روک دیا گیا' لیکن اسلام نے عورت کا بڑا خیال رکھا۔ ہم دور نبوت میں دیکھتے ہیں کہ عورتیں اپنے دین کی معرفت حاصل کرتی ہیں' حدیث کو روایت کرنے کے حوالے سے ممتاز مقام پر فائز نظر آتی ہیں' اور اسی طرح میدانِ جہاد میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیتی ہیں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ معمول تھا کہ جب اس کے ابا جان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آتے تھے' تو ان سے فوراً یہ سوال کرتی کہ جو کچھ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر آئے ہیں مجھے بھی بتایئے۔ اس طرح وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں آگاہی حاصل کرتی رہتی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بہت سی احادیث رسول اپنے ابا جان سے سن کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد کر لی تھیں۔ جب اس میں اسے تشنگی محسوس ہوئی تو بذاتِ خود دارارقم میں پہنچ گئی تا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین سن سکے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کردہ علم کی روشنی میں اپنے بیٹوں سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تربیت کی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فقہائے مدینہ میں سب سے ممتاز دکھائی دیتے ہیں' یہ والدہ کی تربیت کا اثر تھا۔ والدہ کی گود اور گھر کا ماحول انسان کے لئے سب سے پہلی درسگاہ اور تربیت گاہ ہوتا ہے۔

یہ قابل غور بات ہے کہ اگر عورت کی تعلیم و تربیت نہیں ہوگی تو وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کیلئے کر سکے گی۔ وہ معاشرہ کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا جس میں عورت کی تعلیم و تربیت کا اہتمام نہ کیا جائے۔ دوراول میں عورتیں نماز تراویح بھی مساجد میں ادا کیا کرتی تھیں' عہد نبوت میں عورت کو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے کی اجازت تھی' اور عورتیں اس پر عمل پیرا تھیں۔ عورتیں اسلام کے غلبے کے لئے حکمران وقت کی بیعت کیا کرتی تھیں۔ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری ہے کہ مائیں بھی علم سے آراستہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دلائی اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے!

((أَيُّمَا رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحسَنَ تَعْلِيمَهَا وَأَدَّبَهَا فَأَحسَنَ تَادِيبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَ تَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ))

جس آدمی کے پاس کنیز ہو' اس نے اسے تعلیم دلائی اور اچھے انداز میں تعلیم دلائی' اسے ادب سکھلایا اور احسن انداز میں ادب سکھلایا پھر اسے آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ شادی کر لی تو اسے دوہرا اجر و ثواب ملے گا۔

انصار کی خواتین رسول اللہ ﷺ کے پاس دین سمجھنے کے لیے آیا کرتی تھیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ)) (رواہ البخاری)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ انصار کی عورتوں پر رحم کرے وہ دین کو سمجھتی ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے اور صحابہ کرام کو تعلیم دیتے تھے ایک مرتبہ عورتوں نے یہ مطالبہ کیا: یارسول اللہ ﷺ مرد ہر معاملے میں ہم سے فوقیت لے جاتے ہیں' ہماری تعلیم کے لیے بھی ایک دن مقرر کریں تو آپ نے ان کے لیے ایک دن مقرر فرما دیا۔ عورتیں جمعہ' عیدین اور حج میں بھی شریک ہوا کرتی تھیں۔اور اگر دینی لحاظ سے کسی عورت سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو علم ہو جانے پر وہ بخوشی اس سے دستبردار ہو جایا کرتی تھی۔ جس طرح کہ عقبہ بن حارث نے ابو الھاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد ایک عورت آئی اس نے کہا کہ میں نے عقبہ کو بھی دودھ پلایا اور اس کی بیوی کو بھی دودھ پلایا ہے۔ چونکہ یہ دونوں رضاعی بہن بھائی تھے اور شادی کے بعد اس صورتِ حال کا پتہ چلا تھا لہٰذا فوری طور پر علیحدگی عمل میں آئی۔ (بحوالہ بخاری)

معزز خواتین کو چاہیے کہ وہ دین اسلام کی طرف پلٹیں' امہات المومنین اور جلیل القدر صحابیات کی سیرت کو اپنائیں' تا کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت صحیح نہج پر کر سکیں' اگر امتِ مسلمہ ہر جگہ دینِ اسلام کے جھنڈے کو سر بلند کرنے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ زمین پر حکمرانی انہیں کو میسر آئے گی' جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (النور: ۲۴/ ۵۵)

اللہ نے وعدہ کیا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا' جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے' ان کے لئے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا' جسے اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی موجودہ حالت خوف کو امن سے بدل دے گا' پس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

قرآن کریم میں قصہ بیانی کا امتیاز:

قرآن کریم میں جس قدر بھی قصے بیان کیے گئے ہیں' سیدنا یوسف علیہ السلام کی داستان کے علاوہ تمام قصے نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ بعض قصے مختلف مقامات پر ایک سے زائد مرتبہ دہرائے گئے ہیں قرآن کریم میں قصہ بیانی کا اسلوب ادیبوں' مؤرخین اور میرت نگاروں کے اسلوب سے بالکل مختلف ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں بھی کوئی قصہ بیان کیا گیا اس میں کوئی نہ کوئی نصیحت پائی جاتی ہے۔ اگر غور و تدبر سے کام لیا جائے تو ہر قصے میں کوئی نہ کوئی سبق ملے گا۔ داستانیں اس لیے بیان کی جاتی ہیں کہ انسان ان کو سننے میں دلچسپی لیتا ہے۔ قرآن حکیم کے نزول کا مقصد روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین کرنا ہے۔ قرآن کریم کے پیش نظر انسانوں کو محض ذہنی طور پر لطف اندوز کرنا مقصود نہیں ہوتا اس لئے اختصار کے ساتھ قصہ بیان کر دیا جاتا ہے' تاکہ پڑھنے والے کا ذہن اصلی مقصد پر مرکوز ہو کر رہ جائے' اور یہی قرآن کریم میں بیان کردہ قصوں کا اعجاز ہے۔ قرآن کریم چونکہ امت مسلمہ کے لئے ایک دستور کی حیثیت رکھتا ہے' اور دستور میں ہمیشہ اختصار کے ساتھ شقیں بیان کی جاتی ہیں اور تفصیلات سے اجتناب کیا جاتا ہے' کسی عقلمند پر یہ چیز مخفی نہیں کہ قرآن کریم اس امت کے لئے ایک زندہ اور انقلابی کتاب ہے۔ قرآنِ کریم امت مسلمہ کے لئے اثر انگیز اور خیر خواہ کتاب ہے۔ یہ امت مسلمہ کے لئے ایک درسگاہ ہے جس میں زندگی بسر کرنے کے قواعد و ضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت مسلمہ کی تربیت کرتا ہے اور زمین پر رہنے کے گر بتاتا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآنِ کریم امت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمہ کی قیادت کرے۔ اس کی تربیت کرے اور امت مسلمہ کو خلافت راشدہ کے لئے تیار کرے' امت مسلمہ جب بھی قران کریم کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گی اسے ہدایت نصیب ہوگی' قرآن کریم کا منہج ان تمام مناہج پر فوقیت رکھتا ہے۔ جو روئے زمین پر موجود ہیں۔

قرآن مجید صرف تلاوت کرنے کی کتاب ہی نہیں بلکہ یہ دستور حیات ہے۔ یہ ایک اثر انگیز اور انقلابی کتاب ہے۔ قرآن کریم میں داستانیں بھی اسی لئے بیان کی گئی ہیں تا کہ امتِ مسلمہ کا ہر فرد ان سے مستفیض ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہو سکے۔

قرآن مجید پر اگر غور و تدبر کیا جائے تو یہ مستقبل کے راستے کو روشن کر دیتا ہے۔ اور امت کے تمام مسائل کا اس میں حل پیش کیا گیا ہے' دنیا و آخرت کی کامیابی کے راز بیان کئے گئے ہیں۔

قرآن مجید کو صرف ترتیل اور تجوید کے ساتھ پڑھنے پر اکتفا نہ کیا جائے۔

بلکہ اس پر غور و تدبر بھی ضروری ہے میں انہی تمام مسلمان بہنوں سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ مومن عورتوں کی سیرت کا مطالعہ کریں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کریں' اور کافر عورتوں کی سوانح حیات پڑھتے ہوئے ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور اس کتاب کو مرتب کرنے کا بھی یہی مقصد ہے کہ انہیں مؤمن بہنوں اور بیٹیوں کے لئے ایک ایسی دستاویز تیار کی جائے جس سے استفادہ کرتے ہوئے وہ صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی سعادت حاصل کر سکیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اللہ کا عاجزہ بندہ

الشیخ احمد جاد

❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ چند

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

''قصص النساء فی القرآن الکریم'' تالیف شیخ احمد جاد حفظہ اللہ کا اردو قالب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں' اس کتاب میں ان عورتوں کی سوانح حیات قلم بند کی گئی ہے جن کا تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔ اس کتاب کو مومن بہنوں' اور بیٹیوں کی راہنمائی کے لیے تالیف کیا گیا ہے تاکہ وہ اس سے استفادہ کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

میں نے اب تک معزز خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے جو کتابیں قلم بند کی ہیں ان کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

1. صحابیات مبشرات: اردو' انگلش
2. صحابیات طیبات
3. صحابیات کریمات'
4. گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں
5. سمیرا لمومنات
6. عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین
7. خواتین اہل بیت
8. قصص النساء فی القرآن الکریم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اب اسی سلسلے کی کڑی ساتویں کتاب ''قصص النساء فی القرآن الکریم'' پیش خدمت ہے' امید ہے یہ کتاب بھی علمی' ادبی اور تربیتی حلقوں میں بنظر استحسان دیکھی جائے گی۔ ان شاء اللہ

قارئین کرام سے مؤبانہ التماس ہے کہ میرے والدین' اہل خانہ' اساتذہ اور میرے لئے دعا کریں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز کرے۔ آمین یارب العالمین۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

ابوضیاء محمود احمد غضنفر

۲۷۔ دسمبر ۲۰۰۶/ لاہور

❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وفا کی پیکر' شوہر کی پیاری

بادشاہ وقت نے جونہی بری نیت سے اس اللہ کی نیک بندی کی طرف ہاتھ بڑھایا...... تو اللہ کریم نے اس کے ہاتھ کو فالج زدہ کر کے...... بیکار کر دیا...... اب بادشاہ...... اس سے معافیاں مانگ رہا تھا کہ...... ایک دفعہ اللہ کریم سے دعا کیجیے...... کہ وہ میری غلطی معاف کر دے...... اور میرا ہاتھ صحیح کر دے...... میں دوبارہ یہ حرکت نہیں کروں گا...... اللہ کریم کی اس نیک بندی نے اس کے حق میں دعا کے لیے...... اپنے ہاتھ رب ذوالجلال کے دربار میں بلند کر دیے...... لہٰذا دعا کے نتیجے میں ہاتھ صحیح ہونے پر اس نے پھر وہی بری حرکت کرنے کی...... کوشش کی تو......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ سارہ علیہا السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۲۶۔۲۷)

''لوط علیہ السلام ' ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اور ابراہیم نے کہا کہ میں تو اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ وہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور انہی کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔ اور ہم نے دنیا میں بھی انہیں اجر عطا کیا اور آخرت میں وہ یقیناً صالح لوگوں سے ہوں گے''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ○ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ○ فَرَاغَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ○ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ○ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ○ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ○ قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۲۴۔۳۰)

''اے نبی (علیہ السلام) کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات بھی پہنچی؟ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے اور آپ کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا (خیال کیا) یہ کچھ اجنبی لوگ ہیں۔ پھر چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک موٹا تازہ بھنا ہوا بچھڑا (ذبح کرکے اور پکا کر) اِن کے سامنے پیش کیا' کیا تم کھاتے کیوں نہیں؟ پھر ان سے خوف محسوس کیا۔ (یہ دیکھ کر) وہ کہنے لگے: ڈرو نہیں۔ پھر انہوں ابراہیم کو ایک صاحب علم لڑکے (بیٹے) کی بشارت دی۔ (پھر یہ اس کی (بوڑھی) بیوی چلاتی ہوئی آگے بڑھی۔ اس نے اپنا منہ پیٹا اور کہنے لگی کیا میں بوڑھی اور بانجھ ہو کر بچہ جنوں گی؟ وہ کہنے لگے: تمہارے رب نے یونہی فرمایا ہے وہ بلاشبہ بڑا حکیم اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اسی واقعے کو اللہ تعالیٰ نے قدرے وضاحت کے ساتھ یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ○ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ○ وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ○ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ○ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾

(ھود: ۱۱/ ۶۹-۷۳)

''اور بلاشبہ ہمارے رسول (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے ابراہیم کو سلام کیا۔ اس نے بھی سلام کا جواب دیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے (ان کے سامنے دستر خوان پر پیش کر دیا) پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں مشتبہ سمجھا اور دل میں خوف محسوس کرنے لگے۔ وہ کہنے لگے: ڈرو نہیں' ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم کی بیوی پاس کھڑی تھی ہنس دی تو ہم نے اسے (ایک بیٹے) اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد (ایک اور بیٹے) یعقوب کی بھی۔ وہ بولی اے ہے کیا میں بچہ جنوں گی!!؟ جبکہ میں خود بھی بڑھیا ہوں۔ اور یہ میرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند بھی بوڑھا ہے۔ تو یہ بڑی عجیب بات ہوئی۔ وہ کہنے لگے: کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو؟ (یعنی اگر رب کائنات ایسا کرنا چاہے تو یہ کونسی بڑی بات ہے) اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ بلاشبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ○ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ○ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ○ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ○ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ○ قَالَ وَ مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ (الحجر: ۱۵/ ۵۱۔۵۶)

''اور آپ انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال بتلائیں۔ جب وہ اس کے ہاں آئے تو اسے سلام کیا۔ ابراہیم نے کہا: ہمیں تو تم سے خوف آتا ہے۔ انہوں نے کہا: ڈرو نہیں، ہم تمہیں ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس نے کہا: کیا تم مجھے اس حال میں خوشخبری دیتے ہو جبکہ مجھے بڑھاپے نے آ لیا ہے۔ پھر یہ تم کیسی بشارت دیتے ہو!! انہوں نے کہا: ہم تجھے سچی بشارت دیتے ہیں تو تم مایوسی کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ اس نے کہا کہ اپنے رب کی رحمت سے تو گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ○ وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۷۱۔۷۲)

''ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف لے گئے جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکتیں رکھی ہیں۔ پھر ہم نے ابراہیم کو (بیٹا) اسحاق عطاء کیا اور یعقوب (پوتا) اس پر مزید عطاء کر دیا اور ان میں سے ہر ایک (بیٹے) کو ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح بنایا۔“

معزز خواتین و حضرات!...... اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نبی اور اس کے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی اھلیہ محترمہ اور سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ سارہ علیہا السلام کا قصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ یہ وہ عظیم المرتبت مومنہ خاتون ہے جس نے اپنے خاوند کے شانہ بشانہ جدو جہد کی اور اس کے پہلو بہ پہلو دعوتی میدان کی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا‘ اور اس نے اپنے سرتاج کے ساتھ سفر ہجرت اختیار کیا‘ اور پوری زندگی اس کی بہترین معاون بنی رہی۔ اس مومنہ خاتون کی داستان حیات ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یاد دلاتی ہے کہ کس طرح اس نے اپنے مال و دولت خیر خواہی و ہمدردی اور ہمہ جہتی تعاون سے اپنے سرتاج علیہ الصلاۃ والسلام کو نوازا۔ اپنی ہر چیز ان کے قدموں پر نچھاور کردی۔

ہاں‘ ہاں! سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دعوت وارشاد کی راہ میں اپنے سرتاج کے ہمراہ ہر طرح کی تکلیف کو برداشت کیا اور مسلسل جدو جہد کرتی رہی۔ ہم تاریخ کے جھروکوں سے دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے ظالم اور متکبر حکمران وقت‘ نمرود سے خوف کھاتی ہوئی‘ اپنے سرتاج ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر شام چلی جاتی ہے۔ (حالانکہ یہ اپنے وطن میں پلی بڑھی اور) پروان چڑھی تھی۔ وطن کی فضاؤں میں اس نے پرورش پائی تھی۔ پھر جب شام میں خطرہ محسوس کیا تو وہاں سے اپنے سرتاج کے ساتھ ہجرت اختیار کر کے مصر چلی گئی۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی رفیقہ حیات کے ہمراہ سرزمین مصر میں قدم رکھا تو بادشاہ کے جاسوسوں نے شاہ مصر کو اطلاع دی کہ مصر میں نو وارد اس شخص کے ہمراہ ایک نہایت ہی حسین وجمیل خاتون ہے۔ یہ اطلاع پا کر شاہ مصر کی رال ٹپکنے لگی۔ جب حالات دگرگوں ہوتے دکھائی دیئے تو شاہ مصر کے چنگل سے بچنے کی خاطر اپنے سرتاج کے ہمراہ مصر سے پھر شام کی طرف ہجرت اختیار کرنے پر مجبور ہوئی۔ اس طرح پے در پے ایک ملک سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ملک کی طرف سفر درپیش رہا۔ اس دور میں آرام دہ سواری کی سہولت بھی میسر نہ تھی۔ لیکن اس عظیم المرتبت خاتون کے قربان جائیں کہ اس نے اپنے سرتاج سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ تمام تر مشکلات کو نہایت صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ کبھی کسی مرحلے پر حرف شکایت اپنی زبان پر نہ لائیں۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ میں روز روز کے سفر سے اکتا چکی ہوں اور کسی ایک جگہ امن وسکون سے رہنا چاہتی ہوں۔

آیئے......! اس عالی مقام خاتون کی ذات کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں:

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کون ہے؟

اس عظیم المرتبت خاتون کا سلسلہ نسب کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے:

سارہ بنت ھارون بن ناحور بن شاروع بن ارغو بن خالغ۔

یہ عالی مرتب خاتون سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی دختر تھی۔ سیدہ سارہ بڑی حسین و جمیل اور دین دار خاتون تھی۔ اس کی شادی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوئی اور آپ آتش نمرود کے امتحان میں سرخرو ہونے کے بعد اپنی بیوی کو ہمراہ لے کر اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا حسین وجمیل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی دانشمند اور سلیقہ شعار بھی تھیں۔

ایمان کی دولت

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئی۔ اس طرح وہ دین حق کی پیروکار بن گئی۔ حالانکہ پورا معاشرہ بت پرستی میں بتلا تھا۔ سارا خاندان بتوں کا پجاری تھا۔

یہ عظیم خاتون ان تھوڑے سے لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے ایمان قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسے بھی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لا کر اللہ کے دین میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوگئی۔ اسی خوبی کی بنا پر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ یہ سعادت مند خاتون زندگی کی ساتھی بن جائے' اس طرح اسے مشرک معاشرے کے چنگل سے نکالا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معزز خواتین وحضرات! بلکہ ایمان کسی کلمے کا نام نہیں کہ وہ فقط زبان سے ادا کر دیا جائے۔ ایمان کسی امنگ یا امید کو نہیں کہتے کہ وہ دل میں صرف بسالی جائے۔

ایمان تو قول، عمل اور آزمائش کے مجموعے کا نام ہے۔

اس حوالے سے اللہ رب العزت کا یہ فرمان ملاحظہ ہو:

﴿الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ﴾

(العنکبوت: ۲۹/ ۱-۳)

''کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ اس بات پر کہ وہ کہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ حالانکہ ہم نے ان کو آزمایا تھا جو ان سے پہلے تھے' اللہ ضرور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان میں سے سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔''

عالی مرتبت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے ابوالانبیاء سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لاکر اور ان کی رفیقہ حیات بن کر اپنے نصیب کو چار چاند لگا لئے۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد سیّدنا اسحاق علیہ السلام نے جنم لیا اور انہیں یعقوب علیہ السلام سے نوازا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْکِتٰبَ وَ اٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۲۶-۲۷)

''لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میں تو اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ وہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔ اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطاء کئے اور انہیں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی اور ہم نے دنیا میں بھی انہیں اجر عطاء کیا اور آخرت میں وہ یقیناً صالح لوگوں سے ہوں گے۔"

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جب آتش نمرود سے سرخرو ہو کر باہر نکلے تو حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر ایمان قبول کر لیا' ان سعادت مندوں میں لوط علیہ السلام بھی تھے۔ یہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کا بیٹے تھے اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے:

لوط بن هاران بن تارخ۔

اس تاریخی موقعے پر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی سیدہ سارہ نے بھی ایمان قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی' اس کی ایک ہمشیرہ تھی جس کا نام ملکہ تھا' یہ ناحور کی بیوی تھی۔

یہ بھی روایت مذکور ہے کہ سیدہ سارہ شاہ حران کی بیٹی تھی۔ ایمان کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کے بعد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد اس حسین وجمیل دلہن کو عیش و آرام میسر نہیں آیا بلکہ طرح طرح کی مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

اللہ کے نبی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور قوم کے درمیان کئی معرکے بپا ہوئے' اس کشمکش کی انتہاء اس صورت میں ہوئی کہ قوم انہیں آگ میں جلا کر بھسم کرنے پر متفق ہو گئی۔ اور انہوں نے ایسا کر بھی دکھلایا لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کے لئے آگ کو گلزار کا روپ دھارنے کا حکم دے دیا۔

قرآن حکیم میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور قوم کی باہمی چپقلش کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ ؕ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ كَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ○ وَ تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْنَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ (الانعام: ۶/ ۸۰۔۸۳)

''اور اس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی آپ نے کہا: کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہ مجھے ہدایت دے چکا ہے اور میں نہیں ڈرتا ان سے جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو' الا یہ کہ میرا رب چاہے۔ میرے رب کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کیا تم کچھ بھی خیال نہیں کرتے؟۔ اور جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہوئے اللہ سے نہیں ڈرتے میں ان سے کیسے ڈروں۔ جس کے لئے اللہ نے تم پر کوئی سند بھی نازل نہیں کی۔ پھر ہم دونوں فریقوں میں سے زیادہ حق دار کون ہوا؟ اگر تم کچھ جانتے ہو۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا۔ انہیں کے لئے امن و سلامتی ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں اور یہی ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے خلاف دی تھی۔ ہم جس کے چاہیں درجات بلند کر دیتے ہیں بلاشبہ تیرا رب دانا اور جاننے والا ہے۔''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے ان معبودان باطلہ کی کوئی پروا نہیں جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو اور اللہ کو فراموش کئے بیٹھے ہو۔ یہ نہ تو کچھ نفع دے سکتے ہیں۔ نہ یہ سنتے ہیں اور نہ ہی کچھ سمجھتے ہیں۔ جن ستاروں کی تم پوجا کرتے ہو وہ تو خود رب تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور اسی کے تابع فرمان ہیں' یا جن بتوں کو پوجتے ہو وہ تمہارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی پتھر کی مورتی ہے اور کوئی لکڑی سے تراشا ہوا مجسمہ ہے۔

وادی حران کے باشندے چونکہ ستاروں کے پجاری تھے۔ اس لئے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کی بے ثباتی اور بے بسی کو موضوع سخن بنایا۔ آپ بچپن ہی سے توحید کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مائل اور شرک سے متنفر تھے۔ البتہ بابل کے باشندے بتوں کے پجاری تھے۔ عبادت کے لئے انہوں نے ایک بہت بڑا بت خانہ بنایا ہوا تھا جس میں بہت سے بت آویزاں کر رکھے تھے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بابل کے باشندوں کو ان کی پوجا پاٹ کرتے دیکھا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دن موقع پا کر ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا تا کہ قوم پر ان کی بے بسی کو واضح کر دیا جائے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو جھنجوڑتے ہوئے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ قرآن کریم میں ان کی سرزنش کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۲۵)

''اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو آپس میں محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے اور تم ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔ اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ○ قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ○ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ○ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ﱕ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ○ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ○ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ○ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ○ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۵۱-۷۰)

''اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ہوشمندی بخشی تھی اور ہم اس کے حال سے خوب واقف تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں؟ جن کے آگے تم عبادت کے لئے بیٹھے رہتے ہو۔ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ اس نے کہا: پھر تو تم بھی اور تمہارے آباؤ اجداد بھی کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس سچی بات لایا ہے۔ یا تو کھیلنے والوں میں سے ہے۔ اس نے کہا: بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ جس نے انہیں پیدا کیا اور میں اس بات پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے جانے کے بعد تمہارے بتوں سے ضرور دو دو ہاتھ کروں گا۔ چنانچہ (ابراہیم نے) بڑے بت کو چھوڑ کر باقی سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ انہوں نے کہا: ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کر دیا!!؟ بلاشبہ وہ ظالموں میں سے ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا' جسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: اسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ اس کا حشر دیکھ لیں۔ انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: اے ابراہیم! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سلوک تم نے کیا ہے؟ آپ نے کہا: نہیں، بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا۔ لہٰذا انہیں سے پوچھ لو (کہ تمہیں کس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) اگر یہ بولتے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا تو کہا ظالم تو تم خود ہو۔ پھر وہ شرم کے مارے سرنگوں ہو گئے۔ اور کہنے لگے: یہ تو تجھے معلوم ہے کہ یہ بول نہیں سکتے۔ آپ نے کہا: کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دیں اور نہ ہی نقصان۔ افسوس ہے کہ تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ یہ سن کر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا: اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اس لڑکے کو جلا ڈالو اور اس طرح اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ ہم نے کہا: اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا، اور انہوں نے چاہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچائیں مگر ہم نے ان ہی کو نقصان اٹھانے والا بنا دیا۔''

سورہ الشعراء میں اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں یہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ○ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ○ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ○ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ○ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ○ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ○ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ○ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ○ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ○ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ○ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ○ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ○ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ○ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ○ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ○﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۶۹۔۸۳)

''اور انہیں ابراہیم علیہ السلام کی خبر سنائیے۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور انہیں کے پاس بیٹھتے ہیں۔ اس نے کہا: کیا یہ تمہاری فریاد سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یا تمہیں فائدہ یا نقصان دے سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: (ہمیں اس بات کا تو علم نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا وہ ایسے ہی کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا بھلا دیکھو جن کی تم اور تمہارے پہلے باپ دادا عبادت کرتے تھے وہ میرے دشمن ہیں۔ ماسوا رب العالمین کے۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور وہ میری رہنمائی کرتا ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا جس سے میں توقع رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطائیں معاف کرے گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے حکمت عطاء کر اور مجھے صالحین میں شامل کر دے۔"

سورہ صافات میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوتی جدوجہد کو ان الفاظ میں بیان کیا:

﴿وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ﴾ (الصافات: ۳۷/ ۸۳-۹۸)

"اور نوح علیہ السلام کے گروہ سے ابراہیم علیہ السلام تھے۔ وہ اپنے رب کے ہاں صاف دل لے کر آئے۔ جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے معبود چاہتے ہو۔ پھر تمہارا رب العالمین کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کیا خیال ہے؟ پھر اس نے ستاروں میں نظر ڈالی۔ تو کہا کہ میں تو بیمار ہوں۔ چنانچہ وہ انہیں پیچھے چھوڑ گئے۔ ابراہیم چپکے سے ان کے معبودوں کے پاس پہنچ گئے تو کہا کہ تم کھاتے کیوں نہیں؟ تمہیں کیا ہوگیا تم بولتے کیوں نہیں؟ پھر ان پر پل پڑے اور دائیں ہاتھ سے ضربیں لگائیں (اور توڑ پھوڑ ڈالا۔ مشرکوں نے میلے سے واپس آکر جب یہ منظر دیکھا کہ عبادت خانے میں ہر طرف ان کے معبود ٹکڑے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں تو) پھر وہ دوڑتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے)اور ان سے دریافت کیا) ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو حالانکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم بناتے ہو۔ انہوں نے کہا: اس لئے ایک عمارت بناؤ (اس میں خوب آگ جلاؤ) اور اسے دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چکر بازی کا ارادہ کیا مگر ہم نے انہیں نیچا دکھا دیا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنی قوم کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا پاٹ کی دلدادہ ہے۔ تو اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ یہ کیسی مورتیاں ہیں جن کے آگے تم ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہتے ہو۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان بتوں کی تحقیر وتذلیل میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔

قوم نے جواب میں کہا کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو دیکھا کہ وہ ان کی عبادت کرتے ہیں ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی عبادت کو اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھتے ہیں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے باپ دادا تو واضح گمراہی میں مبتلا تھے تم جب قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہوگے تو تمہیں لگ پتا جائے گا۔ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا۔

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہما ﴿فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الصافات:۳۷/ ۸۷) ''تمہارا پروردگار کے بارے میں کیا خیال ہے'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کا مطلب یہ ہے کہ بت پرستوں سے یہ پوچھا جائے گا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ جب قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حال میں پیش ہوگے کہ زندگی بھر تم اللہ کے سوا غیروں کے پجاری بنے رہے تو اللہ تم سے کیا سلوک کرے گا۔ کبھی تم نے اس نہج پر سوچا کہ اس گھناؤنے جرم کی پاداش میں قیامت کے دن تمہارے ساتھ کتنا برا سلوک ہوگا؟ تمہیں اللہ کی بارگاہ میں کتنا رسوا کیا جائے گا۔ قیامت کے دن تمہاری حالت کتنی پتلی ہوگی؟ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا: عقل کے اندھو جب تم ان بتوں کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں تمہیں کوئی فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ قوم نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ان میں سے تو کوئی خوبی ان میں نہیں پائی جاتی' ہم نے تو اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا پاٹ کرتے دیکھا تو ہم بھی ان کی پوجا کرنے لگے۔ البتہ ہم بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں سننے اور نفع یا نقصان پہنچانے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ ہم تو صرف ان کی پوجا پاٹ اپنے اسلاف کی اقتداء میں کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے اسلاف جہالت اور صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے سامنے بہانگ دہل یہ کہا: کہ یہ سب معبودانِ باطلہ میرے دشمن ہیں میں ان سے برملا بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ میرا محبوب تو صرف رب العالمین ہے۔ وہی میرا کارساز و حامی ہے۔ میں ان تمام معبودان باطلہ سے برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ اگر یہ میرا کچھ بگاڑنا چاہتے ہیں تو بگاڑ لیں۔ ظاہر بات ہے کہ بتوں میں کسی کو نفع یا نقصان دینے کی صلاحیت ہی نہیں۔

قوم نے جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کے خلاف دوٹوک انداز میں بیان سنا تو تعجب سے کہنے لگے کہ کیا تم حقیقت بیانی سے کام لے رہے ہو یا تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے درد بھرے انداز میں کہا: اللہ کے بندو! تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں یہ بات تمہیں پوری ذمے داری سے کہہ رہا ہوں۔ میں بغیر کسی لگی لپٹی کے تم سے سچی بات کہہ رہا ہوں۔ وہی ذات عبادت کی مستحق ہے۔ تمہارا معبود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقی اللہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ وہی ارض وسما کا خالق ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں یہ باتیں پوری ذمے داری سے کہہ رہا ہوں' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل سچ ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ سالانہ میلے میں شرکت کرنے کے لئے شہر سے باہر جایا کرتے تھے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس عزم کا اظہار کیا کہ موقع میسر آتے ہی قوم کو بتوں کی بے بسی کا یقین دلانے کے لئے عملی مظاہرہ کروں گا۔ جسے دیکھ کر ساری قوم دنگ رہ جائے گی۔

قرآن حکیم نے ان کے اس عزم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ (الانبیاء ۲۱/ ۵۷)

''اللہ کی قسم! میں تمہارے معبودوں کے ساتھ تمہارے جانے کے بعد کچھ تدبیر کروں گا۔''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس توحیدی عزم کا اظہار تو بڑے دھیمے انداز میں کیا تھا لیکن چند ایک نے آپ کی یہ بات سن لی تھی۔ قوم جب میلے پر جانے لگی تو باپ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا: آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ تو آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہوئے کہا: میری طبیعت ناساز ہے' اس لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔ دراصل انہوں نے اپنے دل میں منصوبہ بنا لیا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برحق دین کے غالب کرنے کے جذبے سے بتوں کو تہس نہس کرنے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی جائے گی۔

ان کو اس طرح ذلیل وخوار کیا جائے گا کہ قوم ان کی حالت زار دیکھ کر دنگ رہ جائے گی۔ جب قوم میلے میں شریک ہونے کے لئے شہر سے چلی گئی۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کلہاڑا لے کر جلدی سے بت خانے میں داخل ہوئے' بتوں کے سامنے طرح طرح کے لذیذ کھانے اور مشروبات رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے بتوں سے مخاطب ہو کر کہا: ارے تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟ یہ کہتے ہی ان پر پورے زور سے کلہاڑے کے وار کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیئے۔ کسی کی ناک کاٹ دی' کسی کا کان کاٹ دیا' کسی کا بازو اڑا دیا' کسی کی آنکھ پھوڑ دی اور کسی کا پاؤں توڑ دیا تمام بتوں کا کریا کرم کر کے کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر لٹکا دیا۔ اور بت خانے سے باہر نکل گئے۔

جب قوم میلے سے فارغ ہو کر واپس بت خانے میں داخل ہوئی تو اپنے بتوں کا یہ حشر دیکھ کر حیران و پریشان ہوئی۔ غم و اندوہ کی تصویر بنے ہوئے ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہمارے خداؤں کا یہ حشر کس نے کیا؟ ان کے ساتھ یہ ظلم کس نے روا رکھا؟ جس نے بھی یہ سلوک کیا بڑا برا کیا!

کچھ لوگ کہنے لگے: معلوم ہوتا ہے یہ کارروائی توحید کا پرچار کرنے والے نوجوان ابراہیم نے کی ہے۔ کیونکہ وہی دن رات ہمارے خداؤں کے خلاف لوگوں کو اکساتا رہتا ہے۔ اس نے ایک موقع پر اپنے اس عزم کا اظہار بھی کیا تھا۔ تمام لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا: اسے پکڑ کر سب کے سامنے لاؤ تاکہ اس سے باز پرس کی جائے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بھی دلی طور پر یہی چاہتے تھے کہ کبھی ایسا موقع بنے کہ لوگ اکٹھے ہوں اور ان سے اس موضوع پر بات ہو سکے۔ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ کر مجمع عام میں لایا گیا تو لوگوں نے غضبناک انداز میں پوچھا: اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے خداؤں کا حلیہ بگاڑا ہے؟ آپ نے بڑے ہی حوصلے سے یہ جواب دیا کہ اس ظاہری منظر سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کارروائی بڑے بت کی ہے۔ کسی بات پر ناراض ہو کر اس نے ان بیچاروں پر کلہاڑا چلا دیا ہے کیونکہ سب کے حلیے بگاڑ کر فاتحانہ انداز میں کلہاڑا اس نے اپنے کندھے پر لٹکا لیا ہے۔ اچھا اگر تمہیں مجرم کا سراغ نہیں ملتا تو انہیں دیوتاؤں سے پوچھ لو کہ انہیں کس نے مارا ہے؟ کس نے ان کا حلیہ بگاڑا ہے؟۔ اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھو تمہارا یہ حشر کس نے کیا ہے؟۔

سیّدنا قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سن کر پوری قوم کے سر شرم سے جھک گئے اور کھسیانے ہو کر کہنے لگے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ یہ بول نہیں سکتے۔ ہمیں کیا بتائیں گے!

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اسی موقع کے منتظر تھے۔

فرمانے لگے: عقل کے اندھو!

تم اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو تمہیں نہ فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ تمہاری اس حماقت پر افسوس ہے۔ تم اللہ کے سوا غیروں کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ کیا تم میں کوئی عقل و شعور نہیں! تمہاری عقل و دانش پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ تم ان بتوں کو اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ کوئی بت لکڑی سے تیار کیا جاتا ہے تو کوئی پتھر سے پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہو۔ سنو!...... اللہ تمہارا خالق و مالک ہے۔ یہ بیچارے تو خود مخلوق ہیں۔ مخلوق کسی مخلوق کی عبادت نہیں کیا کرتی۔ مخلوق تو اپنے خالق کی عبادت کیا کرتی ہے۔ عبادت تو صرف خالق کائنات کی کرنی چاہیے جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

یہ حقیقت پر مبنی گفتگو سن کر چاہیے تو یہ تھا کہ قوم راہ راست پر آ جاتی بلکہ وہ یہ باتیں سن کر اور زیادہ بپھر گئی۔ لوگ چیختے چلاتے ہوئے کہنے لگے: ہائے ہم تباہ ہو گئے۔ ہمارا کچھ نہ بچا۔ ہماری لٹیا ڈوب گئی۔ ہم برباد ہو گئے۔ ہمارے جیتے جی ہمارے دیوتاؤں کے حلیے بگاڑ دیئے گئے۔ آگے بڑھو' پکڑو' اسے مارو۔ اسے عبرتناک سزا دو اسے' آگ میں جلا کر بھسم کر دو۔ ساتھیو اپنے دیوتاؤں کی مدد کا تقاضا یہ ہے کہ اسے زندہ نہ چھوڑا جائے۔ پورے ملک میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ ابراہیم کو سزا دینے کے لیے اسے آگ میں جلا دیا جائے گا۔ لہٰذا اس کے لئے ایندھن اکٹھا کرنے کے لئے ساری قوم حصہ لے۔ لہٰذا قوم کے ہر فرد نے اپنی بساط کے مطابق اس کام میں حصہ لیا۔ اس دوران کوئی عورت بیمار ہو جاتی تو یہ منت مانتی کہ اگر مجھے بیماری سے شفاء مل جائے تو میں نذرانے کے طور پر ایندھن اکٹھا کرنے میں حصہ لوں گی۔ جب ایندھن کے انبار لگ گئے تو اسے آگ لگا دی گئی۔ یہ آگ بڑی خوفناک تھی۔ اس کے قریب کھڑا ہونا کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ کے اس آلاؤ میں پھینکنے کے لئے معزن نامی ایک کرد قوم کے فرد نے توپ تیار کی جس کے ذریعے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا۔

حافظ ابن کثیر قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کمبخت کو زمین میں دھنسا دیا۔ اور قیامت تک یہ دھنستا چلا جائے گا۔

جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ﴾

''تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ ملک تیرا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔''[1]

یہ سب واقعات سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے ضمن میں اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ انہیں واقعات سے متاثر ہو کر سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئیں۔ جس کے نتیجے میں انہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی رفیقہ حیات بننے کا شرف حاصل ہوا۔

بادشاہ وقت سے کانٹے دار مناظرہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَ اُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲/ ۲۵۸)

''کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا یہ کہ اللہ نے اسے حکومت دی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے تو اس نے کہا میں بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مار بھی سکتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا اللہ سورج مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال تو کافر ہکا بکا رہ گیا' اللہ ظالم قوم کو راہ نہیں سمجھاتا۔''

---

[1] قصص الانبیاء حافظ ابن کثیر صفحہ ۱۲۸۔۱۳۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس آیت کریمہ میں اس مناظرے کی تفصیل بیان کرتے ہیں جو خلیل اللہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور ظالم، متکبر اور رسہ کش حکمران کے درمیان ہوا جس نے اپنے رب ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے گفتگو میں اسے لاجواب کر دیا۔ مفسرین اور مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ بابل کا بادشاہ تھا، اس کا سلسلہ نسب یہ تھا:

نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کا سلسلہ نسب کچھ یوں تھا۔ نمرود بن فالح بن عامر بن صالح بن ارفخشد بن سام بن نوح۔

سیّدنا مجاہد بیان کرتے ہیں کہ چار ایسے بادشاہ ہوئے جنہوں نے ساری دنیا پر حکومت کی ہے۔ ان میں سے دو مومن ہیں اور دو کافر۔

ذوالقرنین اور سلیمان علیہ السلام مومن تھے جبکہ نمرود اور بخت نصر کافر تھے۔

کہتے ہیں کہ نمرود کی حکومت چار سو سال تک قائم رہی۔ وہ ظلم اور سرکشی پر اتر آیا، اس نے سمجھا کہ میں دنیا میں ہمیشہ اسی طرح رہوں گا۔ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرنے کی دعوت دی اور اسے یہ بتایا کہ اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، عبادت اسی کی ہونی چاہیے۔ تو وہ اپنی جہالت اور گمراہی کی وجہ سے بگڑ گیا اور اس نے اپنے رب ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام سے مناظرہ کرنے کے انداز میں پوچھا: تمہارا رب کون ہے؟ تم کس رب کی طرف دعوت دیتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اس نے کہا: یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ علامہ سدی اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اس نے دربار میں دو ایسے شخص بلائے جنہیں سزائے موت کا حکم ہو چکا تھا۔ نمرود نے ایک کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ اس طرح اس نے یہ تاثر دیا کہ زندہ رکھنے اور مارنے کا کام میں بھی کر سکتا ہوں۔ اگرچہ نمرود کی یہ حرکت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بات کا جواب نہ تھی۔ اور نہ ہی اسے بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس بحث میں الجھنے کی بجائے ایک نئے زاویئے سے مدمقابل کو زچ کرنے میں کمال کر دیا۔ آپ نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو سورج کو ہر روز مشرق سے طلوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے تو اگر قدرت رکھتا ہے تو اسے مغرب کی طرف سے طلوع کر کے دکھا۔ ہم بھی دیکھیں تو کتنے پانی میں ہے۔ نمرود ظالم نے جب یہ بات سنی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ ایسا مہر بلب ہوا کہ اسے کوئی جواب سجھائی نہ دیا اور وہ بالکل حواس باختہ ہو گیا۔

علامہ سدی بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے درمیان یہ تاریخی مناظرہ اس دن ہوا جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے صحیح سلامت سرخرو ہو کر باہر آئے تھے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تمام تر واقعات جو بیان کئے جا رہے ہیں بھلا ان کا سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یہ تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی داستان حیات ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ ان واقعات و حادثات کا سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی روئیداد زندگی کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ وہ اس لئے کہ آپ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی رفیقہ حیات تھیں۔ خاوند پر جو حالات گزرتے ہیں ان کا بیوی پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام تر تکالیف و مشکلات' مصائب اور پریشانیوں میں سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا صبر و تحمل کا دامن کسی بھی لمحے چھوڑتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ کبھی کسی وقت کوئی حرف شکایت اس کی زبان پر نہیں آیا۔ کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ کبھی اس نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ مجھے کسی ایک جگہ پر اطمینان سے رہنے دو' آئے دن کے کٹھن سفر سے میں تنگ آ چکی ہوں۔ تسلیم و رضا کی پیکر سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کیا زندگی ہے۔ کبھی عراق سے شام وہاں سے مصر اور پھر مصر سے شام۔ مسلسل سفر سے میں تنگ آ چکی ہوں۔ رہنے کے لئے کوئی ایک جگہ ہونی چاہیے۔ جہاں اطمینان سے زندگی کے دن پورے کئے جائیں۔ اس عفت مآب پری پیکر خاتون نے سیّدنا لوط علیہ السلام اور سیّدنا نوح علیہ السلام کی بیویوں کا طرز عمل کبھی اختیار نہیں کیا۔ ان دونوں نے اپنے شوہروں کا ناک میں دم کئے رکھا۔ اپنے گھریلو ماحول کو ابتر بنائے رکھا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے ان ناگفتہ بہ حالات سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام تر دشواریوں اور مشکلات میں سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سرتاج سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے اپنی طرف سے آسانیاں پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور تسلیم و رضا کا حیرت انگیز اسلوب اپنایا۔ یہ واقعات اسی لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیئے گئے تاکہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا یہ پہلو کھل کر سامنے آ سکے۔ اور خواتین عالم کے لئے اس کا یہ مومنانہ کردار مشعل راہ بن سکے۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے تمام مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا بڑی دانشمند اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ اسے اپنے سرتاج سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ یہ لمحات اس کے لئے بڑے ہی نازک تھے کہ وہ بچشم خود دیکھ رہی ہے کہ اس کے رفیق حیات کو جلانے کے لئے وافر مقدار میں ایندھن اکٹھا کر لیا گیا' اسے آگ لگا دی گئی۔ لوگوں نے اٹھا کر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو خطرناک انداز میں جلتی ہوئی آگ میں پھینک دیا۔ دنیا ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہی ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا انجام کیا ہوگا۔ جب قوم نے یہ دیکھا کہ آگ بھڑک رہی ہے اور ابراہیم علیہ السلام اس کے درمیان بڑے اطمینان سے ذکر الٰہی میں مصروف ہیں۔ اس کے اردگرد رنگا رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ لوگ یہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ عقل و دانش کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر پوری قوم بت پرستی کی آلائشوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود حقیقی سمجھ لیتی۔ لیکن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو صحیح سلامت دیکھ کر قوم اور زیادہ بگڑ گئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شرک انسان کی عقل و دانش اور شعور کو زنگ آلود کر دیتا ہے۔ اس صورت حال کا منطقی نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ قوم اس حقیقت کو جان لیتی کہ جن بتوں کی ہم عبادت کرتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے ان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا' ان کی مدد کے لئے ہم نے یہ سارا اہتمام کیا۔ لیکن یہ سارے دیوتا مل کر اس موقع پر اس سے اپنا بدلہ نہ لے سکے۔ بلکہ آگ اس کے لئے گلزار کا روپ دھار گئی۔ یہ دیوتا تو واقعی بڑے بے بس ولاچار ہیں۔ ہم جھوٹے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام سچے ہیں بلکہ قوم پر الٹا اثر ہوا' پورے مجمع صرف سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کے بیٹے لوط علیہ السلام دکھائی دیتے ہیں جو ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ قوم کی یہ بے حسی دیکھ کر اپنے ملک کو چھوڑ کر سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اور لوط علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والوں نے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وطن سے ہجرت اختیار کرتے ہوئے جو اعلان کیا اسے قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

﴿ اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ ﴾

''بے شک ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے لاتعلق ہیں جن کی تم اللہ کے علاوہ پوجا کرتے ہو۔''

اور ساتھ ہی اس حقیقت کا بھی اظہار کر دیا:

﴿ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا ﴾

''ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور دشمنی ہے۔''

وطن سے جدائی اور شام کی طرف ہجرت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۷۱۔۷۲)

''اور ہم ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس سرزمین (شام) کی طرف لے گئے جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے برکتیں رکھی ہیں۔ پھر ہم نے ابراہیم کو اسحاق عطاء کیا اور یعقوب اس پر مزید اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔''

اس آیت کریمہ میں سرزمین شام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس کی طرف سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بھتیجے سیّدنا لوط علیہ السلام ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ یہ سرزمین عرصہ دراز تک سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے مبعوث ہونے والے انبیاء علیہم السلام کا وطن بنی رہی۔ اور ان پر آسمان سے وحی نازل ہوتی رہی۔ سرزمین شام میں ہی وہ مقدس جگہ ہے جہاں بیت المقدس واقعہ ہے جسے طویل عرصے تک مسلمانوں کا قبلہ بننے کا شرف حاصل رہا۔

شام ایک سرسبز و شاداب ملک ہے۔ یہاں وافر مقدار میں ہر قسم کی غذا پیدا ہوتی ہے اور یہ ملک اس لئے بھی بابرکت تصور کیا جاتا ہے کہ یہاں نسل در نسل انبیاء علیہم السلام کی آمد اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر وحی کے نزول کا سلسلہ جاری رہا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو ان کے دشمن نمرود اور اس کی قوم سے بچاتے ہوئے عراق سے نکال کر سرزمین شام پہنچا دیا۔

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیّدنا لوط علیہ السلام نے ایک ساتھ شام کی طرف ہجرت کی۔

محمد بن اسحاق اس آیت کریمہ کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بھتیجے سیّدنا لوط علیہ السلام اور اپنی اہلیہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لے کر اپنے دین کی حفاظت اور سکون سے اپنے رب کی عبادت کرنے کی غرض سے عراق سے ہجرت اختیار کی اور حران میں کچھ عرصہ رہائش پذیر رہے۔ پھر وہاں سے مصر روانہ ہوگئے۔ پھر مصر سے شام چلے گئے۔ وہاں سرزمین فلسطین کی سبع نامی بستی میں رہائش اختیار کی۔ لوط علیہ السلام نے سبع بستی سے ایک دن اور رات کی مسافت پر واقع موتفکۃ بستی میں رہائش اختیار کی۔ اور وہیں اللہ تعالیٰ نے اسے منصب نبوت پر فائز کیا۔

ابن جریج اس آیت مبارکہ:

﴿وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۷۱)

''اور ہم ابراہیمؑ اور لوطؑ کو اس سرزمین کی طرف لے گئے جس میں ہم نے اہل عالم کے لیے برکت رکھی''۔

کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو عراق سے بچا کر شام پہنچا دیا۔ ابن زید کہتے ہیں کہ بابرکت سرزمین سے مراد شام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بابرکت زمین سے مراد مکہ ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے کہ بابرکت زمین سے مراد مکہ معظّمہ ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

(الانبیاء: ۲۱/ ۹۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے۔ وہ بابرکت ہے اور اہل عالم کے لئے ہدایت کا باعث ہے۔''

علامہ ابو جعفر الطبری فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے عراق سے سرزمین شام کی طرف ہجرت کی اور زندگی بھر وہیں رہائش پذیر رہے۔ آپ مکہ معظمہ تشریف ضرور لے گئے وہاں بیت اللہ کی تعمیر بھی کی۔ اپنے بیٹے اسماعیل کو اس کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہاں رہائش پذیر بھی کیا لیکن خود وہاں مستقل قیام نہیں کیا اور نہ ہی اس کو اپنا وطن قرار دیا۔ اور نہ ہی لوط علیہ السلام وہاں رہائش پذیر ہوئے۔ دونوں نے سرزمین شام کی طرف ہجرت کی۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شام ہی کو اہل عالم کے لئے بابرکت قرار دیا۔[1]

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا ملک' خاندان اور قوم کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بابرکت سرزمین عطا کی جو اس کا پہلے سے بہتر وطن قرار پائی۔ وہاں اسحاق علیہ السلام بیٹا اور یعقوب علیہ السلام پوتا عطا کیا۔ اس طرح انہیں بہتر خاندان سے سرفراز کیا گیا اور نسل در نسل ایسی ہستیاں پیدا ہوئیں جنہیں منصب نبوت پر فائز کیا یا جنہوں نے خیر و بھلائی کے کام کئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعے حکم دیا کہ وہ نماز قائم کریں' زکوٰۃ ادا کریں۔

وہ سب کے سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اطاعت گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن رہتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے مشکلات و مصائب میں صبر جمیل کا بہترین بدلا تھا۔

ابی بن کعب' ابو العالیۃ اور قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑا۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا بے اولاد تھیں اس میں بچہ جنم دینے کی صلاحیت بھی نہیں تھی۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ اھلیہ کے علاوہ بھائی کا بیٹا

---

[1] تفسیر طبری ۱۷/ ۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوط بن معاران بھی تھا۔ ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ برکت عطا کی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اسحاق علیہ السلام نے جنم لیا اس کے ہاں آگے یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر نسل در نسل انبیاء علیہم السلام ہوئے جن پر آسمانی صحیفے اور کتابیں نازل ہوئیں۔ یہ اولاد ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھا۔ اس کا کرم تھا۔ یہ نوازشات الٰہیہ کی بارش تھی۔ جو انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہجرت اختیار کرنے کی بناء پر میسر آئی۔ انہوں نے عراق کو خیر باد کہہ کر سرزمین شام میں جا بسیرا کیا۔ اسی سرزمین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الاعراف: ۷/ ۳۷)

''اس سرزمین کی طرف جسے ہم نے اہل عالم کے لئے بابرکت بنایا۔''

عوفی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ میں سرزمین سے مراد مکہ معظّمہ ہے کیونکہ ((اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ)) میں مکہ معظّمہ کو بابرکت زمین قرار دیا گیا ہے۔

کعب احبار کا خیال ہے کہ یہ بابرکت زمین حران کا علاقہ ہے۔ لیکن درست بات یہی ہے کہ آیت کریمہ میں ''اِلَى الْاَرْضِ'' سے مراد سرزمین شام ہی ہے کیونکہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے عراق کو چھوڑ کر شام میں ہی مستقل رہائش اختیار کی۔

اہل کتاب کے حوالے سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام عراق سے جب روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ بھائی کا بیٹا لوط اور بھائی ناحور' بیوی سیدہ سارہ اور بھائی کی بیوی ملکہ تھے۔ یہ سبھی حران فروکش ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد یہیں فوت ہوئے۔ ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جب عراق سے روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ صرف بیوی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا تھی۔

اہل کتاب بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام شام پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میں اس سرزمین کو تیرے بعد تیری اولاد کے لئے مرکز بنانے والا ہوں تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر وہاں عبادت خانہ تعمیر کر دیا۔ سیرت کی کتابوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی مذکور ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام سرزمین شام پہنچے اس وقت وہاں بھوک' افلاس اور قحط سالی تھی' اس لئے آپ وہاں سے مصر چلے گئے۔ وہاں پہنچتے ہی شاہ مصر کا غیر اخلاقی رویہ سامنے آیا جس کی بنا پر آپ دلبرداشتہ ہوئے۔

عفت وعصمت کی متوالی مبارک خاتون

جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا مصر پہنچے تو انہیں ایک نئی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی خوشنودی کے لئے اور سکون کے ساتھ اس کی عبادت کرنے کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر روانہ ہوئے تو آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اور بھائی کا بیٹا لوط علیہ السلام تھے۔ پہلے آپ وادی حران میں ٹھہرے پھر وہاں سے مصر کی طرف روانہ ہوگئے۔ مصر میں پہلا فرعون برسر اقتدار تھا۔

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا بڑی حسین جمیل خاتون تھی اور اپنے خاوند کی ہمدرد اور اطاعت گزار بھی تھی۔ کسی جاسوس نے فرعون کو اطلاع دی کہ مصر میں ایک اجنبی وارد ہوا اس کے ساتھ ایک نہایت حسین وجمیل خاتون ہے۔ یہ اطلاع پا کر فرعون کی رال ٹپک پڑی' اس نے نووارد کو اپنے دربار میں بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ خاتون کون ہے؟ اس نے کہا: وہ میری بہن ہے۔ فرعون نے کہا: اسے میرے دربار میں لایا جائے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سیدہ سارہ کو بتایا کہ مجھے آج شاہ مصر نے اپنے دربار میں بلا کر تیرے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ وہ میری بہن ہے۔ چونکہ دینی لحاظ سے ہم دونوں کے مابین اخوت کا رشتہ ہے۔ کیونکہ اگر میں یہ کہہ دیتا کہ وہ میری بیوی ہے تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ ظالم مجھے قتل کرانے کے درپے ہو جاتا' اگر تجھ سے پوچھے تو تم بھی یہی جواب دینا' اچھا اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ وہی ہماری حفاظت کرنے والا ہے۔

جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا جابر و ظالم بادشاہ کے دربار میں پہنچی تو وہ اس کے حسن و جمال کی تاب نہ لا سکا۔ دیکھتے ہی وہ دم بخود ہو گیا' اس نے حکمرانی کے نشے میں سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ لگایا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ یکدم شل ہو گیا۔ اس نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ہڑ بڑا کر کہنے لگا: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری غلطی معاف کر دے۔ میں دوبارہ یہ حرکت نہیں کروں گا۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دعاء کی' ہاتھ میں دوبارہ توانائی اور حرکت لوٹ آئی۔ لیکن اس نے پھر یہی حرکت کی تو ہاتھ دوبارہ سکڑ گیا۔

اس نے پھر دعاء کی التجا کی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے پھر دعاء کی تو ہاتھ صحیح سلامت ہو گیا۔ اس نے تیسری مرتبہ یہی حرکت کی اس کے ساتھ پھر وہی ہوا۔ اس نے جھنجلا کر اپنے دربان سے کہا: یہ کوئی عورت ہے یا جنات کے خاندان سے کوئی خاتون میرے دربار میں لے آئے ہو' اسے عزت واکرام سے لے جاؤ۔ اس کی خدمت گزاری کے لئے حاجرہ کو بھی اس کے ساتھ لے جاؤ۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے واپس آ کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دربار میں پیش آنے والی صورت حال سے آگاہ کیا اور سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حبالہ عقد میں دے کر ان کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین مرتبہ خلاف واقعہ بات کہی۔ دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر ایک مرتبہ کہا کہ بیمار ہوں حالانکہ وہ کسی ظاہری مرض میں مبتلا نہ تھے۔ دوسری مرتبہ کہا کہ ہو سکتا ہے کہ بڑے بت نے دوسرے بتوں کا کریا کرم کیا ہو! حالانکہ توڑ پھوڑ انہوں نے اپنے ہاتھ سے کی تھی۔ تیسری مرتبہ شاہ مصر کے دربار میں آپ سے جب پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ خاتون کون ہے تو آپ نے فرمایا: وہ میری بہن ہے۔ حالانکہ وہ آپ کی بیوی تھی۔ آپ نے اس نازک ترین موقع پر حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے دینی لحاظ سے اسے اپنی بہن قرار دیا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت کائنات میں ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کے پیروکار ہیں اور اس لحاظ سے ہم دونوں میں دینی اخوت کا رشتہ ہے۔ لہٰذا شاہ مصر جب تم سے پوچھے تو تم بھی یہی جواب دینا' اس میں ہماری بہتری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا جب دربار میں داخل ہوئی تو شاہ مصر ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے تین مرتبہ سیدہ سارہ کو چھونے کی کوشش کی۔ تینوں مرتبہ اس کے ہاتھ کو شل کر دیا گیا۔ اس نے معافی مانگی اور دربان سے کہا: اسے عزت و اکرام سے لے جاؤ۔ یہ کوئی انسان نہیں یہ تو کوئی مقدس و بابرکت ہستی ہے۔ اس کی خدمت کے لئے سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو میں اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا شاہی دربار سے نکل کر سیدھی اپنے سرتاج سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی اور ساری روئیداد سنائی۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ: اللہ کے بندو یہ تمہاری والدہ ہیں۔[1]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض آثار سے مجھے یہ پتا چلا ہے کہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا جب گھر سے روانہ ہوئی اس وقت سے لے کر واپسی تک اللہ تعالیٰ نے کشف کے ذریعے سب کچھ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو دکھلا دیا تھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے شاہی دربار میں اس کی حفاظت کی۔ بیوی کی طرف سے خود داری کا یہ منظر دیکھ کر انہیں دلی مسرت اور اطمینان حاصل ہوا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اپنی بیوی کی بڑی محبت اور قدر و قیمت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اسے کمال درجے کے حسن و جمال سے نواز رکھا تھا۔ اور اسے ایمان قبول کرنے کی سعادت بھی حاصل تھی۔ وہ ان کی قریبی رشتہ دار یعنی چچا کی بیٹی بھی تھی۔ اماں حواء سے لے کر اس وقت تک سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی حسین و جمیل خاتون پیدا نہیں ہوئی تھی۔

ہمدرد خاتون

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اس حقیقت سے آگاہ تھی کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دلی تمنا یہ ہے کہ ان کے ہاں نرینہ اولاد ہو لیکن اس میں یہ صلاحیت نہ تھی جب شاہی دربار سے اسے سیدہ ہاجرہ

[1] بخاری کتاب الانبیاء ۳۳۵۸۔ مسلم کتاب الفضائل ۲۳۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت گزاری کے لئے ملی وہ بھی نہایت حسین وجمیل تھی۔ فوری طور پر اسے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے حبالہ عقد میں دے دیا۔ اور کہا: شاید اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بیٹا عطا کر دے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ہاجرہ حسین وجمیل خاتون تھی۔ سیدہ سارہ نے اس کا نکاح سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے کر دیا۔ اس موقع پر اس نے کہا کہ یہ خوبصورت خاتون آپ کے عقد میں دے رہی ہوں ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو نرینہ اولاد عطا کر دے۔ سیدہ سارہ عمر رسیدہ ہو چکی تھی اور اس میں بچے کو جنم دینے کی صلاحیت بھی نہ تھی۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اکثر یہ دعاء کیا کرتے تھے: الٰہی! مجھے نیک اولاد عطا کر۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہو چکے تھے اور سیدہ سارہ بانجھ تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے اسماعیل بیٹا عطا کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے امام زھری سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مصر کو کس بنا پر رشتہ دار کہا تو انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ آپ کے جد امجد سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے اور وہ مصری تھیں۔

جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بے اولاد ہونے کا بڑا غم لاحق ہوا۔

دوبارہ مصر سے شام کی طرف

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام شاہ مصر کے شر سے خوف زدہ ہو کر مصر سے نکل پڑے اور سرزمین شام کی سبع نامی بستی میں رہائش پذیر ہو گئے۔ وہاں سے کوئی ایک دن رات کے فاصلے پر موتفکۃ بستی تھی وہاں سیّدنا لوط علیہ السلام جا بسے وہیں پر انہیں منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے وادی میں قیام کیا اور وہاں ایک کنواں اور ایک مسجد تعمیر کی۔ کنویں کا پانی بڑا میٹھا اور صاف شفاف تھا۔ انسانوں کے علاوہ بکریاں بھی اسی کنویں سے پانی پیا کرتی تھی۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو سبع بستی کے لوگ ستانے لگے تو آپ وہاں سے رملہ اور ایلیا کے درمیان واقع قط نامی شہر میں آ بسے۔ جب آپ نے سبع بستی کو چھوڑا تو کنویں کا پانی خشک ہو گیا۔ جب یہ صورت حال دیکھی تو بستی والوں کو اپنی غلطی پر ندامت ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے کیے کی سزا ہے چونکہ ہم نے ایک نیک آدمی کو یہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور واپس آ کر ان کی بستی میں رہنے کی پیشکش کی لیکن آپ نے فرمایا: جس بستی کو میں ایک دفعہ چھوڑ آیا دوبارہ وہاں جا کر بسیرا نہیں کروں گا۔ لوگوں نے عرض کی کہ جب سے آپ ہماری بستی کو چھوڑ کر آئے ہیں کنویں کا پانی خشک ہو گیا ہے آپ مہربانی فرمائیں واپس چلیں۔ آپ بکریوں کے ریوڑ میں سے سات بکریاں انہیں عنایت کیں اور فرمایا کہ تم میری ان بکریوں کو کنویں پر لے جانا۔ جونہی یہ وہاں پہنچیں گی کنویں کا پانی دوبارہ لوٹ آئے گا۔ انہوں نے ایسے ہی کیا جب بکریوں کو کنویں کے پاس لے گئے۔ صاف شفاف پانی کنویں میں لوٹ آیا۔ وہ اس سے ایک عرصے تک پانی پیتے رہے۔

قیمتی خوشخبری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ○ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ○ وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ○ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ○ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ (هود: ۱۱/ ۶۹۔۷۳)

''بلاشبہ ہمارے رسول (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ تو انہوں نے سلام کہا اور آپ نے بھی سلام کیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ آپ ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں اجنبی جانا اور ان سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا: ڈریں نہیں ہم قوم لوط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم کی بیوی پاس کھڑی تھی تو وہ ہنس دی' ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی۔ اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی۔ اس نے کہا: ہائے ہائے! کیا میں بچہ جنوں گی۔ جبکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا یہ خاوند بھی بوڑھا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہوگی !! انہوں نے کہا: کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں بلا شبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔''

تمنا نے حقیقت کا روپ دھار لیا۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی امنگوں کے مطابق سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو جنم دیا۔ اس نے جب دیکھا کہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا صاحب اولاد ہوگئی ہے تو وہ اپنے بے اولاد ہونے پر کبیدہ خاطر ہوئی۔ اس کے دل میں یہ خیالات و احساسات جڑ پکڑنے لگے کہ ہائے افسوس میں بے اولاد ہوں اور ہاجرہ بیٹے والی ہوگئی ہے۔

اس واقع کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب سیدہ ہاجرہ نے اسماعیل کو جنم دیا تو سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اپنے بانجھ پن پر بہت زیادہ دل گرفتہ ہوئی۔ ہر وقت غم واندوہ کی تصویر بن کر رہنے لگی۔ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ صورت حال دیکھی تو سیدہ ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل کو لے کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اس سلسلے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سفر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ براق پر کیا اور ماں بیٹے کو وادیٔ مکہ میں چھوڑ کر واپس شام چلے گئے تھے۔ اور یہ سفر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی کی روشنی میں کیا۔

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا ایک ایسی مومنہ خاتون تھی کہ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود اپنے خاوند کی بڑی وفادار تھی۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کو غمگین دیکھ کر غمگین ہو جاتی اور انہیں خوش دیکھ کر خوش ہو جاتی۔ اس کے اس حسن معاشرت کا اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین بدلہ دینے کا ارادہ کر لیا۔ اور اسے ایک قیمتی خوشخبری سے نوازا۔

پہلے اس کے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کو بشارت کی تفصیلات سے آگاہ کریں جس مقصد کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاطر ان کا نزول اجلال ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آداب معاشرت سکھلانے کی غرض سے ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی کے ہاں جانا ہو تو جاتے ہی اہل خانہ کو سلام کیا کریں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النور: ۲۴/ ۲۷)

''اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ یہاں تک تم ان کی رضا حاصل نہ کر لو اور گھر والوں کو سلام نہ کہہ لو۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے توقع ہے کہ تم یاد رکھو گے یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے خوشخبری دینے سے پہلے اہل خانہ کو سلام کہا اور اہل خانہ نے سلام کا جواب دیا۔''

علامہ سدی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو قوم لوط کی تباہی کے لئے بھیجا۔ فرشتے خوبصورت نوجوان کے روپ میں آئے' جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ گھر میں مہمان آئے ہیں تو آپ بہت خوش ہوئے کیونکہ پندرہ روز سے آپ کے گھر کوئی مہمان نہیں آیا تھا۔ آپ نے جلدی سے ایک بچھڑا ذبح کیا اور اسے بھون کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ لیکن جب آپ نے یہ دیکھا کہ مہمان خاموشی سے بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو آپ کو ان سے خطرہ محسوس ہوا۔ آپ نے پوچھا: آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے کہا: آپ گھبرائیں نہیں ہم قیمت ادا کئے بغیر کھانا نہیں کھاتے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تم قیمت ادا کر دینا۔ انہوں نے پوچھا: اس کی قیمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی قیمت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہو اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہو۔ یہی اس کی قیمت ہے۔ یہ جواب سن کر جبریل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا اور کہا: واقعی رب تعالیٰ نے اسے اپنا خلیل بنایا ہے۔ اسے اس مرتبے کا حق پہنچتا ہے۔

وھب بن منبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ان حسین وجمیل مہمانوں کو دیکھا تو گھبرا گئے وہ سلام کہہ کر بیٹھ گئے۔ آپ جلدی سے اندر گئے اپنی بیوی سارہ سے کھانا تیار کرنے کے لئے کہا۔ مہمانوں کی ضیافت کے لئے ایک موٹا تازہ بچھڑا بھون کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب یہ دیکھا کہ وہ خاموشی سے بیٹھے ہیں کھانے کی طرف ان کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے تو خوف محسوس ہوا۔ بیوی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا پردے کی اوٹ میں باتیں سن رہی تھی۔ مہمانوں نے کہا آپ گھبرائیں نہیں ہم آپ کو بابرکت بیٹے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ بیوی یہ بات سن کر ہنس پڑی کہنے لگی: یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں بوڑھی ہو چکی ہوں۔ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے میں بھلا بیٹے کو کیسے جنم دوں گی؟ فرشتوں نے کہا اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو۔ جو چاہتا ہے وہ کر سکتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اللہ نے تمہیں بیٹا عطا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تم اس پر خوش ہو جاؤ۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بہت بڑے مہمان نواز تھے۔ پندرہ دن سے ان کے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ بہت پریشان تھے۔ جب مہمان آئے تو بہت خوش ہوئے' ان کی ضیافت کے لئے بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا۔ جب یہ دیکھا کہ مہمان کھانا تناول نہیں کر رہے تو خوف زدہ ہو گئے۔ مہمانوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم کو دراصل قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ہم فرشتے ہیں ہم کھانا نہیں کھایا کرتے۔ لیکن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے طرز عمل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ دل کے بڑے سخی تھے کیونکہ مہمان صرف تین تھے۔ ان کے لئے بچھڑے کا ایک کندھا ہی کافی تھا۔ لیکن آپ نے اپنی ضیافی کا ثبوت دیتے ہوئے پورا بھنا ہوا بچھڑا مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں اٹھ رہے تو آپ نے پوچھا کیا بات ہے آپ کھاتے کیوں نہیں؟ تو انہوں نے صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم قوم لوط کی تباہی کے لئے بھیجے گئے ہیں اور اس سے پہلے ہمارے ذمے یہ تھا کہ آپ کو بیٹے کی خوشخبری دیں اس لئے پہلے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ کی بانجھ بیوی سے اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ سارہ یہ منظر دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہنے لگی یہ مہمان بھی عجیب لوگ ہیں ہم نے ان کی عزت وتکریم کرتے ہوئے کھانا پیش کیا ہے۔لیکن یہ کھا نہیں رہے لیکن جب اسے یہ پتا چلا کہ یہ تو اللہ کے فرشتے ہیں اور اسے بیٹے کی بشارت دینے آئے ہیں تو یہ ہنس دی اور کہنے لگی بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔میں بوڑھی ہو چکی ہوں میرا خاوند بھی بوڑھا ہے۔عمر گزر گئی ہمارے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی اب بڑھاپے میں ہمارے ہاں بیٹا ہوگا۔ بڑے تعجب کی بات ہے!!

فرشتوں نے کہا اس پر تعجب کرنے کی ضرورت نہیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس وقت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر نوے سال اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال ہو چکی تھی۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اس لئے خوف زدہ ہوئے کہ عربوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی کسی کے گھر کھانا نہیں کھاتا تھا تو اس کی نیت میں فتور ہوتا تھا تو دونوں کے دل میں آیا کہ یہ اجنبی شاید ہمیں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں' اسی لئے تو کھانا نہیں کھاتے۔ جب انہوں نے اپنے فرشتے ہونے کا اظہار کیا تو سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا خوش ہوئی اور مسکرانے لگی۔ اسی اثنا میں اسے بیٹے کی بشارت دی گئی۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا بیٹے کی بشارت سن کر ہنسنے سے ایک مطلب تو بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں بچہ جننے کی صلاحیت پیدا ہوگئی اور اس کا بانجھ پن جاتا رہا۔

ضحکت کا ایک مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تین عدد مہمانوں سے خوف زدہ ہیں جبکہ یہ سو افراد کے مقابلے میں آنے سے بھی نہیں گھبراتے تھے تو اسے یہ منظر دیکھ کر ہنسی آگئی۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ مہمان کھانا نہیں کھا رہے تو مسکراتے ہوئے کہنے لگی: یہ بھی عجیب قسم کے مہمان ہیں۔ہم نے عزت و تکریم کرتے ہوئے ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور یہ نخرا دکھلا رہے ہیں بڑا تعجب ہے ان کی اس حالت پر!!

بصریٰ اور اہل حجاز **ضحکت** کا معنی حاضت کرتے ہیں کہ ایسی عورت جس میں بچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنم دینے کی صلاحیت پیدا ہو جائے ضحکت کا معنی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے قوم لوط علیہ السلام کی حالت پر تعجب کا اظہار کیا کہ ان پر عذاب الٰہی مسلط ہونے والا ہے لیکن انہیں کوئی پرواہ نہیں' یعنی ضحکت کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے تعجب کیا۔ جمہور کی رائے بھی یہی ہے کہ ضحکت سے مراد تعجب ہے۔

فراء کہتے ہیں کہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو ہنسی اس بات پر آئی کہ اسے بڑھاپے میں بیٹے کی خوشخبری دی جا رہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو قوم لوط کی بداعمالیوں کی وجہ سے یہ اندیشہ تھا کہ یہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ جائے گی۔

جب فرشتوں کی زبانی اسے یہ معلوم ہوا کہ قوم لوط پر عذاب مسلط کرنے کے لئے ہمیں بھیجا گیا ہے تو اسے یہ جان کر دلی طور پر خوشی کا احساس ہوا کہ وہی کچھ ہونے والا ہے جس کا مجھے اندیشہ تھا۔ اس بنا پر اکثر و بیشتر وہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو کہا کرتی تھی کہ اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام کو اپنے پاس بلا لیں اس کی قوم عذاب کی لپیٹ میں آنے والی ہے۔

علامہ نحاس بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ مہمان کھانا تناول نہیں کر رہے تو آپ کو ان سے خوف محسوس ہوا۔ جب انہوں نے کہا خوف زدہ نہ ہوں ہم اللہ کے فرشتے ہیں۔ اس لئے کھانا نہیں کھا رہے۔ یہ ہماری خوراک نہیں' یہ بات سن کر سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا مسکرانے لگی۔ نحاس فرماتے ہیں کہ یہ توجیہہ مجھے سب سے زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے۔

استعارے کے طور پر بجلی کی چمک پر بھی ضحکت کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے:

((اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہُ یَبْعَثُ السَّحَابَ فَیَضْحَكُ اَحْسَنَ الضِّحْكِ جَعَلَ انْجِلَاءَ ہٗ عَنِ الْبَرْقِ ضَحْكًا وَھٰذَا كَلَامُ مستعار))[1]

بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بادل کو بھیجتا ہے وہ بہت عمدہ انداز میں ہنستا ہے۔ یہاں بجلی کی

[1] تفسیر القرطبی ۹/ ٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چمک کو ہنسنا قرار دیا گیا ہے۔ یہ کلام استعارہ ہے۔

بعض کا کہنا یہ ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کھڑی تھی ہم نے اسے اسحاق اور اس کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی تو وہ ہنس پڑی اور کہنے لگی: تعجب کی بات ہے' کیا میں اس بڑھاپے میں بیٹا جنم دوں گی!! جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے:

﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ﴾

(ہود: ۱۱/ ۷۲)

''اس نے کہا: اے ہے کیا میں جنم دوں گی جبکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے بے شک یہ بڑی عجیب چیز ہے۔''

عربی زبان میں وراء سے مراد بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہے۔

((وَمِنْ وَرَاءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْب))

علامہ شعبی نے بھی وراء کا یہی معنی بیان کیا ہے۔

ابوالمغیرۃ نے بھی وراء کا معنی پوتا ہی بیان کیا ہے۔

ابوعمرو ازدی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی سے پوچھا تو انہوں نے بھی وراء کا معنی پوتا ہی بتایا۔ حبیب بن ابی ثابت بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اس کے ہمراہ بیٹے کا بیٹا تھا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے' آپ نے فرمایا: یہ تیرے تیسرے بیٹے کا وراء ہے' اس شخص کو یہ بات ناگوار لگی' آپ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ (ہود: ۱۱/ ۷۱)

''ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اس اسحاق کے بعد یعقوب کی۔''

سنئے بیٹے کا بیٹا قرآنی اصطلاح میں وراء کہلاتا ہے۔

اس ضمن میں علامہ سدی بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے مسکراتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے یہ کہا کہ یہ مہمان بھی بڑے عجیب ہیں کہ ہم نے ان کی عزت و تکریم کرتے ہوئے کھانا پیش کیا ہے۔ یہ ہمارا کھانا ہی نہیں کھاتے' یہ بھلا کیا بات ہوئی اس موقع پر جبریل علیہ السلام نے کہا! بیٹے کی بشارت ہو۔اس کا نام اسحاق ہے اور پھر اسحاق کا بیٹا پیدا ہوگا جس کا نام یعقوب ہوگا۔تو اس نے یہ خوشخبری سن کر تعجب سے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا۔ ''فَصَكَّتْ وَجْهَهَا'' کا مطلب یہی ہے۔

اور اس موقع پر سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے جو بات کی قرآن مجید میں اسے ان الفاظ میں بیان کیا گیا:

﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَ اَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ (ھود: ۱۱/ ۷۲۔۷۳)

''اس نے کہا: اے ہے کیا میں بیٹے کو جنم دوں گی جبکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے یہ تو بڑی عجیب چیز ہے۔انہوں نے کہا: کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں بلاشبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔''

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

اس کی نشانی کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے ایک خشک ٹہنی پکڑی اسے اپنی انگلیوں کے درمیان لے کر مروڑا تو سبز ہو کر لہلہانے لگی۔ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب سیدہ سارہ کو اللہ کے حکم اور قوم لوط کے انجام کا پتہ چلا تو اس نے تعجب کا اظہار اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کیا۔ اس موقع پر اسے اسحاق بیٹے اور یعقوب پوتے کی بشارت دی گئی۔

''فصکت وجھھا'' کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

پھر وہ بات کی جو گزشتہ سطور میں قرآن مجید کے حوالے سے بیان کر دی گئی ہے۔سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا میں اس بڑھاپے میں بیٹے کو جنم دوں گی۔ بات تو یہ دل کو لگتی ہے۔ ہوتا بھی ایسے ہی ہے کہ عورت ایک خاص عمر میں پہنچ کر بچے کو جنم دینے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صورت کو تو محدود نہیں کیا جا سکتا۔

وہ اگر چاہے تو کسی عورت کو بڑھاپے میں بھی بچے کو جنم دینے کی صلاحیت سے بہرہ ور کر سکتا ہے۔ جو لوگ اللہ کی قدرت اور مشیت کو محدود کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو سمجھتے ہی نہیں۔ انہیں اس بات کا علم ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کس قدر وسیع ہے۔ وہ الوھیت کی حقیقت کو جانتے ہی نہیں۔

فرشتوں نے سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر کہا کہ کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کا اظہار کرتی ہو۔ اللہ نے تجھ میں اور تیرے خاوند میں صلاحیت پیدا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارے ہاں بیٹا ہوگا تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نچھاور کی جا رہی ہیں۔

بلاشبہ اللہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔ قرآن مجید کے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ﴾ (الذاریات : ۵۱/ ۱۹)

''تو اس کی بیوی چلاتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنا چہرہ پیٹا اور کہا بڑھیا بانجھ کو بچہ ہوگا!! انہوں نے کہا تیرے رب نے اسی طرح کہا ہے بلاشبہ وہ دانا اور جاننے والا ہے۔''

جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی خوشخبری سنی تو گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ اس کی یہ گھبراہٹ فطری نوعیت کی تھی اس لئے کہ ایک تو بڑھاپا تھا اور دوسرا بانجھ پن، اس نے آہ بھرتے ہوئے کہا: ان حالات میں میرے ہاں بھلا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ فرشتوں نے اس کی پریشانی اور مایوسی دیکھ کر کہا: یہ اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا۔ وہ حکیم و علیم ذات ہے۔ وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ کون سا کام کس وقت ہوتا ہے۔ فرشتوں نے اسے حقیقت حال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو ''کن'' کہتے ہیں تو کام ہو جاتا ہے۔

اس کے لئے بھلا کسی کام کو کرنا کیا مشکل ہے۔ انسانی فطرت یہ ہے کہ جب وہ رکاوٹوں کو دیکھتا ہے تو یہ اندازہ لگا لیتا ہے کہ ان حالات میں کامیابی ممکن دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن جب اسے یہ بتایا جائے کہ ان تمام تر رکاوٹوں کے باوجود نتائج حق میں برآمد ہونگے تو وہ حیران ہوتا ہے اور یہ حیرانگی فطری نوعیت کی ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت تو غیر محدود ہے اس پر تو کوئی قدغن نہیں لگائی جا سکتی۔ وہ تو انسانی ادراک سے ماوراء ہے۔ اسے محدود و مقید نہیں کیا جا سکتا۔

''فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ'' تو ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی۔

جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اسماعیل پیدا ہوا تو سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے دل میں یہ خواہش انگڑائی لینے لگی۔ کاش میرے ہاں بھی بیٹا پیدا ہوتا لیکن بڑھاپے اور بانجھ پن کی وجہ سے ناامید تھی۔ تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹے اور پوتے کی بشارت دی۔ پوتے کی بشارت دینے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تیری زندگی اتنی ہوگی کہ اپنے پوتے کو دیکھنے کی بھی تجھے سعادت نصیب ہوگی۔

''يٰوَيْلَتىٰ'' زجاج کہتے ہیں کہ اصل میں یہ یویلتی ہے۔ آسانی کے لئے کسر کی بجائے الف مکسورہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ کلمہ عورتیں تعجب کے اظہار کے لئے بولتی ہیں کیونکہ اسے اپنے اور اپنے خاوند کے بڑھاپے کی وجہ سے بیٹے کی بشارت سن کر تعجب ہوا تھا۔ اسی لئے اس نے کہا کہ میں تو بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے بھلا اس عمر میں ہمارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا! یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس وقت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر ننانوے سال تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کی عمر نوے سال تھی۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور یہ روایت بھی مذکور ہے کہ ان کی عمر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سو سال تھی۔ اس موقع پر سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی کہا کہ میرا خاوند بوڑھا ہو چکا ہے۔ وہ وظیفہ زوجیت ادا کرنے کے قابل ہی نہیں رہا۔ ان حالات میں ہمارے ہاں بیٹے کا ہونا بڑی عجیب بات ہے۔ جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں تو فرشتوں نے اس کی یہ بات سن کر کہا کہ کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کا اظہار کرتی ہو۔ اس نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارے ہاں بیٹا اسحاق پیدا ہوگا اور اسحاق کا بیٹا یعقوب ہوگا۔ علماء نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ ذبیح اللہ اسماعیل علیہ السلام ہی تھے وہ عمر میں بڑے تھے۔ اسحاق علیہ السلام تو زندہ رہے۔ یہاں تک ان کے ہاں بیٹا یعقوب پیدا ہوا۔[1]

﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾

''اے اہل بیت! اللہ کی تم پر رحمت اور برکتیں ہوں۔''

اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اہل بیت سے ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے انبیاء علیہم السلام کی بیویاں اہل بیت سے ہیں۔ اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات تمام کی تمام اہل بیت سے ہیں۔ انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۳)

''وہ تمہیں اچھی طرح پاکیزہ بنائے گا۔''

﴿وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾

(ھود: ۱۱/ ۷۱)

''اور اس کی بیوی کھڑی ہے تو وہ ہنس پڑی' پھر ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔''

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ اس وقت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر نوے سال تھی اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس تھی۔

جب ابراہیم علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اسحاق بیٹے اور یعقوب پوتے کی خوشخبری سنی تو

[1] تفسیر قرطبی ۹/ ۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے خوشگوار لہجے میں یہ کہا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ﴾ (ابراهیم: ۱۴/ ۳۹)

''شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق دیئے بلاشبہ میرا رب دعاء سننے والا ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ ○ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ○ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ○ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰۤی اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ○ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ○ قَالَ وَ مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ (الحجر: ۱۵/ ۵۱-۵۶)

''اور انہیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی خبر دیجئے جب وہ اس کے پاس آئے تو ابراہیم علیہ السلام کو سلام کہا' ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے خوف آتا ہے۔ وہ کہنے لگے ڈرو نہیں ہم تمہیں ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا مجھے اس حال میں خوشخبری دیتے ہو جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں' پھر یہ کیسی بشارت دے رہے ہو۔ تو انہوں نے کہا: ہم تمہیں حق بات کی بشارت دیتے ہیں تم (اللہ کی رحمت سے) ناامید ہونے والے لوگوں سے مت ہو جاؤ۔ ابراہیم نے کہا: میں مایوس نہیں کیونکہ اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں!''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے مہمان وہ تھے جنہوں نے اسے بیٹے اور قوم لوط کے تباہ و برباد ہونے کی اطلاع دی تھی۔ اس کی تفصیلات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ کے چار دروازے بنا رکھے تھے' تاکہ ہر طرف سے مہمان آسانی سے پہنچ سکے' کسی کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ قَالُوا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ ﴾

فرشتوں نے سلام کہا تو ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سامنے بھنا ہوا بچھڑا رکھا اور دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو فرمایا ''ہمیں تو آپ لوگوں سے ڈر لگتا ہے۔''

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب مہمانوں نے سلام کیا تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے خطرہ محسوس کیا کہ یہ جس انداز میں سلام کہہ رہے ہیں ہمارے علاقے میں تو اس طرح کا رواج نہیں۔ اس موقع پر انہوں نے کہا ''ہمیں تو خوف محسوس ہو رہا ہے'' انہوں نے کہا: اب خوف زدہ نہ ہوں ہم اللہ کریم کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ آپ کو صاحب علم بیٹے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔

مقاتل کہتے ہیں کہ علیم سے حلیم مراد ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ علیم سے عالم مراد ہے اور وہ اسحاق علیہ السلام ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم ہمیں اس بڑھاپے میں کیسی خوشخبری دے رہے ہو؟ پھر فرشتوں نے کہا کہ ہم تمہیں سچی خوشخبری دے رہے ہیں' یہ حقیقت آشکار ہو کر رہے گی' مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بڑھاپے کی وجہ سے مایوس تھے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے جبرائیل' میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تھے۔ عثمان بن حصین کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ رفائیل فرشتہ بھی تھا۔ محمد بن کعب بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل کے ساتھ نو فرشتے تھے۔

سیّدنا عطاء بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل کے ساتھ میکائیل اور کوئی ایک فرشتہ تھا یعنی صرف تین فرشتے تھے۔ جمہور علماء کی رائے بھی یہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام چپکے سے ان کی ضیافت کا اہتمام کرنے کے لئے گئے' تا کہ مہمانوں کو پتہ نہ چل سکے کہ وہ کس غرض سے وہاں سے اٹھے ہیں۔

قتادہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس چونکہ زیادہ تر مویشی گایوں کی صورت میں تھے۔ لہٰذا مہمانوں کی ضیافت کے لئے ایک موٹا تازہ بچھڑا منتخب کیا۔ بچھڑا گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔ قشیری کہتے ہیں کہ عجل کا اطلاق بکری پر بھی ہوتا ہے لیکن صحاح میں عجل کا ترجمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گائے کا بچہ کیا گیا ہے۔ عجل کی جمع عجاجیل ہے اور مونث عجلۃ آتی ہے۔

جمہور کی رائے یہ ہے کہ بشارت اسحاق کی دی گئی تھی۔

﴿فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۲۹)

اس کی بیوی چیختی چلاتی ہوئی آگے بڑھی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (صریر الباب) دروازے کے چیخنے کی آواز کو کہتے ہیں۔ بعض نے ﴿فاقبلت امراته فی صرة﴾ کا معنی یہ کیا ہے کہ اس کی بیوی عورتوں کی ان جماعت کے ساتھ آگے بڑھی جنہوں نے فرشتوں کی بات کو سن لیا تھا۔ علامہ جوھری نے صرہ کا معنی چیخنا چلانا کیا ہے۔ الصرۃ کا معنی جماعت بھی کیا گیا ہے اور الصرۃ کا معنی شدت وغیرہ بھی کیا گیا ہے۔

جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی بشارت سنی تو اس نے تعجب سے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور یہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ حیرانی کے وقت اپنے چہرے پر ہاتھ مارتی ہیں۔ سفیان ثوری کا یہی موقف ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فصکت وجھھا کا معنی یہ کرتے ہیں کہ اس نے اپنے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔ یعنی اس نے اپنے چہرے کو پیٹا۔

دراصل صکہ کا معنی ضربہ ہی کیا جاتا ہے۔

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے بشارت سن کر کہا کہ بڑے تعجب کی بات سن رہی ہوں' یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ میں بوڑھی ہوں' میری عمر نوے سال ہوچکی اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے۔ اس کی عمر ایک سو سال کی ہوگئی ہے' بھلا اس عمر میں مجھے بیٹا کیسے ہوگا؟ فرشتوں نے کہا: اللہ حکیم و علیم ہے۔ وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ کس موقع پر کیا کرنا ہے۔ کیسے کرنا ہے۔! اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔ وہ اپنی مخلوق کی مصلحتوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

ہر مومن خاتون کو چاہیے کہ صبر' تحمل' وفاداری' اخلاص' ایثار اور سخاوت کے حوالے سے سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ پر اعتماد کرنے والی عظیم خاتون

- خاوند کی وفا کا تاج پہن کر دنیا میں بلند مقام پانے والی مومنہ۔
- ایک ایسی باندی اور کنیز جو اللہ و رسول کی اطاعتوں و فرمانبرداریوں کی مثال قائم کر کے انبیاء علیہم السلام کی ماں بن گئی۔
- میرے سرتاج! آپ مجھے اور میرے اس دودھ پیتے ننھے معصوم بچے کو...... اس جنگل' بیابان اور غیر آباد' سنسان' سنگلاخ پہاڑوں کی وادی میں...... اکیلا چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں......اور کس کی نگرانی و سپردگی میں چھوڑ کر جا رہے ہیں...... بولتے کیوں نہیں؟...... چپ کیوں ہیں...... جواب کیوں نہیں دیتے آپ؟!!!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ہاجرہ علیہا السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ (ابراھیم ۱۴/ ۳۷ - ۳۹)

''اے ہمارے رب!...... میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے قابل احترام گھر کے پاس ایسے میدان میں لا بسایا ہے جہاں کوئی زراعت نہیں ۔ ہمارے رب!...... تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ چنانچہ تو بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں کھانے کو پھل مہیا کر' امید ہے کہ یہ تیرے شکر گزار رہیں گے۔ اے ہمارے رب!...... ہم جو کچھ خفیہ رکھتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب جانتا ہے۔ ارض و سماء میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی ہو۔ اس اللہ کے لئے سب تعریف اور شکر ہے۔ جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا کئے ۔ بلاشبہ میرا رب دعا کو سننے والا ہے۔''

خواتین و حضرات!...... ان چند صفحات میں اس عظیم المرتبت خاتون کا تذکرہ پیش خدمت ہے' جو صابرو شاکر اپنے رب پر اعتماد کرنے والی' نعمت ایمان سے آراستہ اور اللہ پر اس کی مدد اور تائید سے اعتماد کرنے والی تھی اور وہ تھی سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ......

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

ہم نے سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی داستان میں یہ بات جان لی ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے شام سے مصر کی طرف ہجرت کی وہاں فرعون برسرِ اقتدار تھا۔سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا بڑی حسین و جمیل خاتون تھیں اور ابراہیم علیہ السلام کی فرمانبردار تھیں۔ جب فرعون کو اس کے حسن و جمال کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ یہ خاتون کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ میری بہن ہے۔

ابراہیم علیہ السلام خوف زدہ ہو گئے تھے کہ اگر میں نے کہا کہ یہ میری بیوی ہے تو ہو سکتا ہے کہ ظالم حکمران مجھے قتل کرا دے۔ فرعون نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اسے میرے دربار میں بھیجو۔

ابراہیم علیہ السلام سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اسے سا ماجرا کہہ سنایا تو وہ دربار میں چلی گئی۔ جب وہ شاہی دربار میں پہنچی تو حکمران اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تاکہ پکڑ کر اسے اپنے قریب کر لے۔ تو اس کا ہاتھ سینے تک شل ہو گیا۔ فرعون نے اس سے کہا: آپ میرے لئے دعاء کیجئے کہ اللہ میری یہ بیماری دور کر دے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ اور آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا۔

سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی: الٰہی! اگر یہ سچا ہے تو اسے اس موذی بیماری سے نجات عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو درست کر دیا تو اس نے کہا: آپ تشریف لے جائیں اور خدمت کے لئے اپنی کنیز ہاجرہ اس کے ساتھ بھیج دی۔ یہ کنیز مصر کے مشہور و معروف خاندان قبط سے تھی۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین جھوٹ بولے' ایک مرتبہ آپ نے کہا ﴿اِنِّیْ سَقِیْمٌ﴾ (الصفات ۸۹) اور دوسری مرتبہ آپ نے کہا: ﴿بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ (الانبیاء:۶۳) اور تیسری مرتبہ جبکہ مصر کے حکمران کو یہ بتایا گیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ملک میں ایک مسافر آیا ہے' اس کے ساتھ ایک نہایت حسین و جمیل خاتون ہے۔ تو اسے دربار میں بلایا گیا۔ حکمران نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا: تمہارے ساتھ خاتون کون ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ میری بہن ہے۔ اس کے بعد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمانے لگے: دیکھیے اس وقت کائنات میں ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمارے درمیان ایمانی اخوت کا رشتہ ہے۔ اس لئے حکمران نے جب مجھ سے تیرے بارے میں پوچھا تو میں نے کہہ دیا کہ وہ میری بہن ہے۔ لہٰذا اگر وہ تجھ سے پوچھے تو بھی یہی جواب دینا' دیکھنا کہیں مجھے جھٹلا نہ دینا۔

جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا حکمران کے دربار میں پہنچی تو وہ ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا۔

اس نے پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ یکدم سینے تک شل ہوگیا۔ اس نے معافی مانگی اور عرض کی اللہ تعالیٰ سے میری شفاء کے لئے دعا کریں۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی تو ہاتھ ٹھیک ہوگیا۔ اس نے پھر وہی حرکت کی' ہاتھ یکدم شل ہوگیا۔ اس نے تین مرتبہ اپنی اس حرکت کو دہرایا اور تینوں دفعہ اس کا ہاتھ شل ہوگیا۔ اور تیسری مرتبہ ہاتھ کے درست ہونے پر اس نے چیختے چلاتے ہوئے کہا: کس پری زاد کو میرے دربار میں لے آئے ہو' یہ انسان نہیں' یہ تو کوئی آسمانی مخلوق ہے اسے عزت و تکریم کے ساتھ اس کے ٹھکانے پر لے جاؤ اور اس کی خدمت کے لئے میری قبطی کنیز ہاجرہ بھی لے جاؤ۔ جب وہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی تو آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہونے کے بعد پوچھا: دربار میں حاضری کیسی رہی؟ تو سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا: اللہ نے کافر اور فاجر کے مکر و فریب کو اس کے منہ پر دے مارا۔ اللہ نے مجھے سرخروئی عطاء کی' اس نے اپنی کنیز ہاجرہ ہماری خدمت گزاری کے لئے دے دی ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے: اے اللہ کے بندو!......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں ہے۔[1]

اسی لئے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مصر کے بارے میں فرمایا کہ جب تم مصر فتح کرو تو اس کے باشندوں کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آنا اس لیے کہ وہ ہمارے رشتہ دار ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مصر کو رشتے دار کس بنا پر کہا؟ انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ آپ کے جد امجد سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا مصر کی تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خیر و بھلائی کا سلوک کیا کہ اسے ظالم حکمران کے چنگل سے نکال کر خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے حبالہ عقد میں لے آئے۔ اور اسے شرک' فساد اور بدکردار معاشرے سے نکال کر توحید' پاکیزہ اور نیکی کے ماحول میں لے آئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر بہت بڑا فضل و کرم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر اور بھی بہت سی نوازشات کیں۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی دلی تمنا ہے کہ اس کی نرینہ اولاد ہو۔ نسل آگے چلے لیکن اس میں یہ صلاحیت نہیں تھی وہ اپنے خاوند ابراہیم علیہ السلام کی ہمدرد اور خیر خواہ تھی۔ جب اسے سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا دستیاب ہوئی تو اس نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ یہ نہایت عمدہ اور خوبصورت خاتون ہے' اس کو اپنے حبالہ عقد میں لے آئیں ممکن ہے اس سے اللہ تعالیٰ آپ کو نرینہ اولاد عطاء کر دے' اس طرح آپ کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہو جائے گی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سیدہ ہاجرہ نہایت حسین وجمیل خاتون تھی۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گزاری کے لئے مصر کے حکمران نے پیش کی تھی۔ اس نے اپنے سرتاج ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ یہ بڑی حسین وجمیل خاتون ہے' اسے اپنے حبالۂ عقد میں لے آئیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو نرینہ اولاد عطا کر دے۔ سیدہ سارہ خود بوڑھی ہو چکی تھی اور وہ بانجھ

---

[1] بخاری کتاب الانبیاء: (۳۱۰۸)۔ مسلم کتاب الفضائل (۷۱ ۵۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تھی۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اکثر و بیشتر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ دعا کیا کرتے تھے: الٰہی! مجھے نیک بیٹا عطا کر دے۔ دعا کی قبولیت میں تاخیر ہوتی گئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا بانجھ تھی پھر جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا رفیقہ حیات بنی تو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء کیا' جس کا نام اسماعیل علیہ السلام ہے۔ جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو جنم دیا تو اس کا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں مقام و مرتبہ بہت بلند ہو گیا۔ آپ کی ان کے ساتھ دلی چاہت و محبت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ جب سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھی تو اسے اپنی محرومی کا شدت سے احساس ہوا۔ دل ہی دل میں کڑھنے لگی۔ آخر کار یہ مطالبہ کر دیا کہ آپ ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو ایسی جگہ آباد کریں جہاں یہ مجھے نظر نہ آئیں میرے لئے یہ صورت حال ناقابل برداشت ہے۔ یہ عورت کی فطرت ہے کہ اسے اپنی سوتن کی آسودگی برداشت نہیں ہوتی۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ آپ سیدہ ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل کو وادی مکہ میں چھوڑ آئیں۔ وہاں اللہ کا احترام والا گھر تعمیر ہوگا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو وحی کے ذریعے جو حکم ملا تھا آپ اس کی تعمیل کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سیدہ ہاجرہ اور اس کے دودھ پیتے بیٹے کو وادی مکہ میں لا بسایا' جہاں ان دنوں نہ پانی تھا اور نہ ہی کھانے کے لئے کوئی چیز تھی۔ اور نہ ہی وہاں کوئی رہائش پذیر تھا۔ بے آب و گیاہ چٹیل میدان تھا۔ آپ نے ماں بیٹے بس مشکیزے میں تھوڑا سا پانی بھر دیا اور تھیلے میں تھوڑی سی کھجوریں دیں اور اللہ کے بھروسے پر وہاں چھوڑ کر چلے گئے۔

یہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی بہت بڑی آزمائش تھی۔

آج کل ہمارا حال یہ ہے کہ جس کسی نے اپنے اہل خانہ کو مختصر یا طویل عرصے کے لئے کہیں چھوڑنا ہو تو اس کے لئے مناسب گھر کا اہتمام کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہاں آبادی کی چہل پہل بھی ہو۔ اور ان کے اخراجات کے لئے سال بھر کا انتظام ہو۔ لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ہر وقت دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ اہل خانہ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی لاحق نہ ہو جائے۔ اب ذرا تصور کیجئے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام وحی کے ذریعے ملنے والے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی بیوی اور دودھ پیتے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ایک ایسی جگہ چھوڑ آتے ہیں جو چٹیل میدان ہے۔ وہاں کوئی آبادی نہیں' کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ تھوڑا سا پانی اور تھوڑی سے کھجوریں دیں اور اللہ کے حوالے کر کے چھوڑ آئے۔ یہ تو صرف چند دنوں کا توشہ تھا اس کے بعد کیا بنے گا۔ اللہ مالک ہے۔

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ تو وہ تسلیم و رضا کا پیکر بن کر فرمانے لگی۔ ((اِذًا لَا یُضِیعُنَا اللّٰہُ)) اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو کوئی پرواہ نہیں' اللہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اس نازک ترین موقع پر اس کا یہ فرمانا تاریخ کا ایک سنہری باب بن گیا۔

اسے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر لینا۔

سیدنا سعید بن جبیر سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام ام اسماعیل سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو وادی مکہ میں چھوڑ کر روانہ ہونے لگے جہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ ہی کوئی اور چیز۔ تو اس نے بار بار پوچھا: اے ابراہیم! آپ ہمیں کہاں چھوڑے جا رہے ہیں؟ جب یہ دیکھا کہ وہ بالکل خاموش ہیں اور کوئی جواب نہیں دے رہے اور نہ ہی نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں تو خود ہی کہنے لگی: کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں!

اس نے کہا: پھر ٹھیک ہے' تب اللہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔

اللہ اللہ ذات الٰہی پر اس قدر یقین' ایسا توکل واہ سبحان اللہ!

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا خاموشی سے اپنے بیٹے کو گود میں لے کر بے آب و گیاہ جنگل میں بیٹھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔[1]

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا اسماعیل پیدا ہوا تو سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی غیرت جاگ اٹھی اور وہ اپنی محرومی سے کبیدہ خاطر رہنے لگی اور اس نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ان دونوں ماں بیٹے کو میری نظروں سے دور کہیں آباد کریں۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے حکم بھی مل گیا تو آپ سیدہ ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو لے کر وادی مکہ میں پہنچ گئے۔ اسماعیل علیہ السلام ان دنوں ابھی بہت چھوٹے تھے' ماں کا دودھ پیتے تھے۔ وادی مکہ بے آب و گیاہ صحرا کی مانند تھی۔ جب اپنی بیوی اور بیٹے کو چھوڑ کر واپس ہونے لگے تو سیدہ ہاجرہ نے دامن پکڑ کر پوچھا آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ بار بار یہ سوال دہرایا جب دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام خاموش ہیں' کوئی جواب نہیں دے رہے تو خود ہی کہا: کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تو سیدہ ہاجرہ نے کہا: تو پھر ٹھیک ہے' اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو میں سر تسلیم خم کرتی ہوں' اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

مجاہد اور دیگر اہل علم کا بیان ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل کو لے کر روانہ ہوئے تو سیّدنا جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ جب راستے میں کوئی بستی آتی تو آپ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے: کیا اللہ تعالیٰ نے یہاں بیوی بچے کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے؟ تو وہ کہتے نہیں ابھی آگے چلیے۔

جب وادی میں پہنچے تو پوچھا: کیا یہاں کا حکم ہے فرمایا: ہاں! ان دنوں مکہ کی سرزمین صحراء کی صورت میں تھی۔ اس کے قرب و جوار میں عمالقہ قوم رہائش پذیر تھی۔ لیکن یہ بے آباد جگہ تھی۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیوی اور بیٹے کو ایک پتھر کے قریب بٹھا کر الوداع کہا اور واپس چل دیئے۔ (تاریخ کعبہ تالیف شیخ محمد جاد)

---

[1] بخاری احادیث الانبیاء (۳۱۱۳)۔ مسند امام احمد (۳۰۸۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے دودھ پیتے بیٹے کے ہمراہ وحشتناک جنگل میں قیام پذیر ہوئی۔ ذرا تصور کیجئے یہ کس قدر مشکل گھڑی تھی کہ ماں اور معصوم بچہ بے آب و گیاہ ایسے جنگل میں قیام پذیر ہیں جہاں موذی درندوں کی آمد و رفت ہے۔ ایسی خطرناک جگہ جہاں ہر گھڑی جان کا خطرہ ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور لخت جگر کو اللہ کے حکم کے مطابق چھوڑنے پر آمادہ ہوئے' ورنہ اگر صرف سارہ رضی اللہ عنہا کے مطالبے کے پیش نظر اس کی آنکھوں سے اوجھل کرنا مقصود ہوتا تو کسی ایسی بستی میں ان کو بسایا جاتا جو شام سے قریب ہوتی اور وہاں لوگوں کی رہائش بھی ہوتی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم تھا کہ انہیں وادی مکہ میں چھوڑا جائے لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں وادی مکہ میں پہنچے' جو سرزمین شام سے سینکڑوں میل دور واقع تھی۔

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے لخت جگر کے ہمراہ صبر و شکر کے ساتھ وہاں قیام پذیر ہوئی۔ کھجوریں اور پانی چند دنوں میں ختم ہوگئے۔ اس چٹیل میدان میں جب بھوک اور پیاس نے ستایا تو اپنا دودھ بھی خشک ہوگیا۔ جس کی وجہ سے ننھے اسماعیل علیہ السلام بھی بھوک و پیاس سے تڑپنے لگے۔ بیٹے کو تڑپتا دیکھ کر ماں کی ممتا نے جوش مارا۔ پانی کی تلاش میں قریبی پہاڑی صفا پر دوڑ کر چڑھی شاید کوئی مسافر آتا ہو اور اس کے پاس پانی ہو لیکن کوئی دکھائی نہ دیا۔ پھر دوڑ کر دوسری پہاڑی مروہ پر چڑھی کہ شاید ادھر سے کوئی مسافر آتا ہوا دکھائی دے لیکن وہاں بھی کوئی دکھائی نہ دیا' اسی طرح دیوانہ وار یکے بعد دیگرے سات چکر لگائے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سات چکروں کو لوگوں کے لئے قیامت تک اللہ تعالیٰ نے سعی قرار دے دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ فرماتے:

((فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا))

یہ صفا مروہ کے درمیان لوگوں کی سعی ہے۔

جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے مروہ پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر بیٹے کی طرف جھانکا تو اسے کچھ آواز سنائی دی۔ غور سے دیکھا کہ ایک فرشتہ زم زم کی جگہ اپنی ایڑی یا پر مار رہا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں سے پانی کا فوارہ ابل رہا ہے۔ دوڑ کر وہاں پہنچی پانی خود پیا بچے کو پلایا۔ مشکیزے کو بھرا لیکن پانی مسلسل ابل رہا تھا۔ پھر باڑ بنا کر اسے روکنے لگی تا کہ پانی کافی مقدار میں جمع ہو جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَو تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْلَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ زَمْزَمَ عَيْنًا مُعِيْنًا))

"اللہ تعالیٰ اُم اسماعیل پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو بہنے دیتی تو زمزم ایک معین چشمہ ہوتا۔"

سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے سیدہ ہاجرہ سے کہا: گھبرایئے نہیں، یہ پانی ختم نہیں ہوگا۔ اس جگہ یہ بچہ اور اس کا باپ اللہ کا گھر تعمیر کریں گے اور اللہ یہاں رہنے والوں کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔[1]

ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب اسماعیل علیہ السلام کو شدید پیاس لگی۔ تو اس کی ماں نے پانی تلاش کیا۔ اسے پانی کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اسے صفا پر کسی کی آواز سنائی دی تو وہ دوڑ کر وہاں گئی وہاں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ اس نے وہاں کھڑے ہو کر آہ وزاری کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے پیارے بیٹے اسماعیل کے لئے پانی کی التجا کی پھر اسے مروہ پر کسی کی آواز سنائی دی، وہاں دوڑ کر پہنچی وہاں بھی کچھ نہیں تھا۔ پھر اس نے اپنے ننھے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی جانب سے بہت سے درندوں کی آوازیں سنائی دیں۔ تو گھبرائی دوڑ کر وہاں پہنچی۔ بیٹے کے قریب پہنچی تو یہ دیکھا کہ اس کے ہاتھ کے نیچے سے پانی ابل رہا ہے۔ اس نے وہ پانی خود بھی سیر ہو کر پیا۔ اپنے بیٹے کو پلایا اور پھر وہ مٹی کی باڑ بنانے لگی، تا کہ پانی کا ذخیرہ بن جائے اور وہ عرصہ دراز تک بیٹے کے کام آ سکے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ زمزم کا چشمہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے پتھریلی زمین پر ایڑی مارنے کی وجہ سے پھوٹا تھا جبکہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔[2]

---

[1] بخاری احادیث الانبیاء ۳۱۱۳۔ مسند امام احمد ۳۰۸۰۔

[2] بحوالہ تاریخ طبری ۱/ ۱۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صابرہ شاکرہ اور وفا کی پتلی

- دائمی مریض شوہر کی محبت بھرے انداز میں عرصہ دراز تک خدمت کر کے خود کمزور ہو جانے والی خاتون جنت۔
- سارا دن لوگوں کے گھروں میں نوکرانی بن کر کام کاج کر کے شوہر کے لیے دو وقت کی روٹی کا بندوست کرنے والی صابرہ۔
- لازوال و لافانی محبت کی مثال قائم کرنے والی مومنہ۔
- وہ اپنے سامنے کھڑے حسین وجمیل اور خوبصورت جوان سے پوچھ رہی تھی...... کیا آپ نے اللہ کے نبی (اور میرے شوہر) کو کہیں دیکھا ہے؟...... وہ بیماری میں مبتلا تھے...... ان کی شکل وصورت ہو بہو آپ جیسی تھی...... جوان یہ سن کر دھیرے دھیرے مسکراتا جا رہا تھا...... اور وہ اسے منتظر ومضطربانہ انداز میں...... دیکھے چلی جا رہی تھی......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوجہ ایوب علیہ السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (صٓ:۳۸/ ۴۱۔۴۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۸۳۔۸۴)

سیّدنا ایوب علیہ السلام کی داستان، صبر و ابتلاء کی ایک روشن مثال ہے۔ یہ کہانی ایوب علیہ السلام کی بیوی کی زندگی کے اس کردار کو نمایاں کرتی ہے جو اس نے اپنے سرتاج سیّدنا ایوب علیہ السلام کی رفاقت میں نہایت صبر و تحمل، ہمدردی اور محبت کے ساتھ ادا کیا۔

ایوب علیہ السلام کون ہیں؟

سیّدنا ایوب علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے:

ایوب بن ساری بن رغوال بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم۔

کہتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کے والد کا نام موص تھا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح تھا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موص بن رزاح بن عیص۔

سلسلہ نسب کچھ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے:

ایوب بن رزاح بن موص بن عیص روح بن عیص کی اولاد میں سے تھے۔ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کی والدہ سیّدنا لوط علیہ السلام کی بیٹی تھی اور ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے۔ یہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے تھے۔ ان کے سلسلہ نسب میں اختلاف ہے البتہ ان کے والد کا نام موص تھا۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام سیّدنا شعیب علیہ السلام کے بعد ہوئے۔ ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوئے۔ عیصو کی شادی اُس کے چچا اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی شمت سے ہوئی اور اس سے رغوال پیدا ہوا۔

ابن اسحاق نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کا سلسلہ نسب کچھ یوں بیان کیا ہے:

ایوب بن موص بن زراح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم خلیل۔

بعض نے سلسلہ نسب کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

ایوب بن موص بن رعویل بن عیص بن اسحاق بن یعقوب' ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کی والدہ سیّدنا لوط علیہ السلام کی بیٹی تھی اور اس کا والد ان لوگوں میں سے تھا جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر اس دن ایمان لائے جب انہیں آتش نمرود میں ڈالا گیا اور آگ نے انہیں جلایا نہیں تھا بلکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار کا روپ دھار گئی تھی۔

قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (الانعام: ٦/ ٨٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اس کی اولاد میں سے داؤد' سلیمان' ایوب' یوسف' موسیٰ اور ہارون علیہم السلام ہوئے اور اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزاء دیتے ہیں۔''

زوجہ ایوب علیہ السلام

سیّدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام لیا بنت یعقوب بیان کیا جاتا ہے۔

بعض نے اس کا نام رحمت بنت افرائیم بیان کیا ہے۔ بعض نے اس کا نام منشا بنت یوسف بن یعقوب بیان کیا ہے۔

بعض نے اس کا نام رحمۃ بنت یوسف بن یعقوب بیان کیا ہے۔

آزمائش میں صبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صَلَابَةٌ زِيْدَ فِيْ بَلَاءِهٖ﴾

''لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام پر آتی ہے۔ پھر صالحین پر پھر درجہ بدرجہ لوگ دینی لحاظ سے آزمائے جاتے ہیں' جو دین کا زیادہ پابند ہو اس کی آزمائش بھی زیادہ سخت ہوتی ہے''

سیّدنا ایوب علیہ السلام کی داستان میں اسرائیلیات کا جھوٹ بہت زیادہ شامل ہو گیا ہے۔ جس نے سچ کو بھی اپنے نرغے میں لے رکھا ہے۔ اس داستان کے حوالے سے صحیح اور مختصر بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام ایک صالح انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا تو انہوں نے نہایت عمدہ انداز میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ بظاہر ان کی آزمائش یہ تھی کہ وہ بیک وقت مال و دولت' اہل و عیال اور صحت سے محروم ہو گئے لیکن اپنے رب سے ان کا رابطہ بدستور قائم رہا۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل قائم رہا۔

جو چند احباب سیّدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ مخلص تھے اور ان کے ساتھ وفاداری کا اظہار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے' ان میں سرفہرست ان کی بیوی تھی۔ شیطان ان کے دلوں میں مسلسل وسوسہ ڈالتا رہتا کہ اگر ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتے تو وہ قطعاً اس تکلیف دہ صورت حال سے دو چار نہ ہوتے۔ جب وہ احباب اس قسم کی گفتگو سیّدنا ایوب علیہ السلام سے کرتے تو انہیں یہ سن کر بیماری سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی۔ ایک دن سیّدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی نے بھی اسی قسم کی باتیں ان سے کیں تو آپ کو یہ سن کر بہت دکھ ہوا اور کہا کہ میں تجھے سو کوڑا اس جرم کی پاداش میں ماروں گا۔

اب آیئے ذرا ان آیات کا مطالعہ کریں جن میں سیّدنا ایوب علیہ السلام کی داستان ابتلاء بیان کی گئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ○ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ○ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ○ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (صٓ: ۳۸/ ۴۱-۴۴)

مفسرین اور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کے پاس بڑی وافر مقدار میں مویشی' غلام زرعی زمینیں وغیرہ تھیں اور آپ کی رہائشی سرزمین حران میں بشینہ نامی بستی میں تھی۔ ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام بڑے مالدار تھے' ان کے پاس ہر قسم کی دولت وافر مقدار میں تھی اور اولاد کی بھی فراوانی تھی' صحت بھی قابل رشک تھی' لیکن اللہ کا کرنا ایسے ہوا کہ یکدم سب چیزیں چھن گئیں' مال و دولت ختم ہوگیا' مویشی مر گئے' جسم میں خطرناک بیماری نے پنجے گاڑ لئے' زبان اور دل کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ بھی بیماری سے محفوظ نہ رہا' ان تکلیف دہ حالات میں بھی وہ ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ صبر و تحمل کا دامن تھامے رکھا' دن رات صبح و شام ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ بیماری طول پکڑ گئی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہم نشین بھی پاس بیٹھنے سے گریز کرنے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفادار خاتون

سیّدنا ایوب علیہ السلام کی آزمائش بڑی سخت ہوگئی اور بیماری طول پکڑ گئی یہاں تک کہ دوست واحباب بھی پاس بیٹھنے سے گریز کرنے لگے۔ لوگوں نے ملنا جلنا چھوڑ دیا' سارے معاشرے میں صرف ایک بیوی باقی رہ گئی جو ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتی' ان کی دیکھ بھال کرتی ۔ بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ان کی خدمت میں مصروف رہتی۔ چونکہ اسے وہ وقت یاد تھا کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام بھلے دنوں میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔ اس دور میں آپ کا رویہ مشفقانہ رہا۔ وہ انتہائی محبت اور شفقت سے ان کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتی۔ ایسے دن بھی دیکھنے نصیب ہوئے کہ وہ خود کمزور ہوگئی۔ مالی حالت پتلی ہوگئی' گھروں میں کام کاج کر کے اپنے بیمار سرتاج سیّدنا ایوب علیہ السلام کے کھانے کا اہتمام کرتی ۔ وہ ان مصیبت کی گھڑیوں میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتی رہی۔ خوشحالی کے بعد تنگ دستی' نعمتوں کی فراوانی کے بعد حالات کی ترشی' خدام کی چہل پہل کے بعد خود لوگوں کے گھروں میں کام کاج کی مجبوری' مال و دولت کی ریل پیل کے بعد ناگفتہ بہ حالات کی سنگینی' کبھی ایسا سوچا نہ تھا کبھی ایسے کٹھن دن دیکھے نہ تھے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

ان کٹھن حالات میں سیّدنا ایوب علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے رہے۔ صبر وتحمل کا ایسا مظاہرہ کیا کہ رہتی دنیا تک ان کا صبر ضرب المثل بن گیا۔ صبر ایوب علیہ السلام کو آج بھی بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ وھب بن منبہ اور دیگر علمائے بنی اسرائیل سے سیّدنا ایوب علیہ السلام کے مفلس وکنگال ہونے اور خطرناک بیماری میں مبتلا ہونے کی طویل داستان بیان کی جاتی ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس کی نوعیت کیا تھی۔

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام پہلے شخص ہیں جسے جسمانی خارش کی بیماری لاحق ہوئی۔

سیّدنا ایوب علیہ السلام کی آزمائش کی مدت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آزمائش کی مدت ۱۳ برس تھی۔ وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ آزمائش کا دورانیہ تین سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ حسن اور قتادہ بیان کرتے ہیں کہ آزمائش کی مدت سات سال تھی۔

حمید بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال تک آزمائش میں گرفتار رہے۔ اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز سیّدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعاء کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: میں ستر سال تندرست رہا ہوں' اب کیا میں سات سال بھی صبر نہیں کر سکتا۔ درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کی بیماری کا دورانیہ تیرہ سال رہا ہے۔ علامہ طبری بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کی عمر ۹۳ سال تھی۔ بیماری سے شفاء ملنے کے بعد دس سال زندہ رہے۔ [1]

سیّدنا ایوب علیہ السلام اور اہلیہ کے حالات بہت زیادہ تنگ ہو گئے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرنے لگی اور اس طرح سیّدنا ایوب علیہ السلام کے لئے کھانے کا اہتمام کرتی۔ پھر یہ وقت بھی آیا کہ لوگوں نے اسے کام دینا بھی چھوڑ دیا کہ کہیں اس کے ذریعے بیماری ہمیں بھی نہ لگ جائے۔ جب کام ملنا بند ہو گیا تو مجبور ہو کر ایک مالدار گھرانے کی لڑکیوں کو اپنے سر کے بال بیچ کر وافر مقدار میں عمدہ کھانا خریدا اور سیّدنا ایوب علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے جب پوچھا کہ ایسا عمدہ کھانا کیسے میسر آیا تو بتایا کہ بس لوگوں کا کام کاج کر کے جو مزدوری ملی اس کا کھانا خرید کر آپ کی خدمت میں لے آئی ہوں۔ پھر ایک دن ایسے ہی مجبوراً کرنا پڑا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ آج کھانا کیسے دستیاب ہوا؟ جب تک مجھے حقیقت حال سے آگاہ نہیں کریں گی اس وقت تک میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا تو بیوی نے دوپٹہ سرکا کر اپنا سر دکھلایا تو آپ یہ دیکھ کر غمزدہ ہوئے کہ میرے کھانے کے لئے بیوی کو اپنے سر کے بال بیچنا پڑے ہیں۔ اس موقع پر آپ نے یہ دعاء کی ''أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ'' مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

ابن ابی حاتم عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کے دو

---

[1] فتح الباری ۶/ ۴۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی تھے۔ وہ ملنے کے لئے آئے تو زخموں سے آنے والی بدبو کی وجہ سے قریب نہ آ سکے' دور ہی کھڑے ہو کر ایک نے دوسرے بھائی سے کہا: اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ایوب نیک ہوتا تو اللہ کبھی بھی اسے آزمائش میں نہ ڈالتا۔ یہ سن کر سیّدنا ایوب علیہ السلام کو اتنا دکھ ہوا کہ کبھی کسی چیز نے اتنا دکھ نہیں دیا تھا۔ انتہائی افسردگی اور گھبراہٹ میں مبتلا ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتے ہوئے کہنے لگے:

''اے رب ذوالجلال والاکرام...... ! تو جانتا ہے کہ میں رات کو جب بھی شکم سیر ہوا ہوں بھوکے آدمی کی قدر و قیمت کو میں کبھی نہیں بھولا۔ تو اگر یہ جانتا ہے کہ میں سچ بات کہتا ہوں تو میری سچائی کی غیب سے تصدیق و تائید کر دے تو آسمانوں سے اس کی سچائی کی تصدیق کی گئی۔ جس کی آواز ان دونوں نے سنی۔

پھر سیّدنا ایوب علیہ السلام نے یہ التجا کی۔

اے رب ذوالجلال والاکرام!...... تو جانتا ہے کہ جب بھی مجھے دھونے یا پہننے کے لئے دو عدد قمیص میسر آئیں تو میں ایسے شخص کو نہیں بھولا جس کے پاس پہننے کے لئے ایک قمیص بھی نہیں تھی۔ اے میرے رب کریم...... ! اگر تو چاہتا ہے کہ میں اپنی بات میں سچا ہوں تو میری سچائی کی تصدیق آسمان سے کر دے' تو آسمانی تصدیق کی گئی جسے ان دونوں نے از خود سنا۔

پھر اس کے بعد سیّدنا ایوب سجدے میں گر گئے اور عرض کرنے لگے:

الٰہی! مجھے تیری عزت کی قسم! میں اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو مجھے اس موذی بیماری سے نجات نہ دے دے' تو اللہ تعالیٰ نے اسے نجات عطا کر دی۔[1]

ابن ابی حاتم انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نبی سیّدنا ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے' خطرناک بیماری میں صرف دو مخلص بھائی

[1] تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۶۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے تھے جو صبح و شام ان کے پاس حال دریافت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ باقی سب قریبی رشتہ داروں اور احباب نے آنا چھوڑ دیا تھا۔

وہ دونوں ایک دن تیمارداری کے لئے آئے ایک بھائی دوسرے سے کہنے لگا کہ ایوب علیہ السلام سے کوئی ایسا گھناؤنا جرم سرزد ہوگیا ہے جو آج تک ساری دنیا میں کسی نے نہیں کیا ہوگا جس کی اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی بڑی سزا دی ہے۔ دوسرے بھائی نے پوچھا وہ کیسے؟

پہلے نے کہا: دیکھئے یہ اٹھارہ سال سے بیماری میں مبتلا ہیں ۔ بیماری پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔

جب یہ دونوں بھائی ایوب علیہ السلام کے قریب گئے تو آپ کو باہمی گفتگو کے بارے میں آگاہ کیا تو آپ سن کر بڑے کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمانے لگے: میرے بھائی میرے دل میں تو ہر ایک کے بارے میں خیر خواہی کا جذبہ ہے' زندگی بھر میرا یہ معمول رہا ہے کہ جب بھی میں نے دو بھائیوں کو آپس میں لڑتے جھگڑتے دیکھا اور یہ سنا کہ دونوں اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے اللہ کا نام لے رہے ہیں تو میں نے اپنے گھر جا کر دونوں کی طرف سے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا' تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے اور جو اپنے کو سچا ثابت کر نے کے لئے یونہی اللہ کا نام لے رہا ہے وہ اس کی بھی گرفت سے محفوظ ہے۔

اس موقع پر سیدنا ایوب علیہ السلام بڑے کبیدہ خاطر ہوئے اور شیطان کے وسوسوں سے پناہ مانگنے لگے کہ وہ انسانوں کو اکساتا رہتا ہے۔

لوگوں کا یہ رویہ دیکھ کر سیدنا ایوب علیہ السلام کو دلی صدمہ پہنچا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے۔

﴿اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ﴾ (صٓ: ۴۱/ ۳۸)

سیدنا ایوب علیہ السلام کے رب نے جب اس صداقت اور صبر کو دیکھ لیا اور اس صورتحال کا بھی مشاہدہ کرلیا کہ وہ شیطان کی حیلہ سازیوں اور اذیت رسانی سے نفرت کا اظہار کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا۔ آزمائش کو ختم کر دیا۔ بیماری جاتی رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت لوٹ آئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اضطراب کو دیکھ کر یہ حکم دیا کہ تم زمین پر ایڑی مارو۔ اس سے ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑے گا۔ اس پانی کے پینے اور اس میں نہانے سے بیماری سے شفاء حاصل ہوگئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾ (صٓ: ۳۸/ ۴۲)

سیّدنا ایوب علیہ السلام کی دعاء کی قبولیت کے ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے جبرئیل علیہ السلام کو ایوب علیہ السلام کے پاس بھیجا' اس نے کہا کہ آپ اس خشک زمین پر ایڑی ماریں۔ انہوں نے ایڑی ماری تو وہاں سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ((هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَ شَرَابٌ)) یہ ٹھنڈا پانی نہانے کے لئے اور پینے کے لئے ہے۔

یعنی اس سے تم نہاؤ اور پانی پیو تو تمہاری ظاہری باطنی بیماری دور ہو جائے گی۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ زمین پر ایڑی مارنے سے دو چشمے جاری ہوگئے ایک پینے کے لئے اور دوسرا نہانے کے لئے۔ جب سیّدنا ایوب علیہ السلام ایک چشمے میں نہاتے اور دوسرے سے پانی پیتے تو اللہ کے فضل سے ان کی ظاہری و باطنی بیماری جاتی رہی۔ ''ارکض' اضرب'' یعنی مارنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور یرکضون کا معنی یعدون بھی کیا جاتا ہے یعنی وہ دوڑتے ہیں۔

ابن جریر شعبہ اور قتادہ کے حوالے سے ((ارکض برجلك)) کا مفہوم بیان کرنے کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ جب سیّدنا ایوب علیہ السلام نے زمین پر ایڑی ماری تو وہاں سے دو چشمے پھوٹ پڑے۔ آپ ایک چشمے میں نہائے اور دوسرے سے پانی پیا۔ فراء ((اِذَا هم منها یرکضون)) کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ اچانک وہ اس سے بھاگیں گے۔

علامہ طبری مجاہد کے حوالے سے ((لاترکضوا)) کا ترجمہ ((لاتفروا)) کرتے ہیں کہ نہ بھاگی۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایڑی زمین پر ماری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ تعالیٰ نے وہاں سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس پانی میں نہائے اور اسے پیئے۔

انہوں نے حکم الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے پانی پیا اور اس میں نہائے تو اللہ تعالیٰ نے تمام ظاہری باطنی بیماری کو یکسر ختم کر دیا۔ بیماری ختم ہوگئی حسن و جمال پہلے سے دو چند ہوگیا۔ مال و دولت کی فراوانی ہوگئی۔ چوپائے' زرعی زمینیں اور اولاد کی چہل پہل پہلے سے کہیں زیادہ مقدار میں دوبارہ میسر آ گئے۔

پھر گلستاں گلستان بہار آ گئی
اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

اس ضمن میں یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام جب قضائے حاجت کے لئے باہر جاتے فارغ ہونے پر ان کی بیوی پکڑ کر واپس لاتی۔ ایک روز اسے تاخیر ہوگئی۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے مکمل شفاء یابی سے ہمکنار کر دیا تھا۔ وہ معجزاتی چشمے کے پانی سے نہا چکے تھے اور پانی نوش جاں بھی کر لیا تھا۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ حسین و جمیل دکھائی دے رہے تھے۔ بیوی پہچان نہ سکی۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگی: کیا آپ نے اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کو دیکھا ہے' وہ بیماری میں مبتلا تھے' ان کی شکل و صورت ہو بہو آپ جیسی تھی۔

سیّدنا ایوب علیہ السلام نے فرمایا میں ہی ایوب ہوں!

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحت یابی کے ساتھ ساتھ وافر مقدار میں سونے اور چاندی کے ذخائر بھی عنایت کر دیئے۔

ابن ابی حاتم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کے لئے جنت سے لباس اتارا گیا جسے زیب تن کر کے وہ بڑی شان و شوکت سے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ بیوی نے جب دیکھا تو اسے اپنے بیمار ایوب کی جگہ ایک حسین و جمیل شخص عالی شان لباس زیب تن کئے بیٹھا نظر آیا' وہ پہچان نہ سکی اس نے قریب آ کر پوچھا: کیا آپ نے میرے ایوب کو دیکھا ہے؟ جو بیمار تھا' جسے میں ابھی یہاں چھوڑ کر گئی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں اللہ نہ کرے اس کو کوئی بھیڑیا گھسیٹ کر تو نہیں لے گیا؟ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ایوب تو میں ہی ہوں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں مذاق نہیں کر رہا۔ تیرے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے چشم زدن میں مجھے شفاء عطاء کر دی اور پینے کے لئے میٹھا پانی اور پہننے کے لیے جنت سے لباس نازل کیا۔ یقین جانئے ایوب میں ہی ہوں جس کو تیری نگاہیں تلاش کر رہی ہیں۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کو پہلا مال بھی عطا کر دیا اور اتنا ہی مزید بھی عطا کیا۔

وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے تیری طرف تیرا اہل وعیال اور مال و دولت لوٹا دیا ہے تم اس پانی میں نہاؤ اس سے تجھے شفا حاصل ہوگی۔ اپنے احباب سے درگزر کرنا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کرنا انہوں نے تیرے بارے میں میری نافرمانی کی ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کو شفاء عطاء کر دی تو اس کے بعد اس پر سونے کی مکڑیوں کی بارش برسائی۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام سونے کی مکڑیاں پکڑ پکڑ کر کپڑے میں سمیٹنے لگے۔

ان سے کہا گیا: اے ایوب! کیا دل نہیں بھرا؟ اس نے کہا: میرے رب! تیری رحمت سے بھی بھلا کسی کا دل بھرا ہے۔[1]

تو اس نے مکڑی اٹھا کر کپڑے میں رکھ لی۔ سونے کی مکڑیاں مسلسل گرنے لگیں اور وہ اٹھا کر انہیں کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آواز دی: اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے غنی نہیں کر دیا؟ عرض کی: میرے رب! میں اپنی غنا کا اعتراف کرتا ہوں لیکن تیرے فضل سے کون مستغنی ہوتا ہے؟[2]

---

1. تفسیر ابن ابی حاتم ۱۳۷۰۰۔
2. بخاری کتاب الغسل :۲۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کو اس کا اہل و عیال لوٹا دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ﴾ (صٓ: ۳۸/ ۴۳)

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کے بیٹوں کو زندہ کر دیا اور اتنے ہی اور عطا کر دیئے۔ لیکن اس کے بارے میں یہ حتمی نہیں کہا جا سکتا کہ فوت ہونے والے بیٹوں کو زندہ کیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جتنے بیٹے پہلے تھے۔ اتنے ہی اور عطا کر دیئے اور اپنی رحمت اور فضل و کرم کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے صحت و عافیت' مال و دولت اور اہل و عیال مزید عطا کیے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات بیان کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر یہ بات واضح کی جائے کہ جو لوگ مصیبت میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل و کرم اور اپنی بے پایاں رحمت نازل کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ کے فیصلے پر رضا مندی کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خوش کر دیتا ہے۔ ان کی دنیا بھی بنا دیتا ہے اور آخرت بھی۔

اللہ تعالیٰ نے "رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا" جو ارشاد فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کی تنگی کو دور کر دیا۔ اپنی رحمت' محبت اور احسان سے اس کی تکلیف کو رفع کر دیا۔ اور یہ اللہ کے بندوں کے لئے نصیحت آموز واقعہ ہے۔ یعنی جو شخص جسمانی تکلیف' مالی دشواری اور اولاد کی پریشانی میں مبتلا ہو جائے اس کے لئے سیّدنا ایوب علیہ السلام ایک نمونہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت ترین آزمائش میں ڈالا لیکن انہوں نے کمال انداز میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی کشادگی پیدا کر دی۔

ضحاک سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کا شباب لوٹا دیا۔ اور انہیں چھبیس بیٹے عطا کیے۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام نے ستر سال سرزمین روم میں دین ابراہیم کی پیروی میں بسر کیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴾ (ص: ۳۸/ ۴۴)

جب سیّدنا ایوب علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ بیوی نے سر کے بال فروخت کیے ہیں تو اس موقع پر حلف اٹھایا کہ صحت یاب ہونے پر تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ جب صحت یاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ تیری بیوی تو بڑی وفادار خاتون ہے۔ تم نے اگر کسی وجہ سے قسم کھا ہی لی ہے تو ایک ایسا جھاڑو پکڑو جس میں سو تنکے ہوں وہ ہلکا سا مار دو تو قسم پوری ہو جائے گی۔

معانی القرآن میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ جب سیّدنا ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہو گئے تو شیطان دواؤں کی پٹاری لے کر راستے میں بیٹھ گیا۔ لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ کوئی اجنبی سنیاسی معالج آیا ہے' لوگ اس سے علاج کروانے لگے۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی بھی اس کے پاس گئی اور کہنے لگی: کیا تم میرے میاں کا علاج کرو گے؟ اسے اس اس طرح کی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ اس نے کہا: ہاں میں علاج کروں گا لیکن اس کی ایک شرط ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہو جائیں تو صرف یہ کہہ دیں کہ میں نے شفاء دی ہے اس کے علاوہ میرا کوئی اور مطالبہ نہیں' بس یہی میری اجرت ہو گی۔ بیوی نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کو بتایا تو آپ نے فرمایا: تو اس کے پاس کیوں گئی' وہ تو شیطان ہے' میں جب ٹھیک ہوا تو تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ جب آپ ٹھیک ہو گئے تو قسم کو پورا کرنے کی نوبت آئی تو اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا جس کی بنا پر آپ نے ایک ایسا جھاڑو لیا جس میں سو تنکے تھے' اسے ہلکا سا بیوی کے جسم کو لگا دیا جس سے آپ کی قسم پوری ہو گئی۔[1]

سیدنا ایوب علیہ السلام نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں صحت یاب ہونے کے بعد اپنی بیوی کو سو کوڑے ماروں گا جبکہ بیوی نے خدمت گزاری میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی تھی۔ اس نے اپنے سرتاج کی بیماری کے دوران وفاداری کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ کردار پسند آیا۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کی قسم کی لاج رکھنا بھی ضروری تھا۔

---

[1] معانی القرآن ۱/ ۲۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سیّدنا ایوب علیہ السلام کو یہ مشورہ دیا کہ ایک ایسا جھاڑو لیں جو سو تنکوں پر مشتمل ہو وہ اپنی بیوی کے جسم کو لگا دیں بس اس سے آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔

اور اس نیک بخت کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیّدنا ایوب علیہ السلام اور اس کی زوجہ محترمہ پر خاص رحمت اور اس کا فضل و کرم تھا۔ سیّدنا ایوب علیہ السلام کا صبر اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور اس کا اعتراف اس انداز میں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ (صٓ: ۳۸/ ۴۴)

علامہ ابن جریر نے مؤرخین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کی عمر ترانوے سال تھی۔ بعض نے کہا کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام اس سے زیادہ عرصہ زندہ رہے۔

لیث مجاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ يَحْتَجُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسُلَيْمَانَ علیہ السلام عَلَى الْأَغْنِيَاءِ وَبِيُوْسَفَ علیہ السلام عَلَى الْاَرِقَّاءِ وَبِأَيُّوبَ علیہ السلام عَلٰى اَهْلِ الْبَلَآءِ)) (البدایہ النہایہ ۱/ ۲۲۵)

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سلیمان علیہ السلام کے ذریعے اغنیاء یوسف علیہ السلام کے ذریعے قیدیوں اور ایوب علیہ السلام کے ذریعے مصیبت زدوں پر حجت پیش کریں گے''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾

(صٓ: ۳۸/ ۴۳)

بعض روایات میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کے پہلے بیٹے زندہ کر دیئے۔ لیکن یہ بات حتمی طور پر نہیں کی جا سکتی کہ اللہ تعالیٰ نے فوت ہونے والے بیٹوں کو زندہ کر دیا کیونکہ اس کی کوئی قطعی دلیل نہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ایوب علیہ السلام کو صحت و عافیت سے نوازا اور پھر پہلے سے دو گنا بیٹے بھی عطا کئے۔ مزید برآں کہ وافر مقدار میں مال و دولت سے بھی نواز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص ان پر رحمت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ایوب علیہ السلام اور اس کی بیوی پر اپنی رحمت کی برکھا برسائی۔

﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ﴾ (صٓ: ۳۸/ ۴۴)

اس آیت مبارکہ میں میں اللہ تعالیٰ کی دونوں میاں بیوی پر رضا کا ارشاد ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ:

﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾

سیدنا ایوب علیہ السلام کے مثالی صبر' ان کی اچھائی اور رجوع الی اللہ کی صفت کو بیان کیا گیا ہے۔ معزز خواتین! اس ساری داستان کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خاوند اگر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو ہمدرد اور وفادار رفیقہ حیات کا کردار کیسا ہوتا ہے؟ کس طرح وہ اپنے سرتاج کی خدمت بجا لاتی ہے۔ مصائب کے دنوں میں نیک دل بیویوں کا طرز عمل کیا ہوتا ہے۔ کس طرح وہ اپنے خاوند کی خدمت کو اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتی ہیں۔

سیدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی کا کردار سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کی بیویوں سے کس قدر مختلف دکھائی دیتا ہے۔ سیدنا ایوب علیہ السلام کا مصائب و مشکلات کے وقت صبر بھی مثالی تھا اور ان کی رفیقہ حیات کا طرز عمل بھی مثالی تھا۔ دونوں کا انداز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پسند آیا تو اسے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا' تاکہ قیامت تک اس واقعے کو دنیا والے اپنے لئے مشعل راہ بنائے رکھیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر اللہ کی طرف سے الہام ہوا

تیز دھار تلواریں اور چھرے لے کر...... خونخوار وسفاک جلاد...... اس کے معصوم بچے کو ذبح کرنے کے لیے...... پہنچنے ہی والے تھے کہ...... اس نے دھڑکتے دل...... لرزتے ہاتھوں...... اور طرح طرح کے اندیشوں میں گرفتار ہو کر...... اپنے ننھے منے شیر خوار بچے کو...... لکڑی کے ایک مضبوط صندوق میں لٹا کر...... اوپر سے اس کا ڈھکنا بند کر دیا...... اور پھر...... اس صندوق کو دریا کی مچلتی لہروں کے سپرد کر دیا...... اب اس کا حساس دل انجانے خطروں...... اپنے معصوم کی سلامتی کو درپیش خدشوں...... اور ننھے لخت جگر کی جدائی کے صدموں...... سے ڈوبتا چلا جا رہا تھا...... جبکہ صندوق دریا کی موجوں پر سوار...... آگے ہی آگے...... بڑھتا چلا جا رہا تھا...... کہ اتنے میں شاہی محلات آ جاتے ہیں اور......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُمِ موسیٰ علیہا السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿طٰسٓمّٓ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ○ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ○ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَ هُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَ هُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ○ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ○ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ○ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ○ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ○ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ○ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ○ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ○ وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ○ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (القصص: ۲۸/ ۱-۱۳)

’’طٰسٓمّٓ یہ واضح کتاب (قرآن مجید) کی آیات ہیں۔ ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سچے واقعات پڑھ کر سناتے ہیں اور یہ ان لوگوں کے فائدے کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں' بلاشبہ فرعون نے سرزمین (مصر) میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اس نے اس کے باشندوں کے کئی گروہ بنا دیئے تھے۔ اور ان میں سے ایک گروہ یعنی بنی اسرائیل کو بہت کمزور بنا رکھا تھا' وہ اس کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ وہ معاشرے میں فساد برپا کرنے والا تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں اس گروہ پر جس کو سرزمین (مصر) میں کمزور بنا دیا گیا ہے ہم انہیں امام بنائیں گے اور ملک مصر کا وارث بنائیں گے۔ اور ہم انہیں اس ملک میں اقتدار دیں گے۔ اور ہم فرعون' ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان کی جانب سے وہی کچھ دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف الہام کیا کہ اس بچے کو دودھ پلاتی رہو۔ جب اس کے بارے میں تجھے خطرہ محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور ڈرنا نہیں اور غم نہیں کرنا' ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے ہم رسول بنائیں گے۔"

چنانچہ آل فرعون نے اس بچے کو اٹھا لیا تاکہ یہ ان کا دشمن اور ان کے لئے غم کا باعث بن جائے۔ بلاشبہ فرعون' ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔ فرعون کی بیوی نے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو' ہو سکتا ہے یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔ اور وہ انجام سے بے خبر تھے۔ والدہ موسیٰ علیہ السلام کا دل بہت بے چین ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ راز ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے' تاکہ وہ یقین کرنے والوں سے ہو جائے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا: اس کے پیچھے چلتی جانا۔ وہ اسے ان لوگوں سے آنکھیں بچا کر دیکھتی رہی اور وہ اس بات کو نہیں جانتے تھے اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ اس کی بہن نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتلاؤں جو تمہارے لئے اس کی پرورش کریں اور وہ اس بچے کے خیر خواہ بھی ہوں۔ چنانچہ ہم نے اسے اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تاکہ وہ اپنی آنکھ ٹھنڈی کرے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غمزدہ نہ رہے اور یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ یہ حقیقت نہیں جانتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۳۷-۴۰)

''اور ہم نے تم پر ایک اور احسان کیا۔ جب ہم نے تمہاری والدہ کی طرف وحی کی کہ اس بچے کو تابوت میں رکھو پھر اس کو دریا میں ڈال دو' دریا اسے ساحل پر پھینک دے گا۔ میرا اور اس کا دشمن اس کو پکڑ لے گا۔ میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی۔ یہ اس لئے کہ میری نگرانی میں تیری تربیت ہو۔ جب تمہاری بہن چل رہی تھی تو وہ کہنے لگی: کیا میں تمہیں اس کا پتہ بتاؤں جو اس کی پرورش کر سکے پھر ہم نے تمہیں تمہاری والدہ کی طرف لوٹا دیا' تاکہ وہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے اور غمزدہ نہ ہو۔''

اعجاز اور چیلنج

طٰسٓمٓ...... یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔ ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کی سچی داستان پڑھ کر سناتے ہیں۔ البتہ یہ داستان ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ بلا شبہ فرعون نے سرزمین مصر میں سرکشی اختیار کی اور اس کے باشندوں کے گروہ بنا دیئے۔ اور ان میں سے ایک گروہ یعنی بنی اسرائیل کو بہت کمزور کر دیا۔ وہ اس کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا بلاشبہ وہ بڑا فساد برپا کرنے والا تھا۔

ہم نے چاہا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین سے کمزور بنا دیا گیا تھا۔ ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں امام بنا دیں اور وارث بنا دیں۔ اور انہیں ملک میں اقتدار بخش دیں اور ہم فرعون' ہامان اور ان کے لشکر کو دکھلا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العالمین نے پہلے تو خاتم النبیین سیّدنا محمد ﷺ کو مخاطب کیا اور پھر اپنے مومن بندوں سے مخاطب ہوئے اور انہیں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی داستان بیان کی۔ ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو جھگڑے اور مقابلے کا حال بیان کیا۔

لیکن اس داستان سے اہل دل ہی عبرت حاصل کرتے ہیں۔ آیات کا آغاز بڑے ہی سنسنی خیز انداز میں ہوتا ہے جنہیں سنتے ہی بدن میں کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دلوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور عقل محو حیرت رہ جاتی ہے۔ فرعون نے سرزمین مصر میں تکبر' نخوت اور ظلم وستم سے دہشت پھیلا رکھی ہے۔ اس نے بنی اسرائیل کو اپنے ظلم وستم کا تختہ مشق بنا رکھا ہے' اسے پورے ملک میں یوں پسپا کر رکھا ہے کہ کہیں اس کی کوئی آواز نہیں۔ کوئی قدر و قیمت نہیں جس قسم کی وہ دھاندلی کرے اس پر اسے کوئی اعتراض نہیں اور نہ ہی اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کا بنی اسرائیل تصور ہی کر سکتے ہیں بلکہ فرعون کے ہر حکم کی موافقت اور تائید کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ کار نہیں۔

ایسا بھلا کیوں نہ ہو؟ فرعون تو اپنے آپ کو بنی اسرائیل اور دیگر رعایا کا رب اعلیٰ سمجھتا ہے' اس کی ساری رعایا وہی کچھ کرنے کی پابند ہے جو وہ چاہے' اس کے حکم سے سرمُو انحراف کرنے کی کسی میں جرأت نہیں۔ بلکہ رعایا کے سب لوگ وہی بات کرتے ہیں جو وہ چاہتا ہے۔ پورے ملک میں ہر طرف فرعون ہی دکھائی دیتا ہے۔ اس نے تکبر اور نخوت میں مبتلا ہو کر پورے ملک میں فساد بپا کر رکھا ہے۔ اور اس نے ملک کے باشندوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ہر گروہ کے ساتھ فرعون کا خاص طرز عمل ہے۔ ان گروہوں میں ایک گروہ بنی اسرائیل کا ہے جو سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں اس وقت وارد ہوا جبکہ سیّدنا یوسف علیہ السلام مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ بنی اسرائیل مصر میں رہائش پذیر ہوئے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر طرف پھیل گئے۔ وہ پرسکون انداز میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ قانون فطرت ہے کہ قوموں کی ہمیشہ ایک ہی حالت نہیں رہا کرتی۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات یکسر بدل گئے۔ فرعون نے برسر اقتدار آکر بنی اسرائیل کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا' انہیں کھیتی باڑی' محنت مزدوری اور دیگر معمولی کاموں پر لگادیا۔

معزز خواتین!...... اب ہم اولو العزم پیغمبر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی داستان بیان کرتے ہیں۔ یہ داستان واقعی خواتین عالم کے لئے مشعل راہ ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور والدہ کا سلسلہ نسب تو ہمیں نہیں ملتا البتہ علامہ السہیلی نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ''ایارخا'' بیان کیا ہے۔ اور اس کا نام ''ایاذخت'' بھی بیان کیا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل پر فرعون کی بالادستی پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں آمد کا وقت قریب آیا تو فرعون کے پاس ملک بھر کے ماہر نجومی اور قیافہ شناس آئے اور اسے یہ اطلاع دی کہ ہمارے علم اور قیافے کے مطابق بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تجھ پر غالب آجائے گا تیری سلطنت اس کے ہاتھوں ختم ہوگی اور جس دین کا تو پیروکار ہے اسے وہ بدل دے گا۔ فرعون نے نجومیوں کی بات سن کر یہ حکم نافذ کردیا کہ بنی اسرائیل کے ہاں جو لڑکا پیدا ہو اسے قتل کردیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے۔

پوری مملکت کی دایوں کو اکٹھا کرکے انہیں آگاہ کیا گیا۔ بنی اسرائیل کے ہاں جو لڑکا بھی جنم لے اسے قتل کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے فرعون کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کردیا۔

اس طرح بنی اسرائیل کے بے شمار بچے قتل کئے گئے۔ رعایا میں سے بعض سرکردہ لوگوں نے فرعون سے کہا کہ اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو پورے ملک میں خدمت گزاروں کا صفایا ہوجائے گا پھر ہر قسم کا کام ہمیں خود کرنا پڑے گا۔ تو فرعون نے یہ حکم نافذ کردیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سال بچوں کو قتل کیا جائے اور ایک سال رہنے دیا جائے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچوں کو قتل نہیں کیا جانا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچوں کا قتل کیا جانا ضروری تھا۔ اس طرح ہارون علیہ السلام سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے۔ تفسیر طبری میں ابو مالک' ابو صالح سے اور وہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ فرعون کو خواب آئی' وہ کیا دیکھتا ہے کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ کے شعلے مصر کی طرف لپکے اور ان شعلوں نے مصر میں قبطیوں کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دیا اور بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے۔ جادو گروں' نجومیوں اور قیافہ شناسوں کو بلایا گیا' ان سے خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ بیت المقدس سے مصر میں وارد ہوئے تھے۔ ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت ختم ہو جائے گی۔

فرعون نے یہ سن کر حکم نافذ کر دیا کہ آج کے بعد بنی اسرائیل کے ہاں جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اسے زندہ رہنے دیا جائے اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی غلامی میں جکڑ لیا جائے اور انہیں معمولی کاموں پر لگا کر ذلیل وخوار کیا جائے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ یَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ﴾

(القصص: ۲۸/ ۴)

''بلا شبہ فرعون نے سرزمین مصر میں سرکشی اختیار کی اور اس کے باشندوں کے گروہ بنا دیئے۔ اور ان میں سے ایک گروہ بہت کمزور کر دیا وہ ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا بلا شبہ وہ فساد برپا کرنے والا تھا۔''

اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ فرعون نے ملک میں ظلم وستم بپا کیا۔ ملک کے باشندوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ تمام گروہوں میں باہمی پھوٹ ڈالے رکھی تاکہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کے دشمن بنے رہیں۔ ان میں اجتماعی قوت پیدا نہ ہو سکے۔ بنی اسرائیل کو سب سے زیادہ دبا کر رکھا' ان کے ہاں جو لڑکا پیدا ہوتا اسے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جاتا تاکہ کوئی بچہ بڑا ہو ہی نہ سکے۔

مفسرین بیان کرتے ہیں اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے قبطی خاندان کے افراد نے فرعون سے کہا کہ اگر یونہی بنی اسرائیل کے بچے قتل ہوتے رہے۔ تو ایک دن ایسا آئے گا کہ ملک میں کام کاج کے لئے کوئی فرد میسر نہیں آئے گا۔ معزز خاندان کے افراد کو معمولی کام خود اپنے ہاتھوں سے کرنے پڑیں گے۔ تو فرعون نے بات کو معقول سمجھتے ہوئے یہ حکم نافذ کر دیا کہ ایک سال بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کیا جائے اور ایک سال چھوڑ دیا جائے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فرعون اور اس کے ہم نشینوں میں ایک دن یہ بحث ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے کہ اس کی اولاد میں سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کرے گا۔ مجلس میں بعض نے کہا کہ بنی اسرائیل تو اس کے منتظر ہیں انہیں اس سلسلے میں ذرہ برابر بھی شک نہیں وہ تو یوسف علیہ السلام کے مصر پر اقتدار کو بھی اسی سلسلے کی کڑی سمجھتے ہیں۔

فرعون نے کہا: تمہاری کیا رائے ہے اس تناظر میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ سب نے یہ مشورہ دیا کہ اس کا یہ حل ہے کہ بنی اسرائیل کے جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے۔ اس باہمی مشورے کے بعد یہ حکم نافذ کر دیا گیا۔ جب ارباب حل وعقد کو اندیشہ لاحق ہوا کہ اس طرح تو بنی اسرائیل بالکل ختم ہو جائیں گے تو انہوں نے فرعون کو یہ تجویز دی کہ ایک سال بچوں کو قتل کیا جائے اور دوسرے سال چھوڑ دیا جائے اس طرح ہمارے لئے خدمت گزار بنی اسرائیل سے میسر آ سکیں گے۔ ورنہ ہر کام ہمیں خود سرانجام دینا پڑا کرے گا۔ اگر ایک سال پیدا ہونے والے بچے قتل کر دیئے جائیں اس سے ملک میں بنی اسرائیل کی تعداد محدود ہو جائے گی اور ان میں سے ہمیں خدمت گزار بھی ملتے رہیں گے۔ پھر متفقہ طور پر یہی فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ جو سال بچوں کو زندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑے جانے کا تھا اس میں ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جو سال بچوں کے قتل کیے جانے کا تھا اس میں موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ والدہ کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ اب کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف یہ وحی کی:

﴿وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

(القصص: ۲۸/ ۷)

''اور تو ڈر نہیں اور نہ ہی غمزدہ ہو ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور ہم اسے رسول بنانے والے ہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرعون کے ارادے کے برعکس ارادہ کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ کچھ کرنے پر قادر ہے جس کی جابر' ظالم اور باغی قدرت نہیں رکھتے۔ ظالموں اور سرکشوں کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے کہ ہم اپنے زور و بازو سے جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ وہ اللہ کے ارادے' طاقت اور تقدیر کو بھولے ہوئے ہیں' ان کا یہ خیال ہے ہر قسم کے نتائج حاصل کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ دشمن کو جس طرح چاہیں ہم پامال کر سکتے ہیں انہیں ہر قسم کی صورت حال سے دو چار کرنے پر ہم قادر ہیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہاں اپنے ارادہ کا اعلان کرتے ہیں۔ اور اپنی تقدیر کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون' ہامان اور ان کے لشکروں کو چیلنج کیا۔ تم اپنے جتن کر کے دیکھ لو' ہوگا وہی جو ہم چاہیں گے۔ تمام تر وسائل کے باوجود جسے ہم بچانا چاہیں تم اسے قتل نہیں کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ (القصص: ۲۸/ ۵)

''اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں ملک میں کمزور کر دیا گیا اور ہم انہیں امام بنادیں اور انہیں وارث بنادیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ ارادہ کر لیا کہ جن بنی اسرائیل کو سرزمین مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کمزور‘ لاچار اور پسپا کر دیا گیا ہے ہم انہیں مصر کے باشندوں کا امام اور سرزمین مصر کا وارث بنادیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ﴾ (القصص: ۲۸/۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ ارادہ کر لیا کہ کمزور کو طاقتور‘ مغلوب کو غالب اور ذلیل کو معزز بنادیں۔

کمزور اور ناتواں بنی اسرائیل کی نسل کشی کرنے میں ظالم‘ جابر اور سرکش حکمران نے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ جس طرح اس نے چاہا اس طرح اسے ذلیل و خوار کیا۔ بنی اسرائیل کے نومولود بیٹوں کو بے دردی سے قتل کے گھاٹ اتارا۔ ذلیل و خوار کرنے کے لئے لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا۔ انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا۔ اس قدر غارت گری کے باوجود بنی اسرائیل کی نگرانی کے لئے جگہ جگہ جاسوس پھیلا دیئے تاکہ وہ کڑی نظر رکھیں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ ان کے ہاتھوں فرعون کا اقتدار چھن جائے۔

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے سرفرازی نصیب فرمائی۔ پسپائی کے بعد ایمان کے بل بوتے پر انہیں سر بلندی عطا کی۔ سرزمین مصر میں انہیں اقتدار عطا کیا۔ انہیں قوت بخشی۔ سرزمین مصر کے باشندوں کا انہیں پیشوا بنادیا۔

بنی اسرائیل بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ ملک میں مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس داستان میں دو قوتیں دکھائی دیتی ہیں ایک طرف فرعون‘ ہامان اور ان کے لشکروں کا طمطراق اور دندناہٹ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد سے بنی اسرائیل کی سرفرازی و سربلندی۔

چشم فلک نے روئے زمین پہ بپا ہونے والے اس عظیم انقلاب کو دیکھا‘ سرزمین مصر کے باشندے اس انوکھی صورت حال کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انوکھے اور حیرت انگیز انقلاب کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

﴿وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا﴾

(الاعراف: ۷/ ۱۳۷)

''اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور گنے جاتے تھے (یعنی بنی اسرائیل کو جو فرعون کے زمانے میں بالکل ناتواں اور غریب تھے) اس ملک کے مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا۔ جس میں ہم نے برکت دی تھی اور (اے پیغمبر) بنی اسرائیل میں جو (فرعون کے ظالموں پر) صبر کیا تو اللہ تعالیٰ کا نیک کلمہ ان پر پورا ہوا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ○ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ○ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ﴾ (الدخان: ۴۴/ ۲۵۔۲۸)

''یہ فرعون کے لوگ کتنے ہی باغ اور چشموں اور کھیتوں اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جن میں مزے اڑاتے تھے یا دل لگیاں کرتے تھے چھوڑ مرے۔ اس طرح ہم نے ان کو نکالا اور دوسرے لوگ (بنی اسرائیل) کو سب سامان کا وارث کر دیا۔''

مؤمن خاتون جس کی طرف الہام کیا گیا

جو سال بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کے ذبح ہونے کا تھا۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسی سال جنم لیا۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی:

﴿اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ﴾

''اس کو دودھ پلا جب اس کے بارے میں تجھے خطرہ محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا دیکھنا ڈرنا نہیں اور نہ ہی غمزدہ ہونا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ دریا سے مراد دریائے نیل ہے۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ﴾

(طٰهٰ: ۲۰/ ۳۹)

''یہ کہ اس کو ایک صندوق میں ڈال دے' پھر اس کو دریا میں ڈال دے۔ دریا اس کو کنارے پر دھکیل دے گا' اس کو میرا اور اس کا دشمن پکڑ لے گا اور میں نے (اے موسیٰ) تجھ پر اپنی طرف سے پیار ڈال دیا (تاکہ) تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے۔''

اس وحی سے مراد الہام اور رہنمائی ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ○ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا﴾

(النحل: ۱۶/ ۶۸_۶۹)

''(اے پیغمبر) تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف یہ وحی کی' پہاڑوں اور درختوں اور چھتوں میں گھر گھر بنا' پھر ہر قسم کے پھل (اور پھول) چوستی رہ اور اپنے مالک کے آسان رستوں پر چلی جا۔''

اس وحی سے مراد وحی نبوت نہیں جیسا کہ ابن حزم اور بعض متکلمین کا خیال ہے ابو الحسن الاشعری فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا موقف یہی ہے کہ اس وحی سے مراد الہام اور راہنمائی ہے کیونکہ کائنات میں کبھی بھی کسی عورت کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا گیا۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے نہایت ہی ناگفتہ بہ حالات میں جنم لیا۔ یہ ایسا کٹھن دور تھا کہ ہر طرف سے موت جھانک رہی تھی۔ ہر طرف سے گردن پر چھری چلنے کا اندیشہ تھا۔ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دگرگوں حالات میں ماں خوف زدہ' دل گرفتہ اور پریشان تھی کہ کہیں اس کے لخت جگر کو جلادوں کے ہاتھ میں نہ دے دیا جائے۔ اس تصور سے اس کے جسم میں کپکپاہٹ پیدا ہو جاتی کہ کہیں اس کے لخت جگر کی گردن پر چھری نہ پھیر دی جائے۔ وہ اپنے لخت جگر کے انجام کے بارے میں ہر گھڑی سوچتی رہتی تھی۔

وہ بیچاری ہر وقت اس نکتے پر سوچ دبچار کرتی رہتی کہ اسے کوئی ایسی تدبیر سوجھ جائے کہ اس کے اختیار کرنے سے اس کا لاڈلا اور پیارا بیٹا محفوظ رہ سکے۔ ان حالات میں سیّدہ ام موسیٰ علیہا السلام کی طرف الہام کیا گیا کہ ایک لکڑی کا تابوت بنالیں اور اپنے بچے کو دودھ پلاتی رہیں' جب بچے کے بارے میں خطرہ محسوس کریں تو اسے تابوت میں لٹا کر دریا میں ڈال دیں۔ چونکہ گھر دریائے نیل کے ساحل پر تھا اس لئے پہلے مرحلے پر تو اسے یہ کہا گیا تابوت کے ساتھ رسی باندھ کر اسے پکڑ رکھنا اگر خطرہ محسوس ہو تو رسی چھوڑ دینا۔ جب والدہ نے اپنے لخت جگر کو تابوت میں لٹا کر اسے دریا میں ڈال دیا تو اپنے لاڈلے کے غم میں دل گرفتہ ہو کر گھر میں بیٹھ گئی۔ اس دوران ابلیس ایک ناصح کا روپ دھار کر اس کے پاس آ کر کہنے لگا یہ تم نے کیا کیا! اتنے خوبصورت بچے کو دریا کے حوالے کر دیا' اس میں مگرمچھ بھی ہوتے ہیں اور بڑی بڑی مچھلیاں بھی' گھر میں ہماری آنکھوں کے سامنے مارا بھی جاتا تو ہم اسے اپنے ہاتھوں سے دفن تو کر سکتے۔ ہمارے دل کو بھی تسلی ہو جاتی۔ یہ بڑا ظلم ہوا ہے۔ اب پتا نہیں اس کا انجام کیا ہوگا؟ لیکن قدرت کا کرنا یہ ہوا کہ وہ صندوق فرعون کے محل کے پاس جا کر دریا کے کنارے لگ گیا۔ وہاں درباری کنزیں مٹرگشت کر رہی تھیں اور کچھ دریا میں نہا رہی تھیں انہوں نے لپک کر صندوق کو باہر نکالا اور ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ صندوق سونے کا بھرا ہوا ہو۔ اگر اتنی بڑی مقدار میں سونا ہمارے ہاتھ لگ گیا تو ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ ہم شہر کی امیر زادیاں بن جائیں گی۔ ہمارے دن پھر جائیں گے۔ لیکن جب صندوق پر ملکہ کی نظر پڑی تو اس نے اسے کھولنے کا حکم دیا صندوق کھولا گیا تو یہ دیکھ کر سبھی حیران رہ گئیں کہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل بچہ انگوٹھا چوس رہا ہے۔ گول مٹول'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوہنا من موہنا بچہ دیکھ کر تو ملکہ کا دل بچے کی محبت سے سرشار ہوگیا۔ اس کے دل میں یہ کشش اللہ تعالیٰ نے پیدا کی۔

اس ضمن میں ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ درباری کنیزیں دریا کے کنارے نہا رہی تھیں، پانی کی ایک لہر نے اچھال کر صندوق کو دریا کے ساحل پر درختوں کے جھنڈ تک پہنچا دیا اور وہاں درختوں کے جھنڈ میں صندوق پھنس گیا۔ درباری کنیزوں نے جب لکڑی کا ایک خوبصورت صندوق دیکھا تو لپک کر اسے پکڑا اور دریا سے باہر نکال لیا۔ صندوق چونکہ وزنی محسوس ہوا تو ان کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس میں سونا بھرا ہوا ہو۔ جب اس صندوق پر فرعون کی بیوی کی نظر پڑی وہ اپنے میاں فرعون کے ساتھ چہل قدمی کر رہی تھی۔ تو اس نے کنیزوں کو آواز دے کر اپنے پاس بلایا۔ جب اسے کھولا تو ایک نہایت حسین وجمیل بچہ زندہ سلامت دیکھا تو اسی وقت بچے کی محبت اس کے دل میں رچ بس گئی۔ وہ فرعون سے کہنے لگی: دیکھئے کتنا خوبصورت بچہ ہے، اسے قتل کرنے کا حکم نہ دے بیٹھنا، ہوسکتا ہے یہ بچہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے ادھر فرعون کی بیوی کے دل میں ننھے موسیٰ علیہ السلام کی محبت ڈال دی اور ادھر ماں کی طرف یہ وحی کر دی کہ ڈرنا نہیں اور نہ ہی غمزدہ ہونا، اس کی حفاظت ہمارے ذمے ہے۔ جس کی حفاظت کا ہم ذمہ لیتے ہیں اس کے لئے جلتی ہوئی آگ کے شعلوں کو ٹھنڈا کر دیا کرتے ہیں۔ دریا کی طوفانی لہریں بھی اس کے لئے لوریاں دینے لگتی ہیں۔ ہمارے سایہ رحمت میں جو بھی آجاتا ہے تمام تر خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ظالم فرعون اور اس کے وحشی کارندے تیرے ننھے موسیٰ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے۔ ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے لخت جگر کو بچا کر تیری طرف لوٹا دیں گے اور مستقبل میں اسے منصب رسالت پر فائز کریں گے، یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم اپنے وعدے میں سچے ہیں۔

فرعون نے ہر طرح کی احتیاطی تدابیر اختیار کیں کہ بنی اسرائیل میں کوئی ایسا بچہ جنم لے کر زندہ نہ رہنے پائے جس کے ہاتھوں اس کا اقتدار جاتا رہے۔ ملک بھر میں اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسوس پھیلا دیئے تاکہ وہ بنی اسرائیل کے ہاں جنم لینے والے ہر بچے کی فوری اطلاع کریں تاکہ اسے پیدا ہوتے ہی ٹھکانے لگایا جاسکے۔ جب بھی بنی اسرائیل کی کوئی عورت کسی لڑکے کو جنم دیتی حکومتی قاتل فوراً پہنچ جاتے اور نومولود کو زبردستی اپنی تحویل میں لے کر قتل کر دیتے۔

ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے:

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور اللہ ہوتا ہے

البدایہ والنھایہ میں حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ تقدیر زبان حال سے پکار کر کہہ رہی ہے:

ارے ظالم' جابر اور سرکش حکمران! تجھے اپنی سلطنت اور زور بازو پر ناز ہے لیکن تیری ہر تدبیر تقدیر کے آگے سرنگوں دکھائی دیتی ہے۔ تو نے جس بچے کے ڈر سے بنی اسرائیل کے بے شمار بچے قتل کروا دیئے اسے تیرے محل میں' تیرے بستر پر تیرے خرچ پر' تیری نگرانی میں پرورش کے مراحل سے گزارا گیا۔ تجھے تقدیر نے رنگیوں کا پتہ ہی نہ چلنے دیا کہ تیرے ہاں شاہی فراوانیوں میں وہی بچہ پرورش پا رہا ہے جس کے ہاتھوں تیری سلطنت کا تیا پانچا ہونے والا ہے۔ جس کے ہونے کا تیرے دل میں ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا۔ تیری بے بسی' لاچاری اور ناعاقبت اندیشی پر تقدیر مسکرا رہی ہے' تجھے سرنہاں کا علم ہی نہیں کہ حق مبین کا علمبردار' تیرا دشمن تیرے محل میں شاہی اخراجات پر پرورش پا رہا ہے۔ یہ قدرت کا ایک راز ہے تاکہ تجھے یہ معلوم ہو کہ ارض وسما کا رب جو چاہے وہ کر سکتا ہے' وہ طاقت ور اور عظیم ہستی ہے۔ اس کے ارادوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

آل فرعون نے اسے اٹھالیا

حفاظت' وعدہ' خوشخبری اس کو کہتے ہیں! بیچاری ماں کو جس چیز کا اندیشہ تھا کہ کہیں میرا لخت جگر آل فرعون کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ ویسے ہی ہوا لیکن تقدیر کی کرشمہ سازی دیکھئے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرعون' ہامان اوران کے لشکروں کی تدابیر کو کس طرح خاک میں ملا کر رکھ دیا گیا۔ جس بچے کو مارنے کے لئے پورے ملک میں منصوبہ بندی کر رکھی تھی اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف بچایا بلکہ اس کی پرورش کا اہتمام شاہی محل میں کیا گیا۔ یہ وہی بچہ ہے جو بڑا ہو کر منصب رسالت پر فائز ہوا۔ اور جس کے ہاتھوں فرعون کا اقتدار خاک میں مل گیا۔ ظالم' جابر اور سرکش فرعون کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنا فرمان سچ کر دکھایا:

﴿لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا﴾ (القصص: ۲۸/ ۸)

''تاکہ ان کا دشمن اور غم کا باعث بن جائے۔''

اس ضمن میں بعض مفسرین بیان کرتے ہیں کہ درباری کنیزوں نے دریا سے صندوق پکڑا جس میں موسیٰ علیہ السلام کو رکھا گیا تھا۔ انہوں نے وہ صندوق ملکہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس نے صندوق کو کھولنے کا حکم دیا جب صندوق کھولا گیا تو اس میں انتہائی خوبصورت بچے کو کھیلتے ہوئے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔ مصر کی خاتون اول ملکہ آسیہ تھی جس کا خاندانی پس منظر کچھ یوں ہے:

آسیہ بنت مزاحم بن عبد بن الریان بن ولید۔

ملکہ آسیہ کا والد یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر کا حکمران تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ ملکہ آسیہ موسیٰ علیہ السلام کے خاندان بنی اسرائیل میں سے تھی۔

علامہ سہیلی لکھتے ہیں کہ ملکہ آسیہ رشتے میں موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی لگتی تھی۔

صندوق کو کھولا گیا تو اس میں خوبصورت بچے کو دیکھا تو یکدم اس کے دل میں بچے کی محبت جاگزین ہوگئی۔ بچے کا چہرہ نور سے چمک رہا تھا۔

جب فرعون نے دیکھا تو اس نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے اور اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن ملکہ آسیہ آگے بڑھ کر کہنے لگی نہیں اس بچے کو قتل نہیں کرنا یہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور ہے۔ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ ہم اسے اپنا بیٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا لیں۔ آپ دیکھ نہیں رہے کہ یہ بچہ کتنا خوبصورت ہے۔ کتنا پیارا ہے' چہرہ دیکھیں' ننھے منھے پیارے پیارے ہاتھ دیکھیں۔ آنکھیں دیکھیں ایک ایک انگ دیکھیں خوبصورتی کا ایک مثالی نمونہ ہے۔ کیا ایسی نرم و نازک اور خوبصورت ریشم نما گردن پر چھری چلائی جاسکتی ہے نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔

ملکہ نے وارفتگی کا ایسا انداز اپنایا کہ فرعون کو اس کے سامنے اپنے موقف سے دستبردار ہونا پڑا۔ محبت ایک ایسا ہتھیار ہے کہ اس کے سامنے تیر و شمشیر کی زہرناکی ماند پڑ جاتی ہے۔ واقعی محبت فاتح عالم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملکہ آسیہ کے دل میں بچے کی جو محبت پیدا کر دی اس کے سامنے فرعون کا جبر ماند پڑ گیا۔ اس کے دل کی سختی کافور ہوگئی۔ فرعون کی سب تدبیریں خاک میں مل گئیں۔ اس کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا۔ ملکہ آسیہ نے فرعون سے کہا: یہ پیارا بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈ ثابت ہوگا۔ یہ تو خزانہ غیب ہے' ہمارے ہاتھ ایک نعمت لگ گئی ہے۔ ہمارے لئے یہ ایک انمول موتی ہے۔ یہ ایک قیمتی ہیرا ہے۔ فرعون بیچارے کو کیا پتہ تھا کہ یہی بچہ آگے چل کر میرا دشمن اور میرے لئے غم کا باعث بن جائے گا۔ ملکہ آسیہ نے فرعون سے کہا اسے قتل نہیں کرنا ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا اسے ہم اپنا بیٹا بنا لیں۔ وہ انجام سے بے خبر تھے۔ جبکہ ملکہ آسیہ کے لئے تو وہ بچہ واقعی مفید ثابت ہوا کیونکہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے اسے دنیا میں ہدایت اور آخرت میں جنت نصیب ہوئی۔

فرعون کے ہاں شادی کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ ملکہ آسیہ نے کہا: یہ تو خزانہ غیب سے ہماری جھولی بھر دی گئی ہے۔ اسے قتل کرنا' ہاتھوں میں آئی نعمت کو ٹھکرا دینا' ہماری بڑی بدنصیبی ہوگی' ہم اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ یہ خوبصورت بچہ ہماری گود میں آگیا ہے' اسے اب ہم گنوا دیں' ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی' ہم تو اسے اپنا بیٹا بنائیں گے۔

یہ ہمارے دربار کی رونق ہوگا۔ اس کی کلکاریاں سن کر ہم خوش ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ کہ ان بیچاروں کو شعور ہی نہیں تھا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔

وہ اس راز کو جانتے ہی نہیں تھے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟

ام موسیٰ علیہ السلام کا دل بے چین ہو گیا

جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے پردہ غیب سے وحی کی آواز سنی تو اپنے لاڈلے لخت جگر کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ بچے کو دریا کے حوالے کر کے گھر میں آ کر غم واندوہ سے نڈھال پریشانی کے عالم میں اپنے دل سے باتیں کرنے لگی: ہائے مجھ سے کیا ہو گیا؟!

- کہیں دریا کی موجوں نے میرے لاڈلے کو نگل نہ لیا ہو؟
- ہائے میں نے اپنے جگر گوشے کو دریا کے حوالے کیوں کر دیا؟
- ہائے مجھ سے یہ غلطی کیسے ہو گئی جو غلطی کبھی کسی ماں نے آج تک نہیں کی!
- ہائے میں کیا کر بیٹھی!
- ہائے اب میرے بیٹے کا کیا بنے گا؟۔
- میں اپنا لخت جگر کہاں سے لوں گی اور کہاں تلاش کرتی پھروں گی۔؟
- ہائے میں نے یہ کیا کر دیا؟
- غیبی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کیسے میں نے اپنے لخت جگر کو دریا کے حوالے کر دیا!
- ہائے میرے نصیب' اب میرا کیا بنے گا؟
- اب میں اپنا حال دل کس سے کہوں؟ کسے اپنی بپتا سناؤں؟
- کہاں فریاد کروں؟ ہر طرف ظلم وستم کے پہرے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم نے اسے تسلی نہ دی ہوتی تو قریب تھا کہ وہ راز سے پردہ اٹھا دیتی' ہم نے اسے تسلی دی تا کہ وہ ایمان میں اور زیادہ پختہ ہو جائے۔ ملکہ آسیہ نے بچے کو دودھ پلانے کے لئے دایوں کی خدمات حاصل کیں ایک سے ایک بڑھ کر دائی نے کوشش کی اسے دودھ پلا کر شاہی دربار سے انعام و اکرام کی حق دار بن سکے لیکن موسیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام نے کسی بھی دائی کا دودھ نہیں پیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے دایوں کا دودھ اس کے لئے ممنوع قرار دے دیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر ملکہ آسیہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر بچے نے کسی بھی دائی کا دودھ نہ پیا تو اس کی جان جاتی رہے گی۔ وہ اس مسئلے میں بڑی فکر مند تھی۔ اس نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو دائی بھی دودھ پلانے میں کامیاب ہوگئی اسے شاہی انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ محل میں ہر وقت یہ انوکھا بچہ موضوع گفتگو بنا ہوا تھا۔ اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام کی بہن جو کہ وہاں پہنچی ہوئی تھی' اور تمام حالات کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ ابھی تک خاموش تھی۔ اس نے اس موقع پر کہا: مجھے ایک ایسی خاتون کا پتہ ہے جو بہت نفیس ہے' مجھے امید ہے کہ یہ بچہ اس کا دودھ ضرور پی لے گا۔ ملکہ آسیہ کو اطلاع دی گئی اس نے اسے کہا: جلدی جاؤ اس خاتون کو بلا لاؤ۔ جب وہ اپنی والدہ کو بلا لائی' اس نے آکر بچے کو گود میں لیا تو اس نے بڑی رغبت سے دودھ پینا شروع کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر محل میں خوشی کی لہر دوڑہ گئی۔ ملکہ آسیہ نے کہا: آپ یہاں دربار میں رہائش رکھیں' آپ کی ہر طرح کی خدمت ہوگی۔ خوراک' لباس اور دیگر ضروریات' آپ کو وافر مقدار میں مہیا کی جائیں گی۔ اس نے کہا: میں یہاں نہیں رہ سکتی' گھر میں میرا خاوند ہے۔ میری اولاد ہے؟ انہیں چھوڑ کر کسی دوسری جگہ رہنا میرے لئے ممکن نہیں۔ آپ یہ بچہ میرے ساتھ بھیج دیں۔ میں توجہ سے اس کی پرورش کروں گی! مجھے اپنی ذمے داری کا احساس ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ملکہ آسیہ رضا مند ہوگئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ام موسیٰ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔

قدرت کی کرشمہ سازی دیکھئے کہ ایک وقت وہ تھا کہ حکومت کے کارندے پورے ملک میں پھیلے ہوئے تھے' تاکہ بنی اسرائیل کے گھروں کا کھوج لگایا جاسکے۔ جس گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہوتا اسے اسی وقت اپنے قبضے میں لے کر قتل کر دیا جاتا۔ اور اب حکومت کی طرف سے ہرکارے بھیجے جا رہے ہیں کہ بچے کی پرورش کے لئے ایسی دایہ کو محل میں لایا جائے جس کا دودھ یہ بچہ قبول کر لے۔ اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے آگے بڑھ کر بات کی اور محل میں محو گفتگو عورتوں سے کہا کہ میں ایک ایسی خاتون کو جانتی ہوں جو نہایت عمدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صاف ستھری ہے، مجھے امید ہے یہ بچہ اس کا دودھ ضرور پی لے گا۔ قرآن مجید میں اس کی اس تجویز کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ﴾

(القصص:۲۸/ ۱۲)

جب اس نے یہ بات کی محل میں موجود لوگوں نے کان کھڑے کئے۔ اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی، بعض نے کہا: معلوم ہوتا ہے یہ بچے کے پس منظر کو جانتی ہے۔ اس نے کہا: نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں، میں نے تو اپنی معلومات سے ایک نفیس خاتون کا پتہ دیا تھا ممکن ہے بچہ اس کا دودھ پی لے اور تمہاری یہ مشکل حل ہو جائے ورنہ میں کیا جانوں یہ کون ہے؟ اور کس کا چشم و چراغ ہے۔ اگر آپ لوگوں کو میری تجویز منظور نہیں تو آپ جو جی میں آئے کریں میں نے تو محض ہمدردی کا اظہار کیا تھا! تم جانو اور تمہارا کام جانے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے محل میں بات کی کہ میں تمہیں ایک ایسی خاتون کا پتہ بتاتی ہوں میرے خیال میں بچہ ضرور اس کا دودھ پی لے گا۔

لوگوں نے اس سے طرح طرح کے سوالات کرنے شروع کر دیئے، بعض نے شک کا اظہار کیا کہ اس کو بچے کے پس منظر کا پتہ ہے۔ اس نے کہا: نہیں ایسی کوئی بات نہیں، میں نے تو صرف خیر خواہی کے جذبے سے اپنی معلومات کی روشنی میں تجویز پیش کی تھی۔ جب تسلی ہوگئی تو اسے کہا گیا ٹھیک ہے اس خاتون کو لے آؤ جب اس نے والدہ کو صورت حال سے آگاہ کیا اور اسے اپنے ساتھ لے کر دربار میں پہنچ گئی۔ ماں نے بچے کو گود میں لیا تو اس نے گٹا گٹ دودھ پینا شروع کر دیا۔ جس سے محل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ملکہ آسیہ کو بتایا گیا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئی اور اس نے خاتون سے مل کر شکریہ ادا کیا اور اسے محل میں رہائش اختیار کرنے کی پیش کش کر دی۔ اس نے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی گھر میں میرا خاوند ہے میرے بچے ہیں جن کی خدمت اور نگہداشت میرے ذمے ہے۔ میں گھر سے باہر نہیں رہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتی البتہ اس بچے کو اگر آپ میرے ساتھ بھیج دیں تو میں پوری توجہ سے اس کی پرورش کروں گی۔ میں یہ فریضہ ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گی۔ ملکہ آسیہ نے بچہ اس کے حوالے کر دیا اور ساتھ ہی اس کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ اسطرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کیا۔

اللہ کا پوشیدہ ہاتھ کام کرتا ہے

کیا بھلا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم موسیٰ کو تیری طرف لوٹا دیں گے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ﴾ ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف وعدے کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا بلکہ شاہی دربار سے معقول وظیفے کا اہتمام بھی کرا دیا۔ وہ اس طرح کہ ملکہ آسیہ نے بچے کی پرورش کے لئے سرکاری وظیفہ مقرر کر دیا۔ یہ قدرت کا کرشمہ کہ ماں اپنے لخت جگر کو پال رہی ہے اور اس خدمت گزاری کا وظیفہ حکومت کی طرف سے مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جب ماں نے بچے کو گود میں لیا اور اس نے دودھ پینا شروع کیا تو بچے کی محبت سے سرشار ہو کر وہ کہتی رک گئی۔ کہ ہائے میرا لاڈلا بیٹا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہم نے اسے روکا کہ اس راز کو فاش کر کے اپنے لئے مشکلات پیدا نہ کر لے۔

اس صورت حال کو اللہ تعالیٰ کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

﴿اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(القصص: ۲۸/ ۱۰)

”قریب تھا کہ وہ اس کو ظاہر کر دیتی اگر ہم نے اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیا ہوتا تا کہ وہ ایمان لانے والوں سے ہو جائے۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ﴾ (القصص: ۲۸/ ۱۳)

تو ہم نے اسے اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ غم زدہ نہ ہو۔''

ایک دن ملکہ آسیہ موسیٰ علیہ السلام کو پیار سے لوری دے رہی تھی۔ بانہوں میں لے کر چومتے ہوئے پیار بھرے انداز میں فرعون سے کہا: اسے پکڑیئے یہ میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔

فرعون نے جواب میں کہا: یہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا میری آنکھوں کی نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر فرعون اس موقع پر یہ کہہ دیتا کہ ہاں یہ میری آنکھوں کی بھی ٹھنڈک ہوگا تو شاید اس کو ایمان کی دولت نصیب ہو جاتی لیکن اس نے تو اسے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی گود میں لیا تو اس نے فرعون کی داڑھی پکڑ کر کھینچی تو اسے خطرہ محسوس ہوا' اس نے کہا: قتل کرنے والوں کو بلاؤ۔

ملکہ آسیہ نے آگے بڑھ کر کہا: نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

قرآن نے ملکہ آسیہ کے احتجاج کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ (القصص: ۲۸/ ۹)

''اسے قتل نہ کرو ہوسکتا ہے کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔''

فرعون نے کہا: نہیں مجھے اس کی حرکت سے اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ بڑا ہو کر میرے خلاف بغاوت پر اتر آئے گا۔

ملکہ آسیہ نے کہا: نہیں یہ ابھی ناسمجھ بچہ ہے' اس کو ابھی آداب کا پتہ نہیں۔ آپ میرے بارے میں جانتے ہیں کہ میں سارے مصر میں مانی ہوئی نہایت سنجیدہ خاتون ہوں' مجھے آپ کے اور اس ملک کے ساتھ ہمدردی ہے۔ یہ دیکھئے میں ایک پلیٹ میں یاقوت رکھتی ہوں اور دوسری میں آگ کا انگارا۔ اس نے اگر لپک کر یاقوت کو پکڑا تو سمجھ لیں گے کہ یہ سمجھدار ہے اور اگر انگارے کو پکڑ لیا تو پھر تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ یہ ابھی بچہ ہے۔ اس لئے بھولے پن میں داڑھی کو پکڑا ہے۔ جب یاقوت اور انگارا دونوں سامنے رکھے گئے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبرائیل علیہ السلام نے ننھے موسیٰ علیہ السلام کا رخ انگارے کی طرف پھیر دیا' اس نے معصومانہ انداز میں آگ کا انگارا پکڑ کر مونہہ میں رکھ لیا۔ جس کی وجہ سے ان کی زبان پر لکنت پیدا ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۲۸)

''اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھ لیں۔''

جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اس نے انگارے کو پکڑ کر مونہہ میں ڈال لیا ہے تو وہ اپنے ارادے سے باز آ گیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی دربار میں پرورش بدستور جاری رہی۔ قرآن مجید میں اس پس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۳۹)

''تاکہ تیری تربیت میری نگرانی میں ہو۔''

سیّدنا قتادہ اور دیگر سلف صالحین اس کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری منشاء یہ ہے کہ تیری خوراک' لباس اور دیگر جملہ ضروریات کا اہتمام شاہی دربار سے ہو اور تم میری نگاہوں کے سامنے پروان چڑھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میری ہی قدرت ہے کہ تیرے سارے کام بآسانی ہو رہے ہیں اور تم آسودہ حالی سے پروان چڑھ رہے ہو۔ اس کائنات میں تمام تر تصرفات ہمارے ہی ہیں۔ جو ہم چاہتے ہیں وہی کچھ ہوتا ہے۔

اس واقعے کے ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنے لخت جگر کو دریا کے حوالے کر دیا۔ تو گھر پہنچ کر پریشان ہوگئی۔ اس نے اپنی بیٹی سے کہا کہ جاؤ دریا کے کنارے کنارے اپنے بھائی کو دیکھتی جاؤ۔ اس نے اپنی چال میں ایسا انداز اپنایا کہ کسی کو شک بھی نہ ہو اور بھیا کا صندوق بھی نگاہوں کے سامنے رہے۔ جب اس کا لاڈلا بھیا شاہی محل میں پہنچ گیا تو ملکہ آسیہ نے دودھ پلانے کے لئے دایوں کا اہتمام کیا۔

وہ اپنے بیٹے کو لے کر اپنے گھر پہنچ گئی اور وہاں اپنے ہی گھر میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت عمدہ انداز میں پروان چڑھنے لگے۔ اللہ نے اس کی اپنے فضل وکرم سے حفاظت کی۔ موسیٰ علیہ السلام جب ذرا بڑے ہوئے تو ملکہ آسیہ نے اس کی والدہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے بیٹے کو دیکھنا ہے اسے لے کر محل میں آئیں اور اپنی تمام کنیزوں کو حکم دے دیا کہ جب یہ لاڈلا بیٹا اپنے گھر سے روانہ ہو تو اس کی خاطر والدہ کی خدمات میں قیمتی تحائف پیش کیے جائیں اور یہ سلسلہ دربار تک جاری وساری رہے۔ پورے اکرام واحترام کے ساتھ اس کا استقبال کیا جائے' میں اس کی نگرانی کے لئے اپنی طرف سے نمائندہ خواتین کو بھیجوں گی' تاکہ وہ مجھے آکر مجھے رپوٹ دیں کہ کس والہانہ انداز میں استقبال کیا گیا ہے۔ ملکہ کی ہدایات کے مطابق استقبال کیا گیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بچے کو لے کر شاہی دربار میں پہنچی تو بچے کو پکڑ کر فرعون کی گود میں بٹھایا گیا تاکہ اس کے دل میں بھی بچے کی محبت پیدا ہو سکے۔ ننھے موسیٰ کو جب فرعون کی گود میں بٹھایا گیا تو اس نے فرعون کی داڑھی کو پکڑ کر کھینچا۔ یہ حرکت فرعون کو بڑی ناگوار گزری وہ سیخ پا ہوگیا' اس نے کہا یہ بڑا ہو کر کیا گل کھلائے گا۔ جس کا ابھی سے یہ رویہ ہے بہتر یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے ملکہ آسیہ نے کہا: نہیں یہ بچہ ہے' اسے کیا معلوم کہ شاہی آداب کیا ہوتے ہیں۔ میں ابھی آپ کو دکھلا دیتی ہوں کہ یہ حرکت جان بوجھ کر نہیں کی گئی۔ اس نے ایک تھالی میں یاقوت رکھ دیا اور دوسرے میں آگ کا انگارا۔ سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کی راہنمائی کی روشنی میں ننھے موسیٰ (علیہ السلام) نے آگ کا انگارا پکڑ کر منہ میں ڈال لیا جس سے آپ کی زبان زخمی ہوگئی اور اس میں لکنت پیدا ہوگئی۔ ملکہ نے کہا دیکھا اگر اسے سمجھ بوجھ ہوتی تو بھلا آگ کا انگارا اپنے مونہہ میں کیوں ڈالتا' یہ بچپن کی نادانی ہے۔

بچے کو اپنے نفع یا نقصان کا پتہ نہیں ہوتا۔ یہ منظر دیکھ کر فرعون اپنے ارادے سے باز آگیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کی اور بے شک اللہ ہی کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر بادشاہ کی مومنہ بیوی

کافر، اللہ تعالیٰ کی محبت کے جرم میں...... ملکہ کے ہاتھوں اور پاؤں میں بادشاہ کے حکم پر...... لوہے کی کیلیں گاڑ رہے تھے...... ہتھوڑا پڑتے ہی کیل جسم کے اندر دھنس جاتا اور خون کا فوارہ ابل پڑتا...... جگہ جگہ سے جسم میں...... کیلوں کے سوراخ ہو چکے تھے...... خون کے فوارے بلند تھے...... کمر پر بھاری پتھر رکھ دیا گیا تھا...... اللہ کی بندی ملکہ اب تک ثابت قدم تھی...... اور اپنے خالق کے حضور یہ دعا کر رہی تھی...... اے مالک کائنات!...... میرے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے...... فرشتوں نے اللہ کے حکم سے...... روح نکلنے سے پہلے ہی...... اسے جنت میں اس کا گھر دکھا دیا...... اب وہ جنت میں اپنے گھر کو دیکھ کر...... خوشی و مسرت سے مسکرا رہی تھی...... کافر بادشاہ یہ دیکھ کر حیرانی سے پاگل ہو رہا تھا کہ...... دیکھو! یہ اس اذیت ناک المناک اور دردناک صورت حال میں بھی مسکرا رہی ہے!!!...... اس پر تو دیوانگی کا دورہ پڑا ہوا ہے...... ہر کوئی حیرانی کے عالم میں اسے دیکھتا چلا جا رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکہ آسیہ

﴿طٰسٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ○ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ○ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ○ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (القصص: ۲۸/ ۱-۱۳)

''طٰسٓمّٓ ۔ یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کے سچے واقعات پڑھ کر سناتے ہیں اور یہ ان لوگوں کے فائدے کے لئے جو ایمان لاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بلا شبہ فرعون نے سرزمین مصر میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اس نے اس کے باشندوں کے کئی گروہ بنا دیئے تھے۔ اور ان میں سے ایک گروہ یعنی بنی اسرائیل کو بہت کمزور بنا رکھا تھا۔ وہ اس کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ وہ معاشرے میں فساد برپا کرنے والا تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس گروہ پر احسان کریں جس گروہ کو سرزمین مصر میں کمزور بنا دیا گیا ہے۔ ہم انہیں امام بنائیں گے اور ان کا وارث بنائیں گے۔ اور ہم انہیں اس ملک میں اقتدار دیں گے اور ہم فرعون' ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان کی جانب سے وہی کچھ دکھا دیں گے جس سے وہ ڈرتے تھے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف الہام کیا (اس کے دل میں یہ بات ڈالی) کہ اس بچے کو دودھ پلاتی رہو۔ جب اس کے بارے میں تجھے خطرہ محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور ڈرنا نہیں ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے ہم رسول بنائیں گے۔ چنانچہ آل فرعون نے اس بچے کو اٹھا لیا تاکہ یہ ان کا دشمن اور ان کے لئے غم کا باعث بن جائے۔ بلا شبہ فرعون' ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔ فرعون کی بیوی نے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو' ہو سکتا ہے یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں اور وہ انجام سے بے خبر تھے۔ ام موسیٰ علیہا السلام کا دل بہت بے چین ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ راز ظاہر کر دیتی۔ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے۔ تاکہ وہ یقین کرنے والوں سے ہو جائے' اس نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے چلتی جانا' وہ اسے ان لوگوں سے آنکھیں بچا کر دیکھتی رہی اور وہ اس بات کو نہیں جانتے تھے اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ تو اس کی بہن نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتلاؤں جو تمہارے لئے اس کی پرورش کریں اور وہ اس بچے کے خیر خواہ بھی ہوں۔ چنانچہ ہم نے اسے اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تاکہ وہ اپنی آنکھ ٹھنڈی کرے اور غمزدہ نہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔''

معزز خواتین وحضرات!......اس سے پہلے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا۔ اب ان سطور میں ایک دوسری اہم تاریخی شخصیت کا تذکرہ کر رہے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل وکرم کیا اور اسے ایسی شان بخشی اور اسے ایسا اعلیٰ مقام عطا کیا کہ جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ اہم ترین شخصیت فرعون کی بیوی ملکہ سیدہ آسیہ کی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل وکرم کیا اسے ایمان کی نعمت سے سرفراز کیا۔ اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کی بچپن میں حفاظت اور نگہداشت کا قابل قدر فریضہ سرانجام دیا۔ اس کے اس کارنامے کو ہر دور میں یاد رکھا گیا اور اسے قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔ یہ وہ عظیم المرتبت خاتون ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں موت کے مونہہ میں جانے سے روکنے کا سبب بنی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی اس مقدس کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾

(المائدہ: ۵/ ۳۲)

''جو کسی انسان کو بغیر بدلے یا (اس کے) فساد کے بغیر مار ڈالے (ناحق) گویا اس نے سب انسانوں کو مار ڈالا اور جس نے ایک جان کو بچایا تو گویا سب کو بچایا۔''

یہ عظیم الراتبت خاتون ایک جان کو بچانے کا سبب بنی۔ وہ جان بھی کوئی معمولی شخصیت کی نہ تھی بلکہ وہ ایک نبی اور اولوالعزم رسول کی تھی۔ اس کا صلہ تو اسے اپنے رب تعالیٰ کے ہاں ملے گا۔

مناقب سیدہ ملکہ آسیہ

سیرت، تاریخ اور مختلف سوانح کی کتابوں میں عظیم المرتبت خاتون ملکہ آسیہ کے فضائل ومناقب بیان کیے گئے ہیں۔ قتادہ رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ ابنة عِمْرَانَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَخَدِيجَةُ ابنة خُوَيْلد وفَاطِمَةُ ابنة مُحَمَّدٍ وآسِيَة امرة فِرْعَوْنَ))[1]

جہاں بھر کی عورتوں میں سے مریم علیہا السلام بنت عمران خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد' فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون بلند مقام پر فائز ہوئیں۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَا اِمْرَأة فِرْعَوْنَ وَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ﴾

''مردوں میں سے بہت سے کامل ہوئے اور عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کامل ہوئیں اور سید عائشہ رضی اللہ عنہا کی برتری دیگر خواتین پر ایسی ہی ہے جیسی ثرید کی برتری دیگر کھانوں پر ہوتی ہے۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((خَيْرُ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ ' وَآسِيَا امرأة فِرْعَوْنَ وَ خَدِيْجَةُ وَفَاطِمَةُ)) [2]

''دنیا جہاں کی بہترین خواتین مریم' آسیہ زوجہ فرعون' خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہم میں۔''

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ الا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَا امرأة فِرْعُوْنَ ' وانَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)) [3]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] (ترمذی ۳۸۷۸۔ مسند امام احمد : ۱۲۴۱۴۔ ابن حبان ۷۰۰۳۔ مستدرک حاکم:۵۷۴۵) شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

[2] سیر اعلام النبلاء ۲۹۸۔

[3] بحوالہ بخاری ۳۲۳۰۔ مسلم ۲۴۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ وَ خَدِيْجَةُ بِنْتِ خُوَيْلَدَ ' وَ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَآسِيَةُ اِمْرَاةِ فِرْعَوْنَ))[1]

معزز خواتین!......اب ہم آپ کی خدمت میں فولادی ارادوں والی' ایمان کامل سے آراستہ خاتونِ جنت کی داستان پیش کرتے ہیں کہ اس نے دور میں کیسا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا اور کٹھن حالات کا اس نے کس بہادری سے مقابلہ کیا۔

اس ضمن میں مفسرین رقمطراز ہیں کہ شاہی دربار کی کنیزوں نے دریائے نیل سے صندوق نکالا اور اسے ملکہ آسیہ بنت مزاحم بن عسد بن الریان بن ولید کی خدمت میں پیش کر دیا۔

بعض کا خیال ہے کہ ملکہ آسیہ موسیٰ علیہ السلام کے خاندان میں سے تھی۔

علامہ سہیلی تو یہ لکھتے ہیں کہ ملکہ آسیہ رشتے میں موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی لگتی تھی۔

جب صندوق کو ملکہ آسیہ کے سامنے کھولا گیا تو وہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی کہ ایک خوبصورت بچہ چہک رہا ہے۔ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ فرعون نے دیکھتے ہی اسے قتل کرنے کا حکم دیا لیکن ملکہ آسیہ نے کہا نہیں یہ بچہ قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گا۔ فرعون نے جواب دیا تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا میری آنکھوں کی نہیں مجھے اس بچے سے کوئی غرض نہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر فرعون اس موقع پر اس بچے کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک تسلیم کر لیتا تو اسے بھی اسی طرح ہدایت نصیب ہو جاتی جس طرح اس کی بیوی ملکہ آسیہ کو ہدایت نصیب ہوئی تھی۔ لیکن اللہ نے اسے ہدایت سے محروم کر دیا۔

اس موقع پر تقدیر کا کرشمہ ظاہر ہوا۔ ملکہ آسیہ کے دل میں بچے کی محبت گھر کر گئی وہ دل و جان سے اسے چاہنے لگی فرعون نے یہ صورت حال دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی۔ ملکہ کی نرم دلی اور شفقت فرعون کی تنگ دلی اور سختی پر غالب آ گئی۔ ملکہ نے اس بچے کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور قرار دیا۔ بچے کا دفاع کیا محل کے اندر سے آواز ابھری:

---

[1] صحیح ابن حبان ۶۹۵۱۔ المعجم الکبیر طبرانی ۱۰۰۳۔ الأحاد والمثانی ۲۹۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" لا تقتلوہ" اسے قتل نہ کرو۔

تقدیر کے اس فیصلے نے فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو پچھاڑ کر رکھ دیا۔ پھر اندرون خانہ سے یہ آواز گونجی:

((عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا))

"ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے مفید ہو یا اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں۔"

تقدیر نے آل فرعون کی عقل وشعور پر پردے ڈال دیئے۔

ملکہ آسیہ کو دنیا میں یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اسے ہدایت نصیب ہوئی اور آخرت میں اسے جنت کا حق دار قرار دے دیا گیا۔ ملکہ آسیہ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا قرار دے دیا کیونکہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ فرعون نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

((وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ)) "اور وہ جانتے نہیں ہیں۔"

فرعون اور اس کے حواری حقیقت حال سے آگاہ نہیں تھے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر ہمارے لئے کس نوعیت کی مشکلات پیدا کرے گا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے لخت جگر کو اپنی گود میں لے کر ملکہ آسیہ کے ساتھ اس کی نگہداشت کا معاہدہ کر کے اپنے گھر چلی گئی۔ کچھ عرصے کے بعد ملکہ آسیہ نے پیغام بھیجا کہ میں بیٹے کو دیکھنا چاہتی ہوں' اسے لے کر محل میں آئیں۔ ادھر اس نے کنیزوں کو حکم دے دیا کہ جب بیٹا محل میں آئے تو اس کا شاہی انداز میں استقبال کیا جائے' حکم کی تعمیل کی گئی۔ محل کے اندر ہر طرف خوشیوں کے ترانے گونجنے لگے۔ ہر طرف خوشیوں کی بہاریں پھول برسانے لگیں۔ ملکہ آسیہ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اس کی قابل رشک صحت اور چمکتے دمکتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہوگئی۔ اس نے کنیزوں سے کہا: اس خوبصورت اور لاڈلے بیٹے کو فرعون کے پاس لے جاؤ' ہوسکتا ہے وہ اسے دیکھ کر خوش ہو جائے۔ کنیزوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی گود میں بٹھا دیا تو اس نے بیٹھتے ہی فرعون کی داڑھی کو پکڑ کر کھینچا۔ فرعون یہ دیکھ کر تلملا اٹھا' اس نے کہا: دیکھئے اس میں ابھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سرکشی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں' بڑا ہو کر یہ کیا کچھ نہیں کرے گا' بہتر یہی ہے کہ اس کا ابھی سے کام تمام کر دیا جائے۔ ملکہ آسیہ کو پتہ چلا تو وہ دوڑی ہوئی آئی' فرعون نے اسے بتایا دیکھئے تیرے لاڈلے نے کیا گل کھلائے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اس سے جان چھڑالی جائے۔ ملکہ نے کہا: نہیں یہ بچہ ہے' اسے کیا معلوم کہ شاہی آداب کیا ہوتے ہیں؟ بچے اس طرح کیا ہی کرتے ہیں' یہ بچوں کا معصومانہ انداز ہوتا ہے۔ آپ خوانخواہ غصے میں آگئے' دیکھئے میں ابھی اس کی حقیقت آپ پر واضح کر دیتی ہوں اس نے ایک پلیٹ میں دو چمکتے ہوئے موتی رکھے اور دوسری پلیٹ میں آگ کا انگارہ رکھ دیا اور بچے کو زمین پر چھوڑ دیا' موسیٰ علیہ السلام نے اپنے معصومانہ انداز میں چمکتے ہوئے موتیوں کی طرف رخ کرنا چاہا لیکن جبرائیل علیہ السلام نے اس کا رخ آگ کے انگارے کی طرف کر دیا اور اس نے انگارے کو اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے موہنہ میں ڈال لیا۔ جس سے ہاتھ بھی جلے اور زبان پر بھی چھالے پڑ گئے۔ جس کی وجہ سے زبان میں لکنت پیدا ہوگئی' اس کا اثر بڑا ہونے تک رہا' اس طرح ملکہ آسیہ کو یہ کہنے کا موقع ملا' دیکھا اگر اسے پتہ ہوتا تو کبھی آگ کے انگارے کو اپنے منہ میں نہ ڈالتا اگر اسے تیری شان و شوکت کا علم ہوتا تو کبھی آپ کی داڑھی کو پکڑ کر نہ کھینچتا۔ یہ حرکت جان بوجھ کر سرزد نہیں ہوئی۔ یہ سب کچھ لاشعوری انداز میں ہوا ہے۔ اس پر آپ جز بز نہ ہوں اور نہ ہی اس کو اتنی زیادہ اہمیت دیں' اس طرح تقدیر نے یہ پیغام دیا کہ اے ظالم و جابر انسان تیری طنابیں بھی قدرت کے ہاتھ میں ہیں۔

- وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ تجھے سمجھ لینا چاہیے کہ تیرے ارادوں پر کسی اور کا قبضہ ہے۔
- جس کو تو مارنا چاہتا ہے اللہ تیرے ہی ہاتھوں اس کی پرورش کرانا چاہتا ہے۔
- جس نے مستقبل میں تیرے تخت کو الٹانا ہے تو اسے شاہی خرچ پر پروان چڑھانے پر مجبور ہے۔
- اللہ تجھے اور ساری مخلوق کو یہ بتا دینا چاہتا ہے کہ وہ ارض و سما کا رب ہے کائنات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وہی کچھ ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

* وہ طاقت ور اور زبردست ہے۔ اس کے فیصلوں کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش شاہی دربار میں ہوئی' شاہی لباس پہنا' شاہی سواری استعمال کی۔ اسی ماحول میں پل کر بڑے ہوئے اور یہ سب کچھ (ولتصنع علی عینی) کی عملی تعبیر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ ثابت کر دیا کہ جسے وہ بچانا چاہے دنیا کی کوئی طاقت اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔

صورت دیگر

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (التحریم: ۶۶/ ۱۱)

''اللہ نے مثال بیان کی ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے' فرعون کی بیوی کی۔ جب اس نے کہا اے میرے رب میرے لئے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچا لے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے مومنہ' موحدہ' صادقہ فرعون کی بیوی ملکہ آسیہ کی مثال بیان کی ہے جبکہ وہ ایک ظالم جابر اور کافر کی بیوی تھی۔ خاوند کے کفر نے اس کے ایمان کا کچھ بھی تو نہ بگاڑا کیونکہ یہ قانون قدرت ہے کہ ہر کوئی اپنے اعمال و کردار کا ذمہ دار ہے۔ ایک کا بوجھ دوسرے کے کندھوں پر نہیں ڈالا جاتا۔ ہر کسی کو قیامت کے دن وہی کچھ ملے گا جو کچھ اس نے دنیا میں کمایا۔ فرعون کی بیوی ملکہ آسیہ نے اپنے رب سے جنت میں اپنے لئے گھر کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کر لیا۔ حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ملکہ آسیہ نے پہلے خفیہ طور پر ایمان کی دولت کو حاصل کیا اور پھر اس نے اپنی ایمانی کیفیت کا اظہار کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب فرعون کو پتہ چلا تو اس نے اپنی بیوی کو ایمان سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ بیوی کی والدہ کو بلا کر اسے صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اپنی بیٹی کو سمجھائیں ورنہ اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ ماں نے اپنی بیٹی سے بات کی تو اس نے ماں کو واضح طور پر کہا: اب میں ایمان کی جس لذت سے آشنا ہو چکی ہوں اس سے دستبردار ہونے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔ اس نے کہا: بیٹی باز آ جاؤ ورنہ تجھے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ملکہ آسیہ نے اپنی ماں سے کہا: اماں جان! جو کچھ بھی ہو گا میں اسے برداشت کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہوں۔ اب میں ایمان سے دستبردار ہو کر اپنی آخرت کو برباد نہیں کر سکتی۔ فرعون نے اسے کہا: اس دیوانہ پن کو چھوڑ دو ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گا۔ اس نے کہا: یہ دیوانہ پن نہیں یہ ایمانی لذت کی سرشاری ہے تم اس لذت کو کیا جانو؟۔ ایمان سے اب میرا سینہ منور ہو چکا ہے تم اس نور کو کیا پہچانو!۔

فرعون نے اپنی بیوی کو ایمان لانے کی پاداش میں اذیت ناک صورت حال سے دو چار کیا لیکن اس نے استقامت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور مشکلات کی ان گھڑیوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جنت میں گھر کا مطالبہ کیا جو منظور کر لیا گیا۔ جب فرعون نے اسے ایمان لانے کی پاداش میں دردناک اذیت کا نشانہ بنا رکھا تھا تو فرشتوں کے ذریعے اسے جنت میں اس کا گھر دکھلا دیا گیا' تو وہ اپنا جنتی گھر دیکھ کر مسکرانے لگی۔ فرعون نے کہا: دیکھو! یہ اس اذیت ناک صورت حال میں بھی مسکرا رہی ہے!!؟ اس پر دیوانگی کا دورہ پڑا ہوا ہے۔ اسی حالت میں اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ﴾ (التحریم: ۶۶/ ۱۱)

''اللہ نے اہل ایمان کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی۔''

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر بسنے والے لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ لیجئے! فرعون کی بیوی کے ایمان کو فرعون کا کفر کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ وہ اپنے رب کی اطاعت گزار رہی۔ یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عادل ہے کسی کو دوسرے کے گناہ کی پاداش میں نہیں پکڑتا۔

دیکھ لیجئے! ملکہ آسیہ کی زندگی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ وہ فرعون کے حبالۂ عقد میں ہے، فرعون کے محل میں رہائش پذیر ہے۔ جبکہ

فرعون کفر پر ڈٹا ہوا ہے لیکن وہ ایمان کی لذت سے سرشار ہو چکی ہے۔ فرعون نے ہزار جتن کئے کہ وہ ایمان سے باز آجائے اور اس کا راستہ اپنا لے لیکن وہ اپنے مؤقف پر ڈٹی رہی۔ اسے طرح طرح کی تکالیف سے دوچار کیا گیا لیکن اس کے ایمان میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا گیا۔ اس نے اذیت ناک لمحات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا کی کہ مجھے فرعون اور اس کی ظالم قوم سے نجات عطا کر دے اور میرے لئے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مومنہ صادقہ کی دعاؤں کو قبول کر لیا۔

اس ضمن میں علامہ قرطبی یہ لکھتے ہیں کہ فرعون کی بیوی نے لوگوں سے پوچھا کہ موسیٰ اور فرعون کے مقابلے میں غلبہ کسے حاصل ہوا؟ تو اسے یہ بتایا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ حاصل ہوا۔ تو اس نے اپنے مومن ہونے کا بابنگ دہل اعلان کر دیا کہ میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لانے کا اعلان کرتی ہوں۔

فرعون کو جب معلوم ہوا تو وہ غصہ سے پیچ و تاب کھانے لگا۔ اس نے اپنے کارندوں کو حکم دے دیا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ اگر یہ اپنے ایمان کے دعوے سے دستبردار نہ ہو تو اسے بے دردی کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دینا۔ جب اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جایا گیا تو اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو اسے جنت میں اس کا گھر دکھلا دیا گیا اور اس کی روح کو قبض کر لیا گیا۔ اس طرح اسے فرعون اور اس کی ظالم قوم سے نجات عطا کر دی گئی۔[1]

اس ضمن میں ابو العالیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب فرعون کو پتہ چلا کہ اس کی بیوی آسیہ

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۱/ ۳۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آئی ہے تو وہ اپنے درباری حاشیہ نشینوں سے کہنے لگا: تمہارا آسیہ بنت مزاحم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ کیسی خاتون ہے؟ سب نے بیک زبان ہو کر اس کی تعریف کی۔

فرعون نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ میرے علاوہ کسی اور رب کی عبادت کرتی ہے؟ یہ سنتے ہی کہنے لگے: بادشاہ سلامت! اگر یہ صورت ہے تو یہ خاتون واجب القتل ہے۔ اس کا زندہ رہنا ٹھیک نہیں' فرعون نے اپنی بیوی ملکہ آسیہ کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل گاڑنے کا حکم صادر کر دیا' جب وہ اس اذیت سے دوچار کی جا رہی تھی تو اسے جنت میں اس کا گھر دکھلا دیا گیا۔ جسے دیکھ کر وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ فرعون نے کہا: دیکھو! یہ دیوانی ہو گئی ہے' ہم اسے اذیت دے رہے ہیں یہ رونے کی بجائے ہنس رہی ہے!!؟ یہ دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو قبض کر لیا۔

سلیمان التیمی عثمان بن سلمان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ فرعون کی بیوی آسیہ کو سزا کے طور پر دھوپ میں بٹھا دیا جاتا تو فرشتے اس پر سائبان تان دیتے۔ اور جنتی گھر کا نقشہ اس کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا جاتا۔ جسے دیکھ کر وہ خوشی سے جھوم اٹھتی۔ اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ دھوپ میں اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل گاڑ دیئے جاتے اور کمر پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے گھر کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لے آتے۔ جسے دیکھ کر وہ مطمئن ہو جاتی۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اذیتناک لمحات میں ملکہ آسیہ نے اپنے مالک سے یہ دعا کی کہ اے میرے رب! اپنے ہاں میرے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کر لیا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ملکہ آسیہ نے نجات کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کرتے ہوئے اسے فرعون اور اس کی ظالم قوم سے نجات عطا کر دی۔

﴿من فرعون و عمله﴾ سے مراد یہ ہے۔ فرعون اور اس کے کفر' نیز فرعون اور اس کے ظلم و ستم سے نجات عطاء کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ﴿مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ﴾ سے مراد یہ ہے کہ الٰہی مجھے فرعون کی زوجیت سے نجات عطا کر دے۔

﴿وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (التحریم: ٦٦/ ١١) سے مراد وہ مصری باشندے ہیں جو قبطی تھے اور ہر وقت بنی اسرائیل سے لڑتے رہتے تھے۔ اس آیت میں انہی کو ظالم قوم قرار دیا گیا ہے۔

اس ضمن میں سیدنا حسن اور ابن کیسان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملکہ آسیہ کی دعا کو قبول کرتے ہوئے بڑی عزت واکرم سے اسے نجات عطا کی۔

فرعون کی بیوی ملکہ آسیہ دنیاوی لحاظ سے آسودہ زندگی بسر کر رہی تھی۔ اسے ہر طرح کی آسائش میسر تھی۔ مال و دولت کی فراوانی تھی' خدمت گزاری کے لئے کنیزیں وافر تعداد میں ہر وقت تیار رہتیں۔ لیکن اس نے ان تمام تر دنیاوی فراوانیوں پر ایمان کو ترجیح دی' اس نے 'معاشرے' شاہی محل کی شان وشوکت اور شاہی مقام و مرتبے کے دباؤ کے ہوتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا اور رب تعالیٰ سے پناہ کی طلبگار ہوئی۔

فرعون اور اس کی ریشہ دوانیوں سے نجات کی التجا کی۔ جنت میں اپنے لئے گھر کا مطالبہ کیا۔ دنیا کو ٹھکرا دیا آخرت میں کامیابی کی خواستگار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آئی اس کی تمام دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ قرآن مجید میں سیدہ مریم علیہا السلام کے ساتھ کیا۔ اس سے اس کی عظمت اور برتری کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دونوں خواتین ایمان' صداقت اور' عفت وعصمت کے لحاظ سے ایک مثالی نمونہ تھیں۔ ان دونوں خواتین کی زندگی قیامت تک آنے والی خواتین کے لئے مشعل راہ قرار دی گئی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام خواتین عالم کو ان دونوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرم وحیاء کے دو نادر نمونے

وہ شرم و حیاء اور عفت و عصمت کی پیکر دوشیزہ.....انتہائی باوقار انداز میں..... پردے کا بھرپور اہتمام کرتے ہوئے..... اپنے تمام جسم کو چادر میں لپیٹے ہوئے..... مقدس مسافر کے پاس پہنچی..... اور نہایت جچے تلے مختصر الفاظ میں بولی..... میرے ابا جان آپ کو گھر بلا رہے ہیں..... تاکہ آپ نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلانے کا فریضہ انجام دیا ہے اس کا معاوضہ آپ کو ادا کریں..... اب شرم و حیاء کی متوالی دوشیزہ' آگے آگے چلی جا رہی تھی جبکہ..... مسافر' نظریں جھکائے اس کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا..... ہوا چل رہی تھی..... چلنے میں دقت پیش آ رہی تھی.....آخر مقدس مسافر بول ہی پڑا..... سنیئے!..... میں آگے آگے چلتا ہوں آپ میرے پیچھے چلیں..... تاکہ گھر پہنچنے تک پردے کا اہتمام بدستور قائم رہے..... یوں وہ چلتا چلتا.....گھر میں ایک بوڑھے بابا جان کے سامنے پہنچ چکا تھا.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیاں

﴿وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ۝ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ۝ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَ مَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ۝ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ﴾ (القصص: ۲۸/ ۲۳-۲۹)

''اور جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) مدین کے کنویں پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور اس نے دیکھا کہ دو عورتیں ان سے الگ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ اس نے پوچھا: تمہاری کیا پریشانی ہے؟ ان دونوں نے کہا ہم اس وقت تک اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے جانور نکال کر نہ لے جائیں، اور ہمارے والد بہت بوڑھے آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔تو (یہ سن کر) موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر ایک سائے کی جگہ جا بیٹھے اور بولے پروردگار جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں۔ان دونوں میں سے ایک شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کا اجر آپ کو دیں۔جب آپ اس کے پاس پہنچے اور اسے اپنی کہانی بیان کی تو اس نے کہا: ڈریئے نہیں۔آپ نے ظالم قوم سے نجات پالی ہے۔ان میں سے ایک نے کہا: اباجان! اسے اپنے پاس ملازم رکھ لیجئے۔بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہو۔اس (شعیب علیہ السلام) نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میرے پاس ملازمت کرو اور اگر دس سال پورے کردو تو یہ تیری مہربانی ہوگی' میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔تم ان شاء اللہ مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔موسیٰ علیہ السلام نے کہا' یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی۔ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کردوں اس کے بعد کوئی زیادتی مجھ پر نہ ہو اور جو کچھ قول قرار ہم کر رہے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے۔جب موسیٰ علیہ السلام نے مدت پوری کر دی اور وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر چلے تو طور کی جانب اس کو ایک آگ نظر آئی' اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔شاید وہاں سے میں کوئی خبر لے آؤں یا اس آگ سے کوئی انگارا ہی اٹھا لاؤں جس سے تم تاپ سکو۔''

سیّدنا شعیب علیہ السلام کی دونوں بیٹیاں عفت وعصمت کے دو ایسے نادر نمونے تھیں کہ ہر دور اور ہر جگہ کی خاتون کے لئے ضروری ہے کہ وہ انہیں اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔وہ دونوں ہر مومن اور پاک دامن عورت کیلئے نمونہ تھیں کہ وہ ان کے طرز عمل کو اپنائے اور ہر اس خاتون کے لیے نمونہ تھیں جو ان کی راہ پہ عمل پیرا ہونا چاہے۔اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیئے ہم اس داستان سے معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ﴾ (القصص: ۲۸/ ۲۳)

''اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچا۔ تو اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور اس نے دیکھا کہ دو عورتیں ان سے الگ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔''

موسیٰ علیہ السلام کی داستان کے ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پاس سے گزرے تو اسرائیلی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لئے پکارا' آپ نے قبطی کے مکہ مارا جس سے وہ موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ محسوس ہوا تو آپ چپکے سے مصر کو خیر باد کہہ کر مدین کی طرف روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی امید ان کے دل میں جاگزیں تھی۔ قرآن مجید میں اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾

(القصص: ۲۸/ ۲۲)

''اور جب اس نے مدین کا رخ کیا تو اس نے کہا: امید ہے کہ میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا۔''

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ سفر کٹھن تو ضرور تھا لیکن اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے کی راہنمائی ملنے کی امید سے دل مطمئن تھا۔

مصر سے مدین کی طرف سفر نہایت ہی دشوار تھا۔ اس سفر میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ تو زاد راہ تھا نہ کوئی مال و متاع تھا۔ آپ بالکل تہی دامن اور خالی ہاتھ تھے۔ یہ سفر بھی اچانک پیش آیا۔ دشمن کا بھی خطرہ تھا۔ دشمن تعداد میں بھی زیادہ تھے اور ظلم و سرکشی پر بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اترے ہوئے تھے۔ آگے منزل کا تعین بھی نہ تھا۔

سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف روانہ ہوئے یہ مسلسل آٹھ دن کا سفر تھا۔ آپ کے پاس زاد راہ بھی نہیں تھا۔ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ پاؤں میں جوتے بھی نہیں تھے۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین کی طرف روانہ ہوئے تو بالکل خالی ہاتھ تھے۔ دوران سفر خوراک کے لئے درختوں کے پتوں سے کام لیتے۔ سفر طویل اور کٹھن تھا۔ پاؤں میں جوتے بھی نہیں تھے۔ بھوک کی وجہ سے پیٹ کمر سے لگ چکا تھا۔ حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ وہ خوراک کے حوالے سے بہت زیادہ ضرورت مند تھے خواہ کھجور کا کچھ حصہ ہی میسر آ جائے۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ مدین کے کنویں کے پاس درخت کے سائے میں بیٹھے تو بھوک کی وجہ سے بہت نڈھال دکھائی دے رہے تھے۔

وہاں بیٹھے ہوئے اس نے یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار! جو کچھ بھی تو میری طرف نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں۔ وہاں سیّدنا شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیاں ایک کا نام صفوراء اور دوسری کا نام لیا تھا اپنے جانوروں کو روکے کھڑی تھیں۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ منظر دیکھا کہ دو شریف زادیاں شرم و حیاء کی تصویر بنی اپنے جانوروں کو ایک طرف روکے کھڑی ہیں اور دوسرے چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر جا رہے ہیں انہیں کوئی موقع ہی نہیں دے رہا۔ آپ اگرچہ بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے لیکن آپ اس اندوہناک منظر کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکے۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھے' ان شرم و حیاء کی پیکر خواتین کے پاس آئے' ان سے پوچھا: کیا بات ہے؟

آپ اس حالت میں یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ تو انہوں نے جو جواب دیا قرآن مجید نے اسے ان الفاظ میں محفوظ کیا ہے:

﴿قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ﴾

(القصص: ۲۸/ ۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس نے کہا: تمہاری کیا پریشانی ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہم اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے چلے نہ جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔''

دونوں دوشیزاؤں نے اپنی کمزوری اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم عورتیں ہیں اور یہ بھی چرواہے مرد ہیں۔ ہمارا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اس لئے ہمیں مجبوراً اپنی بکریاں چرانے کے لئے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ ہمارا باپ عمر رسیدہ ہے وہ اب یہ کام کرنے کے قابل نہیں رہا۔ ہم انتظار کر رہی ہیں کہ یہ چرواہے چلے جائیں تو ہم اپنی بکریوں کو پانی پلا سکیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات سن کر طیش آ گیا اگرچہ آپ طویل اور کٹھن سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے لیکن جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی بکریوں کو پانی پلانے کا فریضہ سرانجام دیا۔

چرواہوں کا یہ طرز عمل تھا کہ جب اپنے مویشیوں کو پانی پلا لیتے تو کنویں پر بھاری بھرکم ڈھکنا رکھ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام کی دونوں بیٹیاں بچا کھچا پانی اپنی بکریوں کو پلاتیں۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام جوش و جذبے سے آگے بڑھے کنویں کا ڈھکنا اٹھا کر زمین پر رکھا اور کنویں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلایا اور پھر ڈھکنا اٹھا کر کنویں کے مونہہ پر رکھ دیا۔

امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ڈھکنا پتھر کی ایک اتنی بھاری سل تھی کہ دس آدمی مل کر اس کو اٹھا سکتے تھے لیکن سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اس نے سل کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر زمین پر رکھ دیا اور کنویں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلایا اور درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ اس ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کیکر کا درخت تھا۔

ابن جریر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو وہ درخت سرسبز و شاداب دکھائی دیا۔ آپ اس کے سائے میں بیٹھ کر بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کرنے لگے:

﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ (القصص: ۲۸/ ۲۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے رب! جو خیر تو میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب اکیلے ہی آگے بڑھ کر کنویں کے اوپر سے بھاری بھرکم پتھر کی سل کو اٹھا کر آرام سے زمین پر رکھ دی تو چرواہے یہ منظر دیکھ کر بڑے مرعوب ہوئے کہ اتنا بھاری پتھر اس اجنبی مسافر نے بڑی آسانی سے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا' اس کا تو سامنا نہیں کیا جا سکتا۔ تمام چرواہے گردنیں جھکا کر اپنے گھروں کو چل دیئے اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام درخت کے سائے میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگے۔ ان مناجات میں ایک لگن تھی۔ ایک کیف تھا۔ ایک وجد کی کیفیت تھی' اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی باتیں تھیں۔ جذبے کا عالم تھا' سرور کی حالت تھی' دل کی گہرائیوں سے یہ التجا کرنے لگے: میرے پروردگار! اس وقت جو کچھ میری طرف نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔

- تو ہی میرا کارساز ہے! تو ہی میرا ملجاء و ماویٰ ہے۔
- تجھ بن میرا کوئی نہیں!
- تو ہی میرا سہارا ہے!
- وہ ان مناجات میں مستغرق تھے۔

آنکھیں بند کر کے اللہ سے لو لگائی ہوئی تھی۔ دل سے اٹھنے والی آہیں آسمان کی طرف پرواز کر رہی تھیں۔

ادھر سیّدنا شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں خلاف معمول جب اپنے مویشیوں کو لے کر جلد گھر پہنچ گئیں تو بوڑھے باپ نے ان سے پوچھا: بیٹا کیا وجہ ہے آج جلدی واپس آ گئیں تو انہوں نے ساری داستان سنا دی۔ باپ نے کہا بیٹا جاؤ اس اجنبی کو گھر بلا لاؤ اس منظر کو قرآن مجید میں کچھ یوں پیش کیا گیا ہے:

﴿ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ﴾ (القصص: ۲۸/ ۲۵)

''میرے ابا جان! آپ (موسیٰ علیہ السلام) کو بلاتے ہیں تا کہ آپ نے جو ہمارے لئے پانی پلایا اس کا معاوضہ دیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ! اب موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کے آثار نظر آ رہے ہیں۔

بوڑھے باپ نے اپنی ایک بیٹی سے کہا کہ اس اجنبی مسافر کو گھر بلا لاؤ۔ وہ شرم و حیاء اور عفت و عصمت کی پیکر انتہائی باوقار انداز میں پردے کا اہتمام کرتے ہوئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچی۔ نہایت ہی جچے تلے الفاظ میں کہا کہ میرے ابا جان آپ کو گھر بلا رہے ہیں تا کہ آپ نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلانے کا فریضہ سرانجام دیا ہے اس کا معاوضہ ادا کریں۔ یہ بات سن کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ میں نے تو یہ فریضہ کسی معاوضے کی نیت سے ادا نہیں کیا تھا۔ خیال آیا کہ جانے سے انکار کر دوں لیکن حالات اس نوعیت کے تھے کہ اس علاقے میں ان کو کوئی جاننے والا بھی نہیں تھا۔ اس خیال سے اٹھ کر چل پڑے شاید کوئی بہتری کی سبیل نکل آئے۔ دوشیزہ آگے آگے چلی جا رہی تھی آپ اس کے پیچھے تھے۔ ہوا چل رہی تھی۔ آپ زمین پر نظر جمائے جا رہے تھے۔ چلنے میں دقت پیش آ رہی تھی۔ آپ نے کہہ ہی دیا کہ میں آگے چلتا ہوں آپ میرے پیچھے چلیں تا کہ گھر تک پردے کا اہتمام بدستور قائم رہے۔

حلیۃ الاولیاء میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی مومنانہ تجویز کے الفاظ یوں نقل کیے گئے ہیں:

﴿یَا اَمَۃَ اللّٰہِ کُوْنِی خَلْفِیْ﴾

''اے اللہ کی بندی! میرے پیچھے ہو جائے۔''

جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام گھر پہنچے سیّدنا شعیب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے تفصیلات سن کر فرمایا: اب گھبرانے کی ضرورت نہیں آپ ظالم قوم سے نجات پا گئے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (القصص ۲۸/ ۲۵)

''جب موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس آئے اور اسے داستان کہہ سنائی تو اس نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بلا شبہ فرعون نے سرزمین مصر میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اس نے اس کے باشندوں کے کئی گروہ بنا دیئے تھے۔ اور ان میں سے ایک گروہ یعنی بنی اسرائیل کو بہت کمزور بنا رکھا تھا۔ وہ اس کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ وہ معاشرے میں فساد برپا کرنے والا تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس گروہ پر احسان کریں جس گروہ کو سرزمین مصر میں کمزور بنا دیا گیا ہے۔ ہم انہیں امام بنائیں گے اور ان کا وارث بنائیں گے۔ اور ہم انہیں اس ملک میں اقتدار دیں گے اور ہم فرعون' ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان کی جانب سے وہی کچھ دکھا دیں گے جس سے وہ ڈرتے تھے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف الہام کیا (اس کے دل میں یہ بات ڈالی) کہ اس بچے کو دودھ پلاتی رہو۔ جب اس کے بارے میں تجھے خطرہ محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور ڈرنا نہیں ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے ہم رسول بنائیں گے۔ چنانچہ آل فرعون نے اس بچے کو اٹھا لیا تاکہ یہ ان کا دشمن اور ان کے لئے غم کا باعث بن جائے۔ بلا شبہ فرعون' ہامان اور ان کے لشکر خطاکار تھے۔ فرعون کی بیوی نے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو' ہو سکتا ہے یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں اور وہ انجام سے بے خبر تھے۔ ام موسیٰ علیہ السلام کا دل بہت بے چین ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ راز ظاہر کر دیتی۔ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے۔ تاکہ وہ یقین کرنے والوں سے ہو جائے' اس نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے چلتی جانا' وہ اسے ان لوگوں سے آنکھیں بچا کر دیکھتی رہی اور وہ اس بات کو نہیں جانتے تھے اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ تو اس کی بہن نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتلاؤں جو تمہارے لئے اس کی پرورش کریں اور وہ اس بچے کے خیر خواہ بھی ہوں۔ چنانچہ ہم نے اسے اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تاکہ وہ اپنی آنکھ ٹھنڈی کرے اور غمزدہ نہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوارہ نہیں کرتا آپ نے فرمایا: نہیں ایسی کوئی بات نہیں یہ ہماری آبائی عادت ہے کہ ہمیں مہمان نوازی کرتے ہوئے دلی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ آپ اس قسم کے خیالات دل میں نہ لائیں اور کھانا تناول کریں۔ یہ اصرار دیکھ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کھانا شروع کر دیا۔ جب آپ کھانا کھا رہے تھے تو بیٹی نے اپنے ابا جان سے کہا: کہ آپ اسے اپنے ہاں ملازم ہی رکھ لیجئے' یہ طاقت ور بھی ہے اور دیانت دار بھی ہے۔

باپ کو اپنی بیٹی کا تبصرہ سن کر تعجب ہوا اس نے پوچھا: تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ طاقتور اور دیانت دار ہے۔

اس نے کہا: ابا جان ہمیں ان کی طاقت کا تو اس وقت پتہ چلا جب انہوں نے کنویں کے اوپر سے اتنا بھاری پتھر ایک ہاتھ سے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں بلاشبہ! یہ ان کے طاقت ور ہونے کی دلیل ہے اور اس کی دیانت داری کا پتہ راستے میں چلتے ہوئے ہوا' اس نے شرافت کا اظہار کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ آپ میرے پیچھے پیچھے آئیں تا کہ میری نظر بھی نہ پڑ سکے یہ انداز بلاشبہ دیانت دار لوگ ہی اختیار کرتے ہیں۔

بیٹی کی اس تجویز کو قرآن مجید میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ﴾

(القصص: ۲۸/۲۶)

''ان دونوں میں سے ایک نے کہا: ابا جان! اسے اپنے پاس ملازم رکھ لیجئے بلاشبہ جسے آپ ملازم رکھیں گے یہ طاقت ور اور دیانت دار ہے۔''

عبداللہ بن عباس' قاضی شریح' ابو مالک قتادہ' محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب بیٹی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ اسے اپنے پاس ملازم رکھ لیں یہ طاقتور بھی اور دیانت دار بھی ہے تو باپ نے بیٹی سے پوچھا: تجھے ان اوصاف کا کیسے پتہ چلا؟ بیٹی نے کہا: ابا جان! اس نے جب اکیلے ہی کنویں کے اوپر سے اتنا بھاری پتھر اٹھا کر زمین پر آسانی رکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اس میں بے پناہ طاقت ہے اور دیانت داری کا مجھے گھر کی طرف آتے ہوئے اس وقت اندازہ ہوا کہ اس نے مجھے کہا کہ میں اس کے پیچھے پیچھے چلوں تا کہ اس کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ یہ بلاشبہ دیانت دار آدمی کا وصف ہے۔

کسی بھی ملازم میں ان دو بنیادی خوبیوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس میں یہ دونوں خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑھ کر تین افراد صاحب فراست ہوئے ہیں:

1. عزیز مصر جس نے اپنی بیوی سے سیدنا یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا اسے عزت و اکرام سے اپنے پاس رکھنا۔
2. شعیب علیہ السلام کی بیٹی جس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے طاقت ور اور دیانت دار ہونے کے بارے میں اپنے باپ سے تذکرہ کیا۔
3. سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے لئے نامزد کیا۔

جب سیدنا شعیب علیہ السلام سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اور آپ کی خوبیوں کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنی ایک بیٹی کی شادی کی پیش کش کر دی۔

قرآن مجید نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ○ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ﴾ (القصص : ۲۸/ ۲۷۔۲۸)

''اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔ بشرطیکہ تم آٹھ سال تک میرے ہاں ملازمت کرو اگر دس سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے کر دو تو یہ تمہاری مرضی ہے۔ میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔ تم ان شاء اللہ مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی۔ ان دونوں مدتوں میں جو بھی میں پوری کر دوں اس کے بعد پھر کوئی زیادتی مجھ پر نہ ہو اور جو کچھ قول قرار ہم کر رہے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے۔''

باپ نے اپنی سلیم الفطرت بیٹی کی تجویز تسلیم کرتے ہوئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حبالہ عقد میں دینے کی پیش کش کر دی اور اس کے لئے یہ شرط رکھی کہ آٹھ یا دس سال میرے پاس ملازمت کرنا ہوگی۔

شادی کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے دس سال سیّدنا شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے وعدے کا ایفاء کیا۔

اس ضمن میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام سیّدنا شعیب علیہ السلام کے ہاں کتنی مدت رہے۔ انہوں نے بتایا پورے دس سال۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں کوفے میں حج کے لئے تیاری کر رہا تھا کہ ایک یہودی میرے پاس آیا' اس نے پوچھا: آپ بڑے عالم ہیں۔ مجھے یہ تو بتائیں کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سیّدنا شعیب علیہ السلام کے پاس کتنی مدت رہے تھے؟ میں نے کہا: مجھے اس کا علم نہیں البتہ میں ایک ماہر علم کے پاس مکہ معظمہ جا رہا ہوں' ان سے پوچھوں گا۔ میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اور ساتھ ہی انہیں یہ بتایا کہ کوفے میں ایک یہودی نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: نبی اپنے وعدے کا سچا ہوتا ہے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے سیّدنا شعیب علیہ السلام کے پاس دس سال کی مدت پوری کی۔

سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے واپس عراق پہنچ کر یہودی کو بتایا کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے دس سال پورے کیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی نے سنتے ہی کہا یہ بات حق سچ معلوم ہوتی ہے۔

اس ضمن میں سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک نصرانی نے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام سیدنا شعیب علیہ السلام کے پاس کتنی مدت رہے۔ میں نے اسے کہا کہ مجھے معلوم نہیں! اور واقعی میں اس وقت یہ جانتا بھی نہیں تھا۔ میں نے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ آٹھ سال کی مدت گزارنا تو ان پر واجب تھا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ نبی اس سے کم کرے لیکن موسیٰ علیہ السلام نے فیاضی اور ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے دس سال وہاں گزارے۔

شعیب الجبائی کہتے ہیں کہ دو لڑکیوں میں سے ایک کا نام لیا اور دوسری کا صفورہ تھا۔ جس لڑکی کا نام صفورہ تھا اس کی شادی سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اور یہ مدین کے عالم یثرون کی بیٹی تھی۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام کو ملازم رکھا تھا وہ سیّدنا شعیب علیہ السلام کے بھائی کا بیٹا یثرون تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کے باپ کا نام یثری تھا[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باپ اپنی بیٹی کے رشتے کی پیشکش بلا تکلف اس شخص سے کر دیا کرتا تھا جس کو وہ اپنا داماد بنانا پسند کرتا۔ اس میں کوئی جھجک یا شرم محسوس نہیں کیا کرتا تھا۔ اس سلسلے میں بات کرنے میں اپنا مقام و مرتبہ یا حیا مانع نہ ہوتا۔ ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شادی کی پیشکش کی۔ آپ نے معذرت کر لی' پھر اس خاتون نے کہا: آپ کو جو پسند ہے اس سے میری شادی کرا دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شادی ایک صحابی سے کرا دی اور حق مہر یہ مقرر کیا کہ وہ اسے قرآن مجید سے سورتیں یاد کرا دے۔

اس طرح اسلامی معاشرے میں شادی کے بندھن کو انتہائی آسان کر دیا۔

---

[1] تاریخ طبری ۱/ ۲۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمام تر تکلفات کو ختم کر دیا گیا جس سے اسلامی معاشرے کے افراد کو یہ فریضہ سرانجام دینا نہایت ہی آسان ہو گیا۔

اسی طرح سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو شادی کی پیش کش بلا تکلف کی گئی اور جو شرط لگائی گئی اس میں نرمی کے عنصر کو غالب رکھا گیا اور اپنی طرف سے اچھے سلوک کا اظہار کیا گیا اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع کر دیا گیا تاکہ کسی انداز میں بھی تفوق کا شائبہ محسوس نہ ہو۔ اور کوئی بات سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت پر گراں نہ گزرے۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام کے دل میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی عزت فزوں تر ہو گئی۔ انہوں نے اپنی اس بیٹی کے ساتھ شادی کی پیش کش کر دی جسے موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا اس کا نام صفورا تھا۔ اسے لاٹھی لانے کا حکم دیا یہ لاٹھی فرشتے نے بطور عطیہ دی تھی۔ بیٹی نے وہ لاٹھی اپنے ابا جان کی خدمت میں پیش کر دی۔

پھر وہ لاٹھی سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی تحویل میں دے دی گئی آپ اسے بکریاں چرانے کے دوران ساتھ رکھتے اور بوقت ضرورت اس سے کام لیتے۔ یہ لاٹھی دراصل اس وقت سیّدنا آدم علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی جب انہیں جنت سے اتارا گیا تھا۔ گویا یہ معجزاتی لاٹھی بھی جنت سے زمین پر اتری تھی۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے حسب وعدہ جب سیّدنا شعیب علیہ السلام کے ہاں دس سال پورے کر لئے تو اپنی اہلیہ کو ہمراہ لے کر وہاں سے چل پڑے۔ سردی کا موسم تھا' بیوی حالت حمل میں تھی۔ رات کا وقت تھا' ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ راستہ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ بیوی بھی ان کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھی۔ سردیوں کی رات میں بارش اور بجلی کی گرج چمک شروع ہو گئی۔ کوہ طور پر چمک دکھائی دی' انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ آگ ہے اپنی اہلیہ سے کہا: تم یہاں ٹھہرو میں میں آگ لے کر آتا ہوں تاکہ اسے تاپ کر سردی کی شدت کو کم کیا جا سکے۔ ہم رات یہیں بسر کریں گے۔ قرآن نے اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ (القصص: ۲۸/ ۲۹)

''اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں وہاں سے کوئی خبر لے آؤں یا اس آگ سے کوئی انگارہ ہی اٹھا لاؤں جس سے تم تاپ سکو۔''

سیدنا موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کے لئے کوہ طور پر گئے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک لامتناہی روشنی ایک سرسبز شاداب درخت سے پھوٹ رہی ہے۔ اور وہاں دھوئیں کا نام ونشان نہیں۔ روشنی جیسے جیسے بڑھتی جارہی تھی درخت اتنا ہی سرسبز و شاداب ہوتا جارہا ہے۔ جب آپ قریب پہنچے روشنی پیچھے ہٹ گئی۔ آپ یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے۔ آسمان سے آواز آئی۔ اے موسیٰ! میں تیرا رب تم سے ہم کلام ہوں۔ تم پاکیزہ وادی میں پہنچ گئے ہو لہٰذا اپنے جوتے اتار لو۔ اس مقدس وادی کا احترام ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطاء کے قربان جائیں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام آگ لینے گئے تو انہیں منصب رسالت پر فائز کر دیا گیا۔

یہ اللہ کی دین ہے یہ اس کا فضل وکرم ہے۔

یہ نوازشات الٰہیہ کی بہار ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورج کی پجارن ملکہ

قوم سباء کی ملکہ اور یمن کی بادشاہ ملکہ بلقیس تخت پر بیٹھی تھی دربار لگا ہوا تھا..... قوم کے سردار اور فوجوں کے سپہ سالار مؤدب کھڑے تھے کہ..... اتنے میں ایک ہُد ہُد اُڑتا ہوا..... دربار میں داخل ہوا اور..... ملکہ کی گود میں ایک خط پھینک کر روشن دان میں جا بیٹھا..... اور دربار کی کارروائی کا مشاہدہ و معائنہ کرنے لگا..... ملکہ حیرانی کے سمندر میں غوطے کھا رہی تھی..... کہ مجھے ہد ہد پرندے کے ذریعے یہ خط کس طاقت نے لکھا ہے؟!!! پھر وہ بے قراری کے عالم میں خط کھول کر پڑھنے لگی..... اور حیران و پریشان ہوتی چلی گئی.....

- یمن کی ایسی مشرک ملکہ اور اس کی قوم کی داستان جو سورج کی پوجا کرتے تھے جبکہ لوگ ملکہ کو سجدہ کرتے تھے۔
- ملکہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچتے ہی ایک عالم جن نے آنکھ جھپکنے سے پہلے اس کا تخت یمن میں واقع اس کے محل سے اٹھا کر یہاں پہنچا دیا۔ ملکہ اچانک اپنے وزنی تخت کو دوسرے ملک میں اپنے سامنے دیکھ کر حیران و پریشان ہو رہی تھی کہ اتنی دور یکدم میرا تخت کیسے پہنچ گیا!!
- ملکہ شیشے کے عالی شان اور عجیب و غریب محل کے فرش کے نیچے مچھلیوں کو تیرتے دیکھ کر حیران رہ گئی..... پھر وہ پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر پانی میں داخل ہوئی..... لیکن وہاں تو پانی نام کی کوئی چیز سرے سے نہ تھی..... لیکن اس کے باوجود رنگ برنگی مچھلیاں..... پاؤں کے نیچے اب بھی بدستور ادھر ادھر تیرتی ہوئی چلی پھر رہی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکہ بلقیس

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا:

﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ○ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ○ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ○ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ○ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ○ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ○ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ○ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ○ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ○ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ○ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ○ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ○ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ○ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ○ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ○ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ○ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ○ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ○ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ○ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ○ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ○ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ○ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ○ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ○﴾

(النمل: ۲۷/ ۲۰ تا ۴۴)

''اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے؟ میں اسے سخت سزا دوں گا۔ یا اسے ذبح کر ڈالوں گا ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنا ہو گی۔ کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس نے آ کر کہا: میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ میں سبا کے متعلق یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے اس کو ہر طرح کا سر و سامان بخشا گیا ہے اور اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے خوشنما بنا دیئے ہیں اور انہیں شاہراہ سے روک دیا۔ اس وجہ سے وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے کہ اس اللہ کو سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ جسے تم لوگ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ کہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان نے کہا: ابھی ہم دیکھ لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے۔ پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیسا ردعمل ظاہر کرتے ہیں ملکہ بولی اے اہل دربار میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی جانب سے ہے اور اللہ رحمان و رحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ مضمون یہ ہے کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ خط سنا کر ملکہ نے کہا: اے سرداران قوم! میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دیں۔ میں کسی معاملے کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: ہم طاقت ور اور لڑنے والے لوگ ہیں۔ آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ آپ کو کیا حکم دینا ہے۔ ملکہ نے کہا: بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی طرف ایک ہدیہ بھیجتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ میرے ایلچی کیا جواب لے کر پلٹتے ہیں۔ جب وہ (ملکہ کا سفیر) سلیمان (علیہ السلام) کے ہاں پہنچا۔ تو اس نے کہا: کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ جو کچھ اللہ نے مجھے دے رکھا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو تمہیں دیا ہے تمہارا ہدیہ تمہیں مبارک ہو۔ اے سفیر! واپس جا اپنے بھیجنے والوں کی طرف ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے جن کا مقابلہ وہ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں ایسی ذلت کے ساتھ وہاں سے نکالیں گے کہ وہ خوار ہو کر رہ جائیں گے۔ سلیمان نے کہا: اے اہل دربار! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لاتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ لوگ مطیع ہو کر میرے پاس حاضر ہوں۔ جنوں میں سے ایک قوی ہیکل نے عرض کیا: میں اسے حاضر کر دوں گا۔ قبل اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں۔ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔ جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بولا: میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں۔ جونہی کہ سلیمان نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا وہ پکار اٹھا: یہ میرے رب کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے لئے ہی مفید ہے اور جس نے ناشکری کی تو میرا رب غنی اور کریم ہے۔ سلیمان نے کہا: انجان طریقے سے اس کا تخت اس کے سامنے رکھ دو دیکھیں وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو راہ راست نہیں پاتے۔ ملکہ جب آئی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔''

وہ کہنے لگی: یہ تو گویا وہی ہے۔ ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے اور ہم نے سر اطاعت جھکا دیا تھا۔ اسکو ایمان لانے سے جس چیز نے روک رکھا تھا وہ ان معبودوں کی عبادت تھی۔ جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی۔ اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لئے اس نے اپنے پائنچے اٹھائے۔ سلیمان نے کہا: یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی: اے میرے رب! آج تک میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور قوم سبا کی ملکہ بلقیس کے بارے میں بہت سی من گھڑت کہانیاں بیان کی جاتی ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو قدرت کی طرف سے بہت سے اعزازات حاصل تھے۔ ہوائیں اور جنات ان کے تابع فرمان تھے۔ پرندوں اور جانوروں کی بولیاں وہ جانتے تھے۔ ملکہ بلقیس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی ماں جنات میں سے تھی۔ اس کی والدہ کا نام یلغمۃ بنت شیصبان تھا۔

نهاية الأدب میں مذکور ہے کہ ملکہ بلقیس شرح کی بیٹی تھی اور اس کی والدہ کا نام عمیرۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور یہ جنوں کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ جب بلقیس بڑی ہوگئی تو اس کی والدہ نے اس کے باپ سے کہا کہ یہ جنات کی بستی میں رہنا پسند نہیں کرتی اسے انسانوں کی بستی میں چھوڑ آئیں وہاں کی رہائش اسے پسند ہے۔ اس نے کہا انسانوں کا بادشاہ بڑا بدکردار ہے وہاں رہنا اچھا نہیں ہوگا۔ اس نے کہا: آپ میری طرف سے مطمئن رہیں آپ کو کسی اعتراض کا موقع نہیں دوں گی اس قسم کے قصے کہانیاں اور خرافات بڑی تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں جن کا کوئی سر پاؤں نہیں ہوتا۔ اب ہم سیّدنا سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس کے حوالے سے ایسی داستان بیان کریں گے جو حقائق پر مبنی ہوگی۔ اس میں جھوٹ' فریب' دغا بازی اور فریب کا شائبہ تک نہیں ہوگا۔

بلقیس کون ہے؟

اس کا ایک سلسلہ نسب یہ بیان کیا جاتا ہے:

① بلقمۃ بنت انیشرح بن حارث بن قیس بن صیفی بن سبأ بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

دوسرا سلسلہ نسب یہ بیان کیا جاتا ہے:

② بلقمۃ بنت ھدھاد اس کا نام انیشرح بن تبع ذی الادغار ذی المنار بن تبع الرائیش۔

بعض نے لکھا ہے کہ بلقیس کے والد کا نام سیرح اور اسے عرف عام میں ھدھاد بھی کہتے تھے۔

بعض نے سلسلہ نسب کچھ یوں بیان کیا ہے:

شراحیل بن ذی جدن بن السیرح بن الحرث بن قیس بن صیفی بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

بلقیس کا والد بہت بڑا بادشاہ تھا' اس نے یمن میں شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے جنوں کے خاندان میں ایک جن خاتون سے شادی کی اس کا نام ریحانۃ بنت سکن تھا۔ اس کے ہاں ایک بیٹی نے جنم لیا جس کا نام تلقمۃ رکھا گیا اور یہی بیٹی بلقیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے:

بلقیس بنت ہداد بن شراحیل بن عمرو بن حارث بن الریاش۔

یہ یمن کی ملکہ بنی اس سے پہلے اس کے آباء واجداد بھی یمن کے بادشاہ تھے۔ ملکہ بلقیس جب سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی تو اس کی آمد سے پہلے آپ نے شیشے کا ایک محل تیار کرنے کا حکم دیا جس کا فرش بھی شیشے کا تھا اور اس کے نیچے پانی کا حوض بنایا گیا۔ پانی سے نہریں صاف دکھائی دیتی تھیں۔ بادی النظر میں یوں دکھائی دیتا تھا جیسے یہ فرش نہیں بلکہ پانی کا حوض ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ملکہ بلقیس اندر داخل ہونے لگی تو اس نے اپنے پائنچے اوپر چڑھا لئے۔

البدایہ والنھایہ میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت مذکور ہے کہ بلقیس کے والدین میں سے ایک جنوں کے خاندان میں سے تھا یہ روایت ضعیف ہے۔[1]

تمہید داستان

جب ہم سورہ سباء کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے سیّدنا سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس کی داستان بطور تمہید دکھائی دیتی ہے۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے تذکرے کے ضمن میں ہواؤں کا ان کے تابع فرمان ہونا' جنات کا خدمت گزار ہونا' پرندوں اور جانوروں کی بولیوں کا علم ہونا' پڑھنے والے کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔

سید قطب فی ظلال القرآن میں رقمطراز ہیں کہ اس داستان میں جن' انسان' پرندے سلیمان علیہ السلام ' ملکہ بلقیس' ہد ہد اور ملکہ بلقیس کے حاشیہ نشینوں کا تذکرہ نہایت ہی عمدہ انداز میں کیا گیا ہے جس سے داستان کے مختلف مناظر کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔[2]

---

[1] البدایہ والنھایۃ ۱/ ۲۱۔

[2] فی ظلال القرآن سید قطب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ○ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾

(النمل: ۲۷/ ۲۰۔۲۱)

''اور سلیمانؑ نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے میں اسے سخت سزا دوں گا۔ یا اسے ذبح کر دوں گا ورنہ اسے میرے سامنے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ پیش کرنی ہوگی۔ اس آیت کریمہ میں سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی عسکری ذمے داری کو اجاگر کیا گیا ہے۔ وہ اپنے ماتحت لشکر کا جائزہ لینے کے دوران دیکھتے ہیں کہ ہدہد غیر حاضر ہے تو آپ نے اسی وقت فرمان جاری کر دیا کہ ہدہد دکھائی نہیں دے رہا۔ وہ بلا اجازت غیر حاضر ہے جو عسکری لحاظ سے غیر مناسب حرکت ہے۔ اگر اس نے کوئی معقول وجہ نہ بتائی تو اسے سخت سزا دوں گا ہو سکتا ہے کہ اسے اس جرم کی پاداش میں ذبح کر دیا جائے۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے یہ اعلان کر کے اپنی قائدانہ ذمے داری کا احساس دلایا یہ کوئی تکبر یا نخوت کی بات نہ تھی۔

لشکر کے قائد کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ اپنی ماتحت فوج کے ہر فرد پر کڑی نظر رکھے۔

سبحان اللہ! سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا اتنا بڑا لشکر جو انسانوں' جنوں اور جانوروں پر مشتمل تھا اس میں سے جب ہدہد غیر حاضر ہوا تو انہیں فوری طور پر پتہ چل گیا۔ یہ بات ان کی انتہائی ذمے داری پر دلالت کرتی ہے کہ وہ قابل رشک طور پر ذہین' فطین' حساس اور بیدار مغز ہیں کہ اپنے لشکر جرار کی تمام جزئیات پر ان کی بڑی گہری نظر ہے۔

وہ بڑے ہی جچے تلے انداز میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ﴾ (النمل: ۲۷/ ۲۰)

''کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ساتھ ہی یہ فرمایا:

﴿لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾

(النمل:٢٧/ ٢٠)

''میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنا ہوگی۔''

داستان کا یہ حصہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی ذہانت اور بیدار مغزی پر دلالت کرتا ہے' اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک لشکر کے قائد کی نگاہ کس قدر تیز ہونی چاہیے کہ اس کے زیر قیادت لشکر خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اس میں سے اگر ایک فرد غائب ہو جائے تو اسے اس کا علم ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ ایک ذمے دار قائد پر ضروری ہے کہ وہ اپنے لشکر کا جائزہ لیتا رہے تاکہ کوئی فرد غفلت کا شکار نہ ہو تیسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ ایک ذمے دار نگہبان یہ تاثر دے کہ مجھے اپنی رعیت کے تمام حالات کا خوب اچھی طرح علم ہے۔ سبحان اللہ! آپ ذرا غور کیجئے کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا لشکر جنوں' انسانوں' پرندوں اور جانوروں پر مشتمل ہے۔ افرادی قوت بھی بہت زیادہ ہے۔ لشکر تا حد نگاہ پھیلا ہوا ہے۔ اس میں سے صرف ہدہد دکھائی نہ دیا تو آپ نے فوری طور پر اس کے غیر حاضر ہونے کی نشاندہی کر دی اور اپنے ماتحت لشکر پہ یہ ثابت کر دیا کہ تمام تر حالات میرے سامنے ہیں۔ میں غافل نہیں' اور ساتھ ہی اس بات کی وضاحت بھی کر دی کہ بغیر اجازت کے غیر حاضری ناقابل معافی جرم ہے۔ فوجی نظام میں اس کی سزا بہت سخت ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسے اس جرم کی پاداش اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں۔ اس سزا سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ کوئی معقول عذر پیش کرے۔

تھوڑی دیر بعد ہدہد نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر جو عذر پیش کیا اسے قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے

﴿فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩﴾ (النمل: ۲۷/ ۲۲-۲۶)

’’کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس نے آ کر کہا میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ میں قوم سبا کے متعلق یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے اس کو ہر طرح کا سازو سامان دیا گیا ہے اور اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کی بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے خوشنما بنا دیا ہے اور انہیں شاہراہ سے روک دیا اس وجہ سے وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے کہ وہ اس اللہ کو سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے جسے تم لوگ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ کہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے۔

سربراہ مملکت اور قائد لشکر سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی طرف سے فیصلہ صادر ہونے سے تھوڑی دیر بعد ہدہد واپس پہنچ گیا۔ اسے فیصلے کے بارے میں معلومات ملیں۔

علامہ طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب ہدہد واپس آیا تو اس کے ہمجولی پرندوں نے اسے بتایا کہ اللہ کے رسول سیّدنا سلیمان علیہ السلام بڑے غصے میں تھے اور اسے وہ سب کچھ بتا دیا جو انہوں نے فرمایا تھا۔ اس ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پرندوں کو حکم عدولی کی یہ سزا دی جاتی کہ ان کے پر نوچ لیے جاتے جس سے ان میں پرواز کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی اور وہ زمین پر کیڑے مکوڑوں کی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے یا اسے سزا کے طور پر ذبح کر دیا جاتا اس طرح اس کی نسل ختم ہو جاتی۔ ہدہد نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول نے کچھ گنجائش بھی رکھی ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر ہدہد کوئی معقول عذر پیش کرے تو اسے معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ سن کر ہدہد کو حوصلہ ہوا وہ گردن اٹھا کر اور پر تان کر سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بڑے طمطراق سے کہنے لگا: جناب میں وہ معلومات لے کر آیا ہوں جن کا علم آپ کو بھی نہیں۔ میں قوم سبا کے بارے میں یقینی معلومات لے کر آیا ہوں میں نے دیکھا کہ ایک عورت ان کی حکمران ہے اور اس کے پاس دنیا کی ہر نعمت موجود ہے اور اس کا تخت بھی بڑا عالی شان ہے۔ دوسری بات میں نے یہ دیکھی کہ وہ عورت اور اس کی ساری قوم اللہ تعالیٰ کی بجائے سورج کی پرستش کر رہی ہے۔ شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال بڑے آراستہ کر دیئے ہیں اور انہیں سیدھے راستے سے روک رکھا ہے۔

بادشاہ سلامت! میں تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مردوں پر ایک عورت حکمرانی کر رہی ہے اور اس کے پاس دنیا کی ہر نعمت موجود ہے اور وہ بڑے عالی شان تخت پر براجمان ہے اور وہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے ارتقائی منازل طے کئے ہوئے ہے اور ہر طرح کے وسائل اسے میسر ہیں۔ ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ بلقیس کے ملک میں کئی مقامات پر بڑے عالی شان محلات تھے۔ جہاں وہ بدل بدل کر رہائش پذیر ہوتی۔

زہیر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ ہر محل کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز تھی۔ اور اس میں سونے چاندی اور جواہرات کا بے تحاشا استعمال کیا گیا تھا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ محلات میں سونے' چاندی' یاقوت اور زبرجد کا بے دریغ استعمال کیا گیا تھا۔ اور چھ سو کنیزیں خدمت گزاری کے لئے موجود تھیں۔

ملکہ بلقیس کا تخت محل میں اونچی جگہ ایستادہ تھا نہایت عالیشان' خوبصورت اور مضبوط بنایا گیا تھا۔ چھ سو طاقچے مشرق کی طرف اور اتنے ہی مغرب کی طرف بنائے گئے تھے۔

جب اس پر سورج کی کرنیں پڑتیں تو تخت جگمگانے لگتا۔ ملکہ بلقیس اس پر بیٹھتی تو قوم سجدہ ریز ہو جاتی۔ پھر ملکہ اور قوم مل کر سورج کی پرستش کرتے۔ شیطان نے اس کام پر ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا رکھا تھا۔ حالانکہ انہیں اس اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونا چاہیے تھا جو آسمانوں اور زمینوں کے چھپے ہوئے خزانے نکالتا ہے اور وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جس کو تم چھپاتے یا ظاہرہ کرتے ہو۔ اللہ ہی معبود حقیقی ہے اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ یہ حکیمانہ انداز گفتگو کسی عالم فقیہہ اور فلسفی کا نہیں بلکہ ایک ہدہد نامی پرندے کا ہے جو توحید کے بارے میں بڑی ہی وضاحت سے باتیں کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ توحید ایک ایسا بدیہی نکتہ ہے جس سے کائنات کی ہر چیز آگاہ ہے۔ مخلوقات میں سے صرف انسان ہی ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس کی اکثریت اس آسان سے مسئلے کو سمجھ نہیں پاتی۔ جس کی وجہ سے روئے زمین پر بسنے والے بیشتر انسان اپنے خالق حقیقی کی بجائے دردر کی ٹھوکریں کھاتے دکھائی دیتے ہیں۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کی پرمغز گفتگو سننے کے بعد بڑے محتاط انداز میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہم ابھی اس کا پتہ کرتے ہیں کہ آپ کی باتیں کس قدر صداقت پر مبنی ہیں یا یونہی اپنے بچاؤ کے لئے یہ انداز اپنا رہے ہو۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ذمے دار شخصیت بغیر دلیل کے کوئی اقدام نہ کرے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میرا یہ خط قوم سبا کے پاس لے جاؤ اور وہ لوگ اس پر کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں اسے واپس آ کر مجھے بتاؤ۔

ہدہد خط لے کر گیا اور ملکہ بلقیس کے تخت پر پھینک کر محل کے ایک کونے میں قوم کا ردعمل دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا' اب یہاں داستان کا تیسرا منظر کھل کر سامنے آتا ہے جسے قرآن مجید میں کچھ اس اسلوب سے بیان کیا گیا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ○ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ○ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ○ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَفْعَلُوْنَ ○ وَاِنِّي مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴾

(النمل ۲۷/ ۲۹-۳۵)

"ملکہ بولی: اے اہل دربار! میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے وہ سلیمان کی جانب سے ہے اور اللہ رحمان ورحیم کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ مضمون یہ ہے کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور مسلم (مطیع) ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ خط سنا کر ملکہ نے کہا: اے سرداران قوم! میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو میں کسی معاملے کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: ہم طاقت ور اور لڑنے والے لوگ ہیں آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ آپ کو کیا حکم دینا ہے۔ ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں دیکھیں کہ میرے ایلچی کیا جواب لے کر پلٹتے ہیں۔"

ملکہ بلقیس نے کہا: تاریخ کے تناظر میں اگر ہم حالات کا جائزہ لیں تو بہتر ہوگا کیونکہ جب بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے حالات کو دگرگوں کر کے رکھ دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی یہاں آ کر ایسا ہی کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ میں پہلے سلیمان علیہ السلام کی طرف تحائف بھیج کر دیکھتی ہوں۔ اگر وہ دنیا دار ہوئے تو تحائف کو قبول کر لیں گے لیکن اگر وہ رسول ہوئے تو پھر وہ اپنے عقیدے اور دین کو زیادہ اہمیت دیں گے اور میرے قیمتی تحائف کو قبول نہیں کریں گے۔

اس طرح ہمیں لائحہ عمل مل جائے گا اور اس کی روشنی میں کوئی مناسب اقدام کر سکیں گے۔ میں اپنے ایلچیوں کے ذریعے پہلے ردعمل معلوم کرتی ہوں۔ اگر وہ دنیاوی بادشاہ ہوا تو ہمیں اس کی قدر و قیمت کا پتہ چل جائے گا اور اگر نبی ہوا تو پھر ہمیں اس کی پیروی کرنا ہوگی۔[1]

ملکہ بلقیس نے قیمتی تحائف دے کر اپنے نمائندہ سلیمان علیہ السلام کی طرف بھیجا جب اس

---

[1] نداآت الرحمان لاهل الايمان للشيخ محمد المحدى جلد ۲/ ۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر تحائف پیش کیے تو آپ نے اس کے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ○ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ (النمل: ۲۷/ ۳۶-۳۷)

''جب ملکہ کا سفیر سلیمان کے ہاں پہنچا تو اس نے کہا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ جو کچھ اللہ نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو تمہیں دیا ہے تمہارا ہدیہ تمہی کو مبارک ہو۔ اے سفیر! واپس جا' ان کی طرف ہم ان پر ایسے لشکر لے آئیں گے جن کا مقابلہ وہ نہ کرسکیں گے اور ہم انہیں ایسی ذلت کے ساتھ وہاں سے نکالیں گے کہ وہ خوار ہو کر رہ جائیں گے۔

اس طرح یہ داستان کا چوتھا منظر ہے کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کی طرف سے قیمتی تحائف دیکھ کر شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ آپ نے مومنانہ بصیرت اور پیغمبرانہ فہم و فراست سے یہ بات محسوس کرلی کہ یہ مجھے رشوت دے کر موم کرنے کی گھناؤنی سازش کی گئی ہے۔ یہ تحائف نہیں بلکہ میری خودداری کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

آپ نے گرجدار آواز میں سفیر سے کہہ دیا کہ ان کے تحائف کو واپس لے جاؤ۔ ہم لشکر جرار لے کر تم پر چڑھائی کریں گے اور تمہیں ذلیل و خوار کر کے ملک بدر کردیں گے۔ سفیر تحائف لے کر واپس چلا گیا جب ملکہ بلقیس کو معلوم ہوا کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے تحائف قبول نہیں کیے اور اپنے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے تو وہ یہ سمجھ گئی کہ ان کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے ان کی خدمت میں پہنچنے میں ہی عافیت سمجھی اس نے روانگی سے پہلے سلیمان علیہ السلام کی طرف پیغام بھیج دیا کہ میں اپنے وزراء اور ارباب حل و عقد کو ہمراہ لے کر آرہی ہوں تاکہ یہ معلوم کرسکوں کہ آپ کی دعوت کیا ہے۔ اور آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔[1]

---

[1] تاریخ طبری ۱/ ۲۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلیمان علیہ السلام کو جب ملکہ بلقیس کی آمد کا پتہ چلا تو آپ نے اس کے آنے سے پہلے اس کا تخت اپنے پاس منگوالیا۔

بلقیس کا تخت حاضر کرنے کے لئے جب سلیمان علیہ السلام نے اعلان کیا تو ایک جن نے کہا کہ میں آپ کے سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے وہ تخت یہاں حاضر کر دینے پر قدرت رکھتا ہوں۔

رعایا کے ایک صاحب علم نے کہا کہ میں پلک جھپکنے سے پہلے تخت آپ کی خدمت میں پیش کرسکتا ہوں۔ اس صاحب علم کا نام آصف بن برخیا تھا اور یہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے کوئی ایک تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام تخت اٹھا کر لائے تھے جب سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنے سامنے ملکہ بلقیس کا تخت پڑا ہوا دیکھا تو اس وقت جس ردعمل کا اظہار کیا۔ قرآن مجید اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ﴾

(النمل: ۲۷/ ۴۰)

''جونہی سلیمان علیہ السلام نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا وہ پکار اٹھے یہ میرے رب کا فضل ہے کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا نعمت کی ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے۔ ورنہ کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام تخت بلقیس اپنے سامنے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو گئے اور اس حیرت انگیز منظر کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل و کرم قرار دیا۔

((عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ)) کی تفسیر کے ضمن میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شخص کے پاس تورات کا علم تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص اسم اعظم کا ورد کیا کرتا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ ایک راز کی بات ہے یہ کرامت کا ظہور ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے ذریعے جب چاہے اس کا ظہور اس کی قدرت کاملہ سے ہوتا ہے اس راز کی حقیقت کا علم اسے ہی ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہو۔

نیک بندوں کے ذریعے کرامتیں ظہور پذیر اسی وقت ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہیں تو کرامت کا ظہور نہیں ہوسکتا۔ کرامت کا ظہور پذیر ہونا محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے اور یہ اس کا سربستہ راز ہے جس کا علم اللہ ہی کو ہوتا ہے۔

جو کتاب الٰہی کا صحیح معنوں میں عالم ہو اس کا دل اپنے رب سے ملا ہوتا ہے جس پہ تجلیات الٰہیہ کا ورود ہوتا رہتا ہے۔ ایسا صاحب دل ہی ولایت کے درجے پر فائز ہوتا ہے جس کے ذریعے حسب توفیق کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کرامت یا معجزے کے ظاہر ہونے پر نبی یا ولی اسے خاص اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی نعمت سمجھتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شکر بجالانے سے اللہ تعالیٰ اور زیادہ نعمت سے نوازیں گے کیونکہ شکر ادا کرنے کا فائدہ انسان کی اپنی ذات کو ہوتا ہے اگر کسی نے ناشکری کی روش اختیار کی تو اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے کسی پر نعمتوں کی بارش محض اپنے فضل وکرم سے کرتا ہے۔

﴿قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾

(النمل : ۲۷/ ۴۱)

''سلیمان علیہ السلام نے کہا: اس کے لئے اس کا تخت اجنبی (تبدیلی کردو) بنادو، دیکھیں وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو راہ راست نہیں پاتے۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے یہ حکم صادر فرمایا کہ ملکہ بلقیس کے تخت کا حلیہ بگاڑ دو اس سے ہم اس کی فہم وفراست کا اندازہ لگائیں گے کہ اس کی نظر کس قدر گہری ہے۔ وہ اپنے تخت کو پہچان سکے گی یا دھوکہ کھا جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات و واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے یہ مظاہرہ صرف اس لئے کیا تا کہ ملکہ بلقیس کو یہ تاثر دیا جائے کہ وہ کسی دنیاوی بادشاہ کے سامنے نہیں بلکہ مجھے غیبی تائید حاصل ہے' آمد سے پہلے تخت بلقیس کا سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچ جانا تخت کی شکل وصورت میں تبدیلی' شیشے کے محل کی تعمیر' سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں کہ اس نوعیت کے مظاہر کسی انسانی کاوش سے ممکن نہیں۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ہی بروئے کار آ سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے پہنچتے ہی سب سے پہلے اس کی توجہ اس طرف دلائی کہ ذرا دیکھئے کہ تیرا تخت اسی قسم کا ہے۔ اس نے کہا: مجھے بعینہٖ وہی معلوم ہوتا ہے میں تو آپ کے پاس آنے سے پہلے ہی حقیقت حال سے آگاہ ہو چکی تھی۔ اسلام کی حقانیت کو دل نے تسلیم کر لیا تھا۔ غیر اللہ کی عبادت تو قومی دباؤ کی وجہ سے تھی۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے کہا: ذرا اس محل میں تشریف لے جائیں وہ محل میں داخل ہونے لگی تو یوں محسوس ہوا کہ پانی کا حوض ہے اس لئے بھیگنے کے اندیشے کی وجہ سے اس نے اپنے پائنچے چڑھا لئے۔ آپ نے فرمایا: یہ پانی نہیں بلکہ شیشے کا فرش ہے۔ اس نے یہ منظر دیکھتے ہی اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

اس منظر کو قرآن مجید میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَافِرِينَ ○ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَن سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (النمل: ۲۷/ ۴۲-۴۴)

''ملکہ جب حاضر ہوئی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے کہنے لگی: یہ تو گویا وہی ہے ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے اور ہم نے سر اطاعت جھکا دیا تھا۔ اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان لانے سے جس چیز نے روک رکھا تھا وہ ان معبودوں کی عبادت تھی جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی۔ اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لئے اس نے پائنچے اٹھا لئے' سلیمان نے کہا: یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی: اے میرے رب! آج تک میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی ہے۔''

سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کی آمد پر اسے خوش آمدید نہیں کہا اور نہ ہی کسی اور موضوع پر بات کی۔ صرف تخت کی طرف اشارہ کر کے اتنا پوچھا کہ کیا یہ تیرا ہی تخت ہے؟ وہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی کہ یہ میرا تخت یمن سے بیت المقدس میں اتنی جلدی کیسے پہنچا' محل کے پہرے دار کہاں سوئے ہوئے تھے' یہ کون لے کر آیا؟ تخت میں کچھ تبدیلیاں تو کی گئی ہیں لیکن ہے تو میرا ہی تخت۔

اس نے بڑے دانشمندانہ انداز میں سیّدنا سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ مجھے تو ہو بہو وہی معلوم ہوتا ہے اس کے چہرے پر تعجب کے آثار نمایاں طور پر دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہنے لگی: میں نے تو آپ کی رسالت کو اسی وقت تسلیم کر لیا تھا جب آپ کا خط مجھے ملا تھا۔ غیر اللہ کی عبادت اس لئے جاری رہی کہ میرا تعلق ہی ایک کافر قوم سے تھا۔ یہ محض قومی دباؤ کی وجہ سے تھا۔

سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو حیران و مضطرب دیکھ کر اچانک دوسرا رخ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اس محل کے اندر داخل ہو وہ محل خاص طور پر شیشے کا بنایا گیا تھا اس کے فرش میں چکنا شیشہ استعمال کیا گیا اور فرش کے نیچے پانی کی نہریں اور سمندری حیات کا منظر پیش کیا گیا تھا۔ یوں دکھائی دیتا تھا کہ حوض میں خوفناک سمندری جانور تیر رہے ہیں اور پانی کی لہریں ابھر رہی ہیں ملکہ بلقیس محل میں داخل ہونے لگی تو اس نے اپنے پائنچے اٹھا لئے۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا گھبرایئے نہیں یہ پانی کا حوض نہیں بلکہ شیشے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرش ہے' یہ اصل جانور نہیں بلکہ یہ معماروں کی مہارت کا شاہکار ہے یہ منظر دیکھ کر تو ملکہ بلقیس پکار اٹھی اور اس کی زبان سے یہ نکلا:

﴿ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾

(النمل: ۲۷/ ۴۴)

''اے میرے پروردگار!...... میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔''

باقی جو اس ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ بلقیس نے جب پائنچے اٹھائے تو اس کی پنڈلیوں پر بال دکھائی دیتے تھے' جنہیں صاف کرنے کے لئے خاص قسم کا پوڈر مہیا کیا گیا' یا ملکہ بلقیس کا تعلق جنات کے خاندان سے تھا...... یہ سب باتیں اسرائیلیات سے ہیں' ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اس قسم کی خرافات کا پیغمبر کی ذات اقدس کے ساتھ تذکرہ کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

غرضیکہ تخت بلقیس کو منگوانا' شیشے کا عالی شان عجیب وغریب محل تعمیر کروانا محض اس غرض سے تھا کہ ملکہ بلقیس کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ اتنی جلدی اس نوعیت کے کام کسی انسان کے بس کی بات نہیں' یہ اسی وقت ممکن ہوتے ہیں جب اللہ سبحان وتعالیٰ کی تائید حاصل ہو' یہی وجہ ہے کہ یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر ملکہ بلقیس نے اللہ رب العالمین پر ایمان لانے کا برملا اعلان کر دیا۔

ملکہ بلقیس کا ایمان قبول کرنا اللہ رب العالمین کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے مترادف ہے۔ اسے سلیمان علیہ السلام کے آگے پسپا ہونا نہیں کہا جائے گا۔ ایمانی لحاظ سے یہ مساوات کا مظہر ہے اس لئے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام بھی اللہ رب العالمین کے فرمانبردار ہیں۔

اس داستان کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیا تھا اور آپ مہینے میں تین دن یمن میں گزارا کرتے تھے۔ اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام ملکہ بلقیس کی شادی ہمدان کے بادشاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کر دی تھی اس سے خود شادی نہیں کی۔ داستان کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ بلقیس کی وفات سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہوئی اور اس کی قبر کو مخفی رکھا گیا۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام سرزمین شام میں تھے۔

فاتح جرنیل موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ولید رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں تدمر شہر گیا۔ میرے ساتھ عباس بن ولید بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ بھی تھا۔

موسلا دھار بارش ہونے لگی جس سے شہر کی دیوار گر گئی اور نیچے سے تابوت برآمد ہوئے جو قیمتی پتھر کا بنا ہوا تھا اور اس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ نیک دل ملکہ بلقیس کی قبر ہے۔ اور تاریخ وفات کے حوالے سے سوموار ماہ ربیع الاول لکھا ہوا تھا۔ موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب تابوت کو اٹھایا گیا تو وہ بالکل تروتازہ لگ رہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ آج رات ہی دفن کیا گیا ہے۔ ہم نے خط کے ذریعے ولید بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع دی تو اس نے یہ حکم دیا کہ تابوت کو وہیں دفن کر دیا جائے جہاں سے اسے اٹھایا گیا ہے۔

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر کی دھوکے باز ملکہ

حسن وخوبصورتی کی دولت سے مالا مال ملکہ نے سولہ سنگار کر کے اور خوب بن سنور کر ... اللہ کے خاص بندے یوسف علیہ السلام کو اپنے خاص کمرے میں بلا لیا ... اور پھر محل کے تمام دروازے بند کروا دیے..... اللہ کا عاجز بندہ نظریں جھکائے بطور خادم کھڑا تھا..... اچانک ملکہ نے پکارا: یوسف! میری طرف پیار سے دیکھو اور پھر ساتھ ہی بدکاری کی دعوت دے دی..... اللہ کے عظیم بندے کو یہ سنتے ہی جیسے جسم میں سنسنی اور خوف کی لہر دوڑ گئی..... وہ باآواز بلند پکار اٹھا: اے زمین و آسمان کے مالک!..... مجھے اس فاحشہ کے شر سے بچانا..... اور پھر دروازے کی طرف سرپٹ دوڑ پڑا..... یوسف رکو تو..... یوسف رکو تو..... کہتی ہوئی ملکہ پیچھے بھاگ رہی ہے..... وہ بھاگتے بھاگتے دھمکیاں بھی دیتی چلی جا رہی ہے..... کہ اگر تم نہ رکے اور میری مراد پوری نہ کی..... تو پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر کراتی ہوں..... لیکن یہ بندہ اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوا بھاگتا ہی چلا جا رہا ہے..... منصوبے کے تحت محل کے مقفل کیے گئے دروازوں کے تالے ان تک پہنچنے سے پہلے ہی ساتھ ساتھ خود بخود کھلتے چلے جا رہے ہیں..... آخر پوری قوت سے بھاگ کر ملکہ نے یوسف کا قمیص پیچھے سے پکڑ ہی لیا..... تاکہ اسے روک سکے اور قابو کر کے..... اپنا گناہ کا مقصد پورا کر سکے..... لیکن یوسف قمیص چھڑاتے ہوئے مزید تیزی سے بھاگا..... قمیص پیچھے سے پھٹ گئی..... لیکن ملکہ پیچھے بھاگتی رہی..... یوسف جان بچا کر بھاگتا رہا..... آخری دروازہ کا بھی خود بخود تالا ٹوٹا اور وہ کھل گیا..... یوسف محل سے باہر آیا تو دیکھا اس ملکہ کا خاوند اور بادشاہ..... مسلح فوجی دستوں کے ہمراہ..... غصے سے دہکتی آنکھوں کے ساتھ..... پہلے سے ہی باہر منتظر کھڑا ہے.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز مصر کی بیوی (زلیخا)

﴿وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۝ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ۝ وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝ قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ۝ وَ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ۝ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَ اسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕیْنَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۲۳۔۲۹)

''جس عورت کے گھر میں وہ تھا وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی اور ایک روز دروازے بند کر کے بولی۔ آ جا' یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ' میرے رب نے تو مجھے اچھی منزلت بخشی اور میں یہ کام کروں' ایسے ظالم کبھی فلاح نہیں پایا کرتے۔ وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتا۔ ایسا ہوا تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو دور کر دیں۔ درحقیقت وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔ آخر کار یوسف اور وہ آگے پیچھے دروازے کی طرف بھاگے اور اس نے پیچھے سے یوسف کا قمیض کھینچ کر پھاڑ دیا۔ دروازے پر دونوں نے اس کے شوہر کو موجود پایا' اسے دیکھتے ہی عورت کہنے لگی: کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟ اس کے سوا اور کیا سزا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے۔ یوسف نے کہا: یہی مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس عورت کے اپنے کنبے والوں میں سے ایک شخص نے قرینے کی شہادت پیش کی کہ اگر یوسف کا قمیص آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا اور اگر اس کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچا۔ جب شوہر نے دیکھا کہ یوسف کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہے تو اس نے کہا: یہ تم عورتوں کی چالاکیاں ہیں' واقعی بڑے غضب کی ہوتی ہیں تمہاری چالیں۔ یوسف اس معاملے سے درگزر کر' اور اے عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ تو ہی اصل میں خطا کار تھی۔

بے راہ رو خراب معاشرہ

ان آیات کریمہ میں ایک خوفناک آزمائش کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ اس منظر میں جاہ و جلال اور شان و شوکت والے عزیز مصر کی بیوی ایک ایسے نوجوان پر ڈورے ڈالتی ہوئی دکھائی دیتی ہے جو شاہی محل میں خدمت گزاری کے لئے مامور ہے۔ کہاں مصر کی ملکہ اور کہاں محل کا خادم! یہ ایک ایسا حیرت انگیز منظر ہے کہ عقل اور قلب سلیم ماننے کے لئے تیار نہیں لیکن جس معاشرے میں ملکہ مصر پروان چڑھی اس میں اس قسم کے واقعات کا ظہور پذیر ہونا کوئی بعید از قیاس بھی نہیں' اس عورت کا نام زلیخا بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا لقب تھا اس کا اصل نام راعیل بنت رعاییل تھا۔ اس کے علاوہ کچھ اور نام بھی بیان کئے جاتے ہیں[1]

سیدنا عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں عزیز مصر جس نے یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا اس کا نام قطفیر تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام اطفیر بن روحیب تھا۔ یہ معاشرہ شیطان کی کارستانیوں اور ریشہ دوانیوں کا شکار تھا۔ معاشرہ بے حیائی' بدکرداری اور بے راہ روی کا شکار تھا۔ بعینہ معاشرے کی صورت ایسی تھی جو آج کل ٹیلی ویژن اور کیبل کے ذریعے لوگوں کو دکھائی جاتی ہے۔ لوگ مادر پدر آزاد تھے اور وہ زندگی کے ہر لمحے سے لطف اندوز ہونے کو ترجیح دیتے تھے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کو عجیب و غریب تجربے اور آزمائش سے گزرنا پڑا۔

---

[1] البدایۃ والنہایہ :۱/ ۲۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زلیخا تیس چالیس کے پیٹے میں تھی، جمال اور شباب کی فراوانی تھی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کا عنفوان شباب کا دور تھا۔ محل کی اندرونی فضا بھی نشاط انگیز تھی۔ محل میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی حیثیت ایک خادم کی تھی، ملکہ زلیخا کا راج تھا۔ حسن و جمال اور خوشحالی و فراوانی کی بہاریں ہر طرف سے پھوٹ رہی تھیں۔ پورے ملک کے معاشرتی حالات اخلاقی پستی کا منظر پیش کر رہے تھے۔ عزیز مصر کو اپنے ملک کے باشندوں کی اخلاقی پستی کا بخوبی علم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سامنے نئی صورت حال پیش آئی تو اس نے سیدنا یوسف علیہ السلام سے واضح الفاظ میں کہا: آپ درگزر کریں۔ اپنی بیوی سے کہا: یہ تیری غلطی ہے، تجھے اپنے گناہ پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے استغفار کا رویہ اختیار کرنا چاہیے:

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ﴾

(یوسف: ۱۲/ ۲۹)

”اے یوسف! اس معاملے سے درگزر کر، اور اے عورت! تو اپنے قصور کی معافی مانگ تو ہی اصل میں خطا کار تھی“۔

جب یہ بات محل سے نکل کر معاشرے میں پہنچی تو زنان مصر طرح طرح کی باتیں کرنے لگیں۔ یہ دیکھ کر زلیخا نے کثیر تعداد میں عورتوں کو اپنے محل میں کھانے پر مدعو کیا۔ اور ان کے سامنے چھری کانٹے رکھ دیئے گئے۔ عین اس وقت جب عورتیں چھریوں سے پھل کاٹ رہی تھیں زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو اندر بلایا۔ عورتوں کی جب ان پر نظر پڑی تو محو حیرت ہو گئیں۔ چھریاں پھلوں کی بجائے ہاتھوں پر چل گئیں اور سب عورتیں ان کا حسن و جمال اور چہرے کی معصومیت کو دیکھ کر بیک زبان ہو کر کہنے لگیں: یہ تو کوئی فرشتہ دکھائی دیتا ہے۔ اتنا حسین اتنا خوبصورت کہ کیا کہنے! زلیخا نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کہا: یہی وہ نوجوان ہے جس پر میں نے ڈورے ڈالے تھے لیکن یہ میرے داؤ پیچ سے بچ نکلا، اگر اس نے میرا مطالبہ پورا نہ کیا تو اسے جیل جانا پڑے گا اور اسے وہاں ذلت آمیز صورت حال سے دوچار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا پڑے گا۔

زلیخا کے جذبات کو قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَ لَىِٕنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۳۲)

''بے شک میں نے اسے ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہ بچ نکلا اگر یہ میرا کہنا نہ مانے گا تو قید کیا جائے گا اور بہت ذلیل وخوار ہوگا۔''

مصر کے معاشرتی حالات اخلاقی پستی کا مظہر تھے۔ بے راہ روی کا چلن عام تھا۔ اخلاقی قدریں پامال ہو چکی تھیں۔ محل کا اندرونی ماحول نشاط انگیز تھا۔ ملکہ مصر حسن و جمال کی پیکر تھی۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام کا عنفوان شباب تھا۔ دونوں ایک چھت کے نیچے زندگی بسر کر رہے تھے۔ عورت با اختیار حیثیت میں طبعی میلان کا برملا اظہار کر رہی ہے۔ لیکن سیّدنا یوسف علیہ السلام ان حالات میں عفت وعصمت کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ بہت بڑی آزمائش کا ایک طویل دورانیہ تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنی عصمت پر کوئی دھبہ نہیں لگنے دیا حالانکہ سیّدنا یوسف علیہ السلام اس عورت کے ماتحت تھے۔ اس عورت کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی کیونکہ اس کا خاوند مردانہ صلاحیت سے محروم تھا۔

اس داستان کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب عزیز مصر نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو بازار سے خریدا اور اسے محل میں لایا تو اپنی بیوی سے کہا: اس کا اچھی طرح خیال رکھنا ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے مفید ہو یا اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں۔ قرآن مجید میں اس بات کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا﴾ (یوسف: ۱۲/ ۲۱)

''اس کو اچھی طرح رکھنا' ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔''

سیّدنا یوسف علیہ السلام زلیخا کے لے پالک بیٹے کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ وہ اس بے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیائی کے کام کی طرف کس طرح مائل ہو سکتے تھے۔

دراصل وجہ یہ تھی کہ مصری معاشرہ بے راہ روی کا شکار تھا۔ مال و دولت اور جاہ و حشمت کو رغبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسی لئے زلیخا نے نوعمر اور حسین و جمیل ہونے کے باوجود ایک بوڑھے کھوسٹ سے شادی کرنا منظور کر لی جو مصر کا حکمران تھا حالانکہ وہ نامرد بھی تھا۔ یہ شادی صرف مال و دولت اور شان و شوکت کو پیش نظر رکھ کر کی گئی۔ مال اور منصب جب کسی کا مطمع نظر بن جائیں تو پھر اس کی عقل پر دبیز پردے پڑ جاتے ہیں۔ اسے اپنے بہتر انجام کی پرواہ نہیں ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ زلیخا ہر قسم کی اخلاقی حدود پامال کرنے پر اتر آئی اور محل کے اندر یہ واقعہ رونما ہوا۔

زلیخا نے کہا مجھ میں چار خوبیاں پائی جاتی ہیں:

1. آپ اپنے دور کے سب سے زیادہ خوبصورت مرد ہیں۔
2. میں اپنے دور کی سب سے زیادہ خوبصورت خاتون ہوں۔
3. میں ابھی تک باکرہ ہوں۔
4. میرا خاوند نامرد ہے۔[1]

تاریخ طبری میں محمد بن اسحاق کے حوالے سے مروی ہے کہ زلیخا نے سیّدنا یوسف علیہ السلام سے کہا: جان من! آپ مجھے ملامت نہ کریں۔ میں اس وقت پورے ملک بلکہ ساری دنیا میں سب سے بڑھ کر حسین و جمیل ہوں۔ میرے خاوند میں خلوت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ادھر اللہ نے آپ کو حسن و جمال کا پیکر بنایا ہے۔ جس کی وجہ سے میرا دل بہک گیا۔ میں شادی کے باوجود ابھی تک کنواری ہوں۔[2]

غرضیکہ عزیز مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف ورغلاتے ہوئے دعوت دی۔ قرآن مجید میں اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

---

[1] طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۲/ ۱۹۳۔

[2] تاریخ طبری ۱/ ۲۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ﴾

(یوسف : ۱۲/ ۲۲۔۲۳)

''اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اس طرح ہم نیک لوگوں کو جزا دیتے ہیں' جس عورت کے گھر میں وہ تھا وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی۔ اور ایک روز دروازے بند کر کے:''بولی آ جا۔''

علامہ طبری لکھتے ہیں کہ جب سیّدنا یوسف علیہ السلام محل میں رہتے ہوئے کڑیل جوان ہو گئے تو زلیخا نے اسے ورغلانا شروع کر دیا۔ اس سے ہیجان انگیز گفتگو کی۔ اشاروں کنائیوں سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی از حد کوشش کی' ورغلانے کا ہر حربہ استعمال کیا۔ زلیخا انتہا درجے کی حسین و جمیل خاتون تھی بلکہ اس کو مصر کی ملکہ حسن کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام بھی حسن و جمال اور شباب کے پیکر تھے۔ اشاروں کنایوں اور باتوں سے بات نہ بنی تو وہ دست درازی پر اتر آئی' محل کے دروازے بند کر دیئے۔ واشگاف الفاظ میں دعوت دی لیکن سیّدنا یوسف علیہ السلام نے خوف زدہ ہوتے ہوئے دوڑ لگا دی۔ زلیخا نے بھی دوڑ کر پیچھے سے قمیص کو پکڑ کر کھینچا' جس سے قمیص پھٹ گئی۔ اگرچہ حسین و جمیل عورت جواں مرد کو فتنے میں مبتلا کرنے میں سریع الحرکت ثابت ہوتی ہے لیکن جس پر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہو وہ عورت کے پھیلائے ہوئے جال میں آنے سے بال بال بچ جاتا ہے' کسی کا بھی فتنہ انگیز حسن و جمال اس کے تقویٰ شعار دل پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ جب زلیخا نے شاہی محل کے نشاط انگیز ماحول میں ھیت لك کہا تو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے مَعَاذَ اللّٰهِ کے الفاظ کی ڈھال سے اس خطرناک وار کو روکا۔ جب زبانی دعوت سے کام بنتا دکھائی نہ دیا تو محل کے دروازے بند کر لئے' یہ اس کا آخری حربہ تھا' اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو ہر قسم کی آلودگی سے محفوظ رکھا۔

حافظ ابن کثیر عزیز مصر کی بیوی کے ورغلانے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ عزیز مصر کی بیوی کے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ تھے۔اس نے فاخرانہ لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ خود وہ پری پیکر تھی۔ مال و دولت کی فراوانی تھی۔شاہی اختیارات حاصل تھے۔ اس نے محل کے دروازے بند کر لئے۔ ہیجان انگیزی کے تمام طریقے اس نے استعمال کئے۔لیکن سیّدنا یوسف علیہ السلام کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف غالب تھا۔[1]

علامہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدنا یوسف علیہ السلام کی عمر تینتیس سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے منصب نبوت پر فائز کر دیا اور علم وحکمت سے نوازا۔ بھر پور جوانی تھی حسن و جمال کی فراوانی تھی۔عزیز مصر کی بیوی رعیل نے جسے عرف عام میں زلیخا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔محل کے دروازے بند کر کے دعوت گناہ دی تو انہوں نے کہا اللہ کی پناہ آپ کے خاوند نے مجھے رہنے کیلئے عمدہ گھر دیا اور میں امانت میں خیانت کروں یہ تو بہت بڑا ظلم ہے ظالم تو کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ میری توبہ میں تو اس کام کے بارے میں سوچنا بھی حرام سمجھتا ہوں۔

زلیخا نے پیار بھرے انداز میں کہا: یوسف آپ کے بال بڑے حسین ہیں، آپ کی آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں، آپ کے نین نقشے کے کیا کہنے! آپ کی یہ جوانی! آپ کا یہ حسن و جمال، میں قربان جاؤں۔ میں صدقے میں واری ۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اس کی وارفتگی کا انداز دیکھ کر کہا:

> ”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، میرے رب (بادشاہ) نے رہنے کے لئے عمدہ جگہ دے کر مجھ پر احسان کیا، میں اسے خیانت سمجھتا ہوں اور خیانت ایک ظلم ہے اور ظالم کو کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔“

قرآن مجید میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کے اس مومنانہ جواب کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (یوسف : ۱۲/ ۲۳)

---

[1] البدایۃ والنہایہ ۱/ ۲۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ میرے رب نے تو مجھے اچھی منزلت بخشی ایسے ظالم لوگ کبھی فلاح نہیں پاتے۔''[1]

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو ترکی بہ ترکی بانگ دہل جواب دیا' وہ بھلا ایسا دوٹوک جواب کیوں نہ دیتے؟ وہ خود بھی نبی تھے اور نبی کے بیٹے تھے' ان کو ایسا ہی منہ توڑ جواب دینا چاہیے تھا۔ یوسف علیہ السلام کی طرف سے یہ جواب کوئی اچنبے کی بات نہیں اس قسم کے نیک جذبات ہر صالح' صادق متقی' مومن کے ہوتے ہیں۔

﴿وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۲۴)

''وہ اس کی طرف بڑھی اور یوسف بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برھان نہ دیکھ لیتا۔''

﴿هَمَّ بِهَا﴾ کی مختلف تعبیرات بیان کی گئی ہیں۔

علامہ طبری بیان کرتے ہیں کہ جب زلیخا نے محل کے دروازے بند کر کے یوسف علیہ السلام کو دعوت دی تو ان کی آنکھوں کے سامنے سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی تصویر آ گئی اور انہوں نے محتاط رہنے کا اشارہ کیا۔ آپ یہ منظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ آپ نے محل کے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ زلیخا نے پیچھے سے دوڑ کر زور سے قمیص کھینچی جس سے وہ پھٹ گئی۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ کے حوالے سے مروی ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام برھان الٰہی دیکھ کر محتاط ہو گئے۔ علامہ قرطبی (هَمَّ بِهَا) کی تفسیر کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ زلیخا کا ارادہ اور قصد معصیت پر مبنی تھا۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام چونکہ نبی تھے اور انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ یہاں تقدیم تأخیر کا اسلوب مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ برھان الٰہی نہ دیکھ لیتے تو شاید ارادہ کر لیتے' اسی طرف اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد میں اشارہ ملتا ہے:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۲۴)

---

[1] تاریخ طبری ۱/ ۳۰۴۔ الکامل ۱/ ۱۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایسا ہوا تا کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو دور کر دیں۔''

ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں ابو عبیدۃ سے قرآن مجید کے مشکل مقامات پڑھا کرتا تھا جب میں ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا﴾ آیت پر پہنچا تو ابو عبیدہ فرمانے لگے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زلیخا نے ارادہ کرلیا اور یوسف علیہ السلام اگر اللہ کی برہان نہ دیکھ لیتے تو ارادہ کر لیتے۔

﴿هَمَّ بِهَا﴾ کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو بزور بازو الگ کر دیا اور اپنا پوری قوت سے دفاع کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ﴿لولا ان رأى برهان ربه﴾ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ عین موقع پر غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف! دیکھنا تم ایک نبی کے بیٹے ہو تیری خاندانی عفت وعصمت اور وجاہت کا تقاضا ہے کہ احتیاط کا دامن تھامے رکھنا۔ اس قسم کے معاصی کا ارتکاب کرنے والوں کی مثال اس پرندے کی سی ہو جاتی ہے جس کے پر جھڑ جائیں اور وہ پرواز کے قابل نہ رہے۔ بعض نے اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو اپنے والد محترم سیدنا یعقوب علیہ السلام دکھائی دیئے کہ وہ حیران و پریشان ہیں اور انہوں نے اپنے ہاتھ کی انگلی اپنے دانتوں میں دبا رکھی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ محل کے اندر یہ آواز گونجی محتاط رہنا ورنہ اس پرندے کی طرح ہو جاؤ گے جس کے پر کٹ جائیں اور وہ پرواز کے قابل نہ رہے۔

سید قطب اپنی مشہور و معروف تفسیر فی ظلال القرآن میں ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا﴾ کی تفسیر کے ضمن میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں بہت سے قدیم د جدید مفسرین نے اس آیت کی وضاحت میں رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے جس کا تعلق اسرائیلیات سے ہے۔ اس قسم کی باتوں کو نہ عقل سلیم مانتی ہے اور نہ ہی ایمانی غیرت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ بات تو صرف اتنی سی ہے کہ زلیخا نے بالفعل ارادہ کرلیا تھا۔ اور یوسف علیہ السلام کے ارادے کا تعلق صرف خیال و احساس سے تھا۔ کیونکہ پیغمبر معصوم ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میسر ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ رشید رضا اپنی کتاب تفسیر المنار میں ایک نئے زاویے سے اس آیت کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ھَمَّتْ بِہٖ سے مراد یہ ہے کہ زلیخا نے جب اپنی توہین دیکھی تو اس کا بدلہ لینے کا ارادہ کرلیا کیونکہ وہ ملکہ تھی وَھَمَّ بِھَا کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے پوری قوت سے اپنا دفاع کیا۔ حفاظتی نقطہ نگاہ کے طور پر دوڑ لگا دی۔ زلیخا نے قابو پانے کے لئے پیچھے سے قمیص پکڑ کر کھینچ لی جس سے قمیص پھٹ گئی لیکن وہ اس کے چنگل سے نکل گئے۔ پس اتنی سی بات تھی اور اس واقع کو یونہی زیب داستان کے طور پر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام کا یہ اعزاز کہ وہ نبوت اور علم وحکمت ملنے سے پہلے اور بعد ایک طویل عرصہ شاہی محل میں رہے اور اسی ماحول میں پل کر جوان ہوئے لیکن انہوں نے ہر دور میں پاکدامنی کو اپنے لئے زینت بنائے رکھا۔ حالانکہ شاہی محل کے اندرونی ماحول میں قدم قدم پر لڑکھڑانے کے اسباب پورے جوبن پر دکھائی دیتے تھے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے جس پاکیزہ کردار کا مظاہرہ کیا اور جس والہانہ انداز میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر دلجمعی سے عمل پیرا ہوئے اس سے ان کی نیک نیتی خدا خوفی اور دل کی پاکیزگی کا پتہ چلتا ہے۔ آندھیوں میں اپنا چراغ جلائے رکھنا بھی اللہ والوں کا طرز عمل ہوا کرتا ہے ورنہ ایسے ہیجان انگیز ماحول میں ڈگمگا جانے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ شیطان ایسے حالات میں انسان کو شکار کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے لیکن اللہ والوں پر اس کا داؤ نہیں چلتا۔ پاکیزہ دل لوگ شیطان کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے برہان الٰہی دیکھتے ہی محتاط رویہ اختیار کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مضبوطی سے تھام لیا اور بے راہ روی اختیار کرنے سے صاف انکار کردیا[1]

میرے نزدیک سب سے بہترین تفسیر جو دل کو لگی اور جسے عقل تسلیم کرتی ہے وہ ابن ابی حاتم کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبیدہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: زلیخا نے معصیت کا ارادہ کرلیا تھا اگر یوسف علیہ السلام اللہ کی برہان نہ دیکھ لیتے تو وہ

---

[1] فی ظلال القرآن سید قطب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادہ کر لیتے ۔ لیکن برہان الٰہی اس کے ارادہ میں حائل ہوگئی ۔ اور جس نے ھَمَّ کا معنی پکڑ دھکڑ کیا ہے وہ بھی قرین قیاس ہی لگتا ہے کیونکہ جب معاشرتی حالات بگڑتے ہیں تو جگہ جگہ اس نوعیت کے مناظر سامنے آنے لگتے ہیں ۔ زلیخا نے جس معاشرے میں پرورش پائی اور جو اسے اختیارات حاصل تھے جسے اپنے حسن اور مقام و مرتبے پر ناز تھا اس کی طرف سے دست درازی کا مظاہرہ کوئی بعید از قیاس نہیں ہے ۔ کیونکہ اپنے خادم کی طرف سے سرد مہری کا اظہار اس کے لئے بہت بڑا چیلنج تھا ۔ اس کے جذبات میں اشتعال اس لئے بھی پیدا ہوا کہ میرے خادم کو میری منشاء پوری کرنے سے انکار کی جرأت کیسے ہوئی؟

میں مصر کی ملکہ' حسن کی دیوی' میں دربار کے حاشیہ برداروں کو اپنی انگلیوں پر نچانے والی' اپنے ہی خادم کے سامنے بے بس ہو چکی ہوں ۔ میرا یہ کروفر' یہ حسن و جمال اور یہ مال و دولت کس کام کا؟ ۔

اسی طرح ﴿هَمَّ بِهَا﴾ کے ضمن میں یہ تفسیر بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے ارادہ کا تعلق صرف احساس کے ساتھ ہے' انہوں نے بالفعل معصیت کا اراد نہیں کیا تھا ۔

بخاری اور مسلم میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کر لیتا ہے تو میں فرشتوں کو حکم دیتا ہوں کہ اس کی ایک نیکی لکھ لو اور جب وہ نیکی کا کام سرانجام دے دیتا ہے تو میں حکم دیتا ہوں کہ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں درج کر دو اور اگر کوئی برائی کا ارادہ کر لے لیکن برائی نہ کرے تو میں فرشتوں کو حکم دیتا ہوں کہ اس پر اس کی ایک نیکی لکھ لیجئے اور اگر وہ برائی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو صرف اس کی ایک برائی لکھی جاتی ہے ۔[1]

حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ داستان یوسف میں اہل کتاب نے بہت کچھ رطب و یابس شامل کر دیا ہے جس کو عقل سلیم ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی وہ

---

[1] بخاری: ۷۵۰۱۔ مسلم: ۱۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقیات کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ ان کے حوالے سے اخلاقی گراوٹ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ وہ پاکیزہ دل' پاکیزہ ذہن اور پاکیزہ کردار تھے' ان کا ظاہر بھی پاک تھا اور باطن بھی پاک تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر طرح سے حفاظت کی:

﴿لَوْ لَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾ کی تفسیر کے ضمن میں بعض نے کہا ہے کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو محل کی دیوار پر یہ آیت لکھی ہوئی دکھائی دی۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل : ۱۷/ ۳۲)

''اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی کا اور برا راستہ ہے۔''

اور یہی اس کے رب کی طرف سے برہان تھی۔ جسے دیکھتے ہی محل کے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی اور زلیخا بھی قابو کرنے کے لئے پیچھے دوڑی اس کے ہاتھ میں یوسف علیہ السلام کی قمیص آئی جسے زور سے جھٹکا دیا اور قمیص پھٹ گئی۔ اس کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ زلیخا اس وقت ایک ہزیانی صورت حال کا شکار تھی۔ اس کے جذبات میں ایک طوفان بپا تھا۔ وہ ہر صورت اپنے دلی ارمان پورے کرنے پر اتری ہوئی تھی۔ لیکن سیّدنا یوسف علیہ السلام اس کے دام فریب سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے اگرچہ ان کی قمیص پھٹ گئی لیکن انہوں نے اپنی عصمت پر کوئی دھبہ نہیں لگنے دیا۔

جب یوسف اور زلیخا آگے پیچھے دوڑتے ہوئے محل کے دروازے تک پہنچے تو دروازہ یکدم کھل گیا وہاں عزیز مصر اور اس کے چچا کا بیٹا کھڑے تھے انہیں سامنے دیکھتے ہی زلیخا مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگی: اے عزیز مصر! جو تیرے گھر والوں سے برائی کا ارادہ کرے اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ پھر خود ہی کہنے لگی: اسے تو جیل میں ڈال دینا چاہیے یا پھر دردناک سزا دینی چاہیے۔

زلیخا کے مکالمے کو قرآن مجید میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

(یوسف : ۱۲/ ۲۵)

''جس نے تیرے گھر والوں سے برائی کا ارادہ کیا اس کی کیا سزا ہونی چاہیے مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکہ اسے قید کر دیا جائے یا اسے دردناک سزا دی جائے۔“

زلیخا نے جب دیکھا کہ اس کا خاوند دروازے پر کھڑا ہے تو اس نے کہا یہ جس کو تو نے میری خدمت پر مامور کیا تھا اس نے مجھے ورغلایا‘ میں نے بڑی مشکل سے اپنا دفاع کیا۔ میں نے انکار کرتے ہوئے اس کی قمیص پھاڑ دی۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا الزام سن کر کہا: جناب عالی! آپ کی اس چہیتی نے مجھ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی‘ میں نے انکار کیا اور بچاؤ کے لئے دوڑ لگا دی اس نے پیچھے سے میری قمیص پکڑ کر پھاڑ دی۔

اس کے چچا کے بیٹے نے کہا: موقع دیکھ کر صحیح صورت حال کا جائزہ لے لیجئے۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی نکھر کر سامنے آ جائے گا۔[1]

سید قطب بیان کرتے ہیں کہ برھان سے سیّدنا یعقوب‘ حضرت جبرائیل یا بعض قرآنی آیات مراد لینا کچھ عجیب وغریب سا لگتا ہے۔ بس اس سلسلے میں اتنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو معصیت سے بال بال بچا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں برائی سے بچانے کے لئے اپنی قدرت کاملہ اور فضل وکرم سے برھان دکھلائی۔

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۲۴)

میں السوء سے مراد شیطان ہے۔

اس لفظ سے بے حیائی مراد لینا قابل قبول نہیں جیسا کہ قرآن کے بعض حصے دوسرے بعض کی تفسیر کرتے ہیں مثلاً کہ ابلیس کے بارے میں مذکور ہے:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾

(ص: ۳۸/ ۸۲)

ابلیس نے کہا: الٰہی! مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کروں گا مگر ان میں سے تیرے مخلص بندے۔

---

1 تاریخ طبری ۱/ ۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان پر میرا داؤ نہیں چل سکے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾

(یوسف: ۱۲/ ۲۴)

''اسی طرح ہم اس سے شیطان اور بے حیائی کو پھیر دیں بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔

یہاں ''سوء'' سے شیطان مراد لینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

محل کے اندر جب سیّدنا یوسف علیہ السلام نے زلیخا کی طرف سے پیدا کردہ صورت حال کو دیکھا تو راہ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت محسوس کی۔ عزیز مصر کی بیوی پر خواہشات نفسانی کا بھوت سوار تھا۔ وہ کسی صورت بھی یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔ جب سیّدنا یوسف علیہ السلام بچاؤ کے لئے بھاگے تو اس نے بھی پیچھے بھاگ کر پیچھے سے قمیص پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا جس سے وہ پھٹ گئی۔

علامہ طبری بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی برھان دیکھی تو محل کے دروازے کی طرف سرپٹ دوڑ پڑے۔

زلیخا نے بھی پیچھا کیا دروازے سے نکلنے سے پہلے ہی یوسف علیہ السلام کی قمیص کو پیچھے سے پکڑ کر کھینچا جس سے قمیص پھٹ گئی۔[1]

جب دونوں بھاگتے ہوئے محل کے دروازے پر پہنچے تو عزیز مصر کو کھڑا دیکھا تو سیّدنا یوسف علیہ السلام بڑے کبیدہ خاطر ہوئے کہ عزیز مصر کیا خیال کرے گا اس احساس سے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ عزیز مصر کی بیوی نے دروازے پر اپنے خاوند کو دیکھتے ہی یوسف علیہ السلام پر الزام لگا دیا کہ دیکھو اپنے خادم کا رویہ اس نے دست درازی کی کوشش کی' میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو بچایا' اس کشمکش میں اس کی قمیص بھی پھٹ گئی۔ ایسا شخص گھر میں رکھنے کے قابل نہیں اسے تو جیل میں بند کر دینا چاہیے اور اسی عبرتناک سزا سے دو چار کرنا

[1] تاریخ طبری ۱/ ۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے تاکہ اسے آئندہ اس قسم کی جرأت کا خیال بھی نہ آئے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے اوپر عائد کیے گئے الزامات کی تردید کرتے ہوئے حقیقت حال واضح کی اور نہایت ہی باوقار انداز میں فرمایا اس جرم کا ارتکاب تو اس نے خود کیا اور الزام مجھ پر عائد کر رہی ہے۔[1]

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ جب زلیخا نے عیاری کا انداز اپناتے ہوئے الزام عائد کیا تو یوسف علیہ السلام کو غصہ آیا اور آپ نے واشگاف انداز میں حقیقت حال واضح کرتے ہوئے عزیز مصر کو بتایا کہ سارا کیا دھرا اس کا اپنا ہے' اس نے مجھ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی تھی۔

﴿ والفیا سیرھا لدا الباب ﴾ کی تفسیر کے ضمن میں علامہ سدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عزیز مصر اور اس کے چچا کا بیٹا محل کے دروازے پر بیٹھے تھے۔

زلیخا نے اسے دیکھتے ہی یوسف علیہ السلام پر الزام لگا دیا اور اس کی سزا بھی تجویز کر دی کہنے لگی جو تیرے گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے بھلا اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ میرے خیال میں تو اسے جیل میں بند کر دیا جائے اور اسے سخت ترین سزا دی جائے۔

میں نے آج بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی ہے اور اس کشمکش میں' میں نے اس کی قمیص کو بھی پھاڑ دیا ہے۔

اللہ میری توبہ ایسی معصوم اور بھولی بھالی شکل اور یہ کرتوت' سیّدنا یوسف علیہ السلام اچانک عزت پر حملہ دیکھ کر بڑے مضطرب ہوئے اور نہایت ہی درد بھرے انداز میں کہنے لگے: اس نے مجھے ورغلانے کی ہر ممکن کوشش کی میں نے بچاؤ کے لئے دوڑ لگائی۔ اس نے جذبات کی رو میں بہہ کر پیچھے سے میری قمیص پکڑ کر زور سے کھینچی جس سے وہ پھٹ گئی آپ بچشم خود یہ منظر دیکھ سکتے ہیں۔

﴿ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۲۶)

شاہد گواہی دینے والے کو کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ گواہی ایک بچے نے دی تھی جو ابھی پنگھوڑے (جھولے) میں تھا۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿تَكَلَّمَ أَرْبَعَةٌ وَهُمْ صِغَارٌ فَذَكَرَ فِيهِمْ شَاهِدَ يُوسُفَ﴾ (تفسیر ابن جریر)

چار بچوں نے گفتگو کی اور ان میں سے ایک یوسف علیہ السلام کے بارے میں گواہی دینے والے کا ذکر کیا۔

اس سلسلے میں یہ روایت بھی مذکور ہے:

((تَكَلَّمَ أَرْبَعَةٌ وَهُمْ صِغَارٌ ابْنُ مَاشِطَةِ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ وَشَاهِدُ يُوسُفَ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَعِيسَى بْنَ مَرْيَمَ))

چار بچوں نے گفتگو کی:

① فرعون کی بیٹی کی کنگھی پٹی کرنے والی کے بیٹے نے۔

② یوسف علیہ السلام کے بارے میں گواہی دینے والے نے۔

③ جریج کے بارے میں گواہی دینے والے نے۔

④ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے۔

بعض نے اس سلسلے میں یہ کہا ہے کہ گواہ سے مراد یوسف علیہ السلام کی قمیص ہے جو پیچھے سے پھٹ گئی تھی۔ سیدنا مجاہد ﴿شهد شاهد من اهلها﴾ کی تفسیر کے ضمن میں کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی اور یہی گواہی تھی کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں۔[1]

گواہ نے یہ جو گواہی دی اسے قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

﴿إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾ (یوسف: 12/ 26)

''اگر اس کی قمیص آگے سے پھٹی ہو تو وہ سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔''

﴿وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (یوسف: 12/ 27)

''اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہو تو وہ جھوٹی ہے اور وہ سچے ہیں۔''

[1] تفسیر ابن جریر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قمیص کا سامنے سے پھٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ زلیخا نے اپنی مدافعت میں قمیص کو آگے سے پکڑا جس سے وہ پھٹ گئی اور قمیص کا پیچھے سے پھٹنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ یوسف علیہ السلام بچاؤ کے لئے دوڑے اور زلیخا نے پیچھے سے قابو کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے قمیص پھٹ گئی۔

زلیخا کے چچا کے بیٹے نے کہا کہ قمیص سے پتہ چلے گا اگر یہ آگے سے پھٹی ہوئی تو یہ سچی ہے اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تو یہ جھوٹی ہے۔

قمیص کو جب دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ تو اس موقع پر عزیز مصر نے جو کہا قرآن مجید میں وہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ﴾ [1]

''بے شک یہ تمہارا مکر ہے اور تمہارا مکر وفریب بڑا ہی گھناؤنا ہوتا ہے۔''

جب عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کی قمیص کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو اس نے اپنی بیوی سے کہا تم بڑی مکار عورت ہو۔ عورتوں کا مکر بڑا ہی پر پیچ ہوتا ہے پھر اس نے یوسف علیہ السلام سے کہا آپ درگزر کریں کسی سے یہ بات نہ کریں۔ پھر اپنی بیوی سے کہا:

''تم اپنے گناہ کی معافی مانگو' یہ تیری خطا ہے۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہزاروں سال پہلے بھی اگر کسی سے کوئی اخلاقی جرم سرزد ہو جاتا تو اسے صیغہ راز میں رکھنے کی کوشش کی جاتی۔ جیسا کہ عزیز مصر نے سیّدنا یوسف علیہ السلام سے کہا کہ آپ برائے مہربانی کسی سے تذکرہ نہ کریں۔ یہ عزت کا مسئلہ ہے اس کو یہیں دبا دیں۔ اپنی بیوی سے بھی کہا کہ تم اپنے گناہ کی معافی مانگو۔ حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ عزیز مصر نے قرائن دیکھ کر سیّدنا یوسف علیہ السلام کو بری قرار دے دیا اور اپنی بیوی کو مجرم قرار دیا۔ اور اسے معافی مانگنے کی تلقین کی اور سیّدنا یوسف علیہ السلام سے درگزر کرنے کی اپیل کی۔

لیکن اس واقع کی بھنک زنانِ مصر کے کانوں میں کسی نہ کسی طرح پڑ چکی تھی۔ عورتیں

---

[1] تاریخ طبری ۱/ ۲۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری سے اس موضوع پر باتیں کرتی رہتی تھیں۔ قرآن مجید نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۳۰)

''شہر کی عورتیں کہنے لگیں: عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ محبت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے۔ ہم تو اسے واضح گمراہی میں دیکھ رہی ہیں۔''

مصر کے خوشحال طبقے کی خواتین ملکہ مصر کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگیں کہ اسے کیا ہو گیا ہے وہ اپنے نوجوان خادم پر مرمٹ رہی ہے۔

پورے ملک میں اسے اس کے علاوہ کوئی ملا ہی نہیں کہ جس سے دل لگی کر سکے، محبت و فریفتگی نے اسے اندھا کر رکھا ہے، اسے اپنے مقام و مرتبے کا پتہ ہی نہیں، کہاں مصر کی ملکہ اور کہاں محل کا خادم! ارے ایسا ظلم، اندھیر نگری چوپٹ راج، ایسا تو ہم نے کبھی دیکھا نہ تھا! کبھی سوچا نہ تھا کہ ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ سید قطب لکھتے ہیں کہ محل کی اندرونی خبریں ملازمین کے ذریعے باہر تک پہنچیں اور پھر یہ پورے مصر میں گشت کرنے لگیں۔

عزیز مصر کی بیوی کو جب پتہ چلا کہ گھر گھر میری باتیں ہو رہی ہیں اور عورتیں مجھ پر انگلی اٹھا رہی ہیں، مجھے نوجوان پر مرمٹنے کا طعنہ دے رہی ہیں تو اس نے وزرائے مصر کی خواتین کو شاہی محل میں کھانے کی دعوت دی۔

پھل کھانے کے لئے چھری کانٹے ان کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ جب انہوں نے پھل کھانے کے لئے ہاتھوں میں چھریاں پکڑ لیں تو زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو اندر آنے کے لیے کہا جب وہ اندر تشریف لائے تو زنان مصر دیکھ کر دم بخود رہ گئیں وہ اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر ایسی مبہوت ہوئیں کہ چھریوں سے پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ زخمی کر بیٹھیں۔

قرآن مجید نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۳۱)

''اس نے جوان کی مکارانہ باتیں سنیں۔ تو ان کو بلاوا بھیج دیا اور ان کے لئے تکیہ دار مجلس آراستہ کی اور ضیافت میں ہر ایک کے آگے ایک ایک چھری رکھ دی۔ پھر عین اس وقت جب وہ پھل کاٹ کاٹ کر کھا رہی تھیں۔ اس نے یوسف علیہ السلام کو اشارہ کیا کہ ان کے سامنے نکل آ' جب ان عورتوں کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ دنگ رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بے ساختہ پکار اٹھیں: حاشاء اللہ یہ شخص انسان نہیں ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔''

عزیز مصر کی بیوی نے کہا: دیکھ لیا یہ ہے وہ شخص جس کے معاملہ میں تم نے مجھ پر باتیں بنائی تھیں۔ بے شک میں نے اسے ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہ بچ نکلا اگر یہ میرا کہنا نہیں مانے گا تو قید کیا جائے گا اور بہت ذلیل و خوار ہوگا۔

عزیز مصر کی بیوی نے مصر کے خوشحال طبقے کی خواتین کو محل میں کھانے کی دعوت پر بلایا اور ان کے بیٹھنے کے لئے گاؤ تکیوں کا اہتمام کیا اور بیٹھنے کا شاہی انداز یہی تھا۔ پھل کاٹنے کے لئے ہر ایک کے آگے چھری رکھ دی۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام کو بطور خاص شاہی لباس زیب تن کرایا گیا۔ جب زلیخا نے دیکھا کہ تمام خواتین نے پھل کاٹنے کے لئے اپنی اپنی چھری ہاتھ میں پکڑ لی ہے تو اس نے یوسف علیہ السلام کو اندر آنے کے لیے کہا جب وہ تشریف لائے اور عورتوں نے حسن و جمال کا پیکر اپنے سامنے دیکھا تو وہ دیکھتی ہی رہ گئیں۔ جلوہ حسن کی تاب نہ لاسکیں ہاتھوں میں کپکپی طاری ہوگئی۔ چھریوں نے ان کے ہاتھوں کو زخمی کر دیا اور ان کی نگاہیں یوسف علیہ السلام پر گڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہیں۔ دم بخود ہیں' حواس باختہ ہیں' انگشت بدنداں ہیں' سانسیں اکھڑ گئی ہیں' بیک زبان ہو کر کہنے لگیں: ہائے نی ہائے یہ تو معزز فرشتہ دیکھائی دیتا ہے۔

ایسا حسین و جمیل نوجوان تو ہم نے روئے زمین پر آج تک نہیں دیکھا۔ وہ سبھی عورتیں بے خودی کے عالم میں اپنے ہاتھ زخمی کر بیٹھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے سفر معراج کی روئیداد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَمَرَرْتُ بِيُوْسُفَ وَإِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ ﴾

''میرا گذر یوسف علیہ السلام کے پاس سے ہوا دیکھا کہ اسے نصف حسن عطا کیا گیا ہے۔''

علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اسے انتہا درجے کا بنایا۔ یوسف علیہ السلام کو اس کا نصف حسن عطا کیا۔ اسی لئے اہل جنت کے بارے میں مذکور ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے لوگوں کا قد اور حسن سیّدنا آدم علیہ السلام جیسا ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے بعد حسین ترین شخص یوسف علیہ السلام ہوئے ان کے مابین اتنا زیادہ کوئی حسین پیدا نہیں ہوا۔ اسی طرح اماں حوا کے بعد حسین ترین خاتون سیّدہ سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام دکھائی دیتی ہیں۔ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام حسن و جمال کی وجہ سے بجلی کی طرح چمکتا تھا اور جو آپ کا چہرہ دیکھتا دم بخود رہ جاتا یہی وجہ ہے کہ زنان مصر دیکھتے ہی دم بخود ہو گئیں اور ان کے ہاتھوں پر ایسی کپکپاہٹ طاری ہوئی کہ چھریوں سے اپنے ہاتھوں کو زخمی کر بیٹھیں۔

جب منظر سامنے آیا تو زلیخا کو یہ کہنے کا موقع ملا کیوں دیکھا نظارہ تم مجھے برا بھلا کہتی تھیں۔ اب تمہارے ساتھ کیا بیتی ہے۔ بھلا کون ایسی عورت ہے جو اس حسین و جمیل نوجوان پر فریفتہ نہ ہو۔ میں نے اس پر ڈورے ڈالے تھے لیکن یہ بچ نکلا میرے داؤ میں نہ آسکا۔ میں اب دل و جان سے اس پر فریفتہ ہوں۔ اگر اس نے میری بات نہ مانی تو اسے جیل جانا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ جیل کی زندگی ذلت و رسوائی پر مشتمل ہوتی ہے۔

زلیخا کو کھل کر یہ باتیں کرنے کا موقع اس لئے ملا کہ اس نے دیکھا کہ ساری عورتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن یوسف سے مرعوب دکھائی دے رہی ہیں۔ اس نے عورتوں سے کہا بڑی بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہی تھیں اب بتاؤ تمہارے دل کا حال کیا ہے؟ یوسف کے دیدار کے بعد تم پر کیا بیت رہی ہے اپنے ہاتھوں کو دیکھو تم بے خودی کے عالم میں یہ کر بیٹھی ہو۔ تمہارے ہاتھ زخمی ہیں اور تمہیں اس کا پتہ ہی نہیں۔

اسے کہتے ہیں جادو جو سر چڑھ کر بولے۔ اس لئے اب میں بانگ دہل کہتی ہوں کہ میں اس پر فریفتہ ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ بھی اپنے دل میں میرے لئے نرم گوشہ پیدا کرے یہ تو مٹی کا مادھو ثابت ہو رہا ہے میں مصر کی ملکہ اور مجسمۂ حسن دل و جان سے اس پر نثار اور یہ زمین جنبد' نہ جنبد گل محمد کی تصویر بنا ہوا ہے۔

میں اسے اپنے دام میں لانے کی ہر ممکن کوشش جاری رکھوں گی۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی:

﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۳۳)

''اے میرے رب! قید مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جس کی طرف یہ مجھے دعوت دیتی ہے اگر تو نے مجھے ان کے دام فریب سے نہ بچایا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور اس صورت میں جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جاؤں گا۔ الٰہی! میری حفاظت فرما تو ہی میرا حامی و ناصر ہے۔''

قرآن مجید میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں التجا کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَکُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۳۳)

''یوسف نے کہا: اے میرے رب! قید مجھے محبوب ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ میں وہ کام کروں جو یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں اور اگر تو نے ان کی چالوں کو مجھ سے دفع نہ کیا تو میں ان کے دام میں پھنس جاؤں گا۔ اور جاہلوں میں شامل ہو جاؤں گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کی دعا کو قبول کر لیا۔ دعا کی قبولیت کو قرآن مجید میں اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

(یوسف : ۱۲/ ۳۴)

''اس کے رب نے اس کی دعا قبول کی اور ان عورتوں کی چالیں اس سے دفع کر دیں۔ بے شک وہی ہے جو سب کی سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔''[1]

عزیز مصر نے سامنے تمام تر نشانیاں دیکھنے کے باوجود سیّدنا یوسف علیہ السلام کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ عزیز مصر نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے۔ چہرے پر خراشیں ہیں ۔عورتوں نے اپنے ہاتھ زخمی کر لئے ہیں۔ اسے یہ احساس ہوگیا کہ یوسف علیہ السلام بالکل بری ہیں۔

مجرم میری بیوی ہے لیکن چونکہ وہ بڑی خودسر تھی اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ چونکہ میں اس کی وجہ سے پورے ملک میں بدنام ہوئی ہوں لہٰذا اسے قید میں بند کر دیا جائے۔ آخر تو نے مجھے بھی تو اس محل میں قیدی بنا رکھا ہے۔ میں اپنے ارمانوں کی قربانی دے رہی ہوں۔ میری اتنی بات بھی اگر نہیں مانی تو مجھے یہاں رہنے کا کیا فائدہ عزیز مصر نے مجبور ہو کر سیّدنا یوسف علیہ السلام کو سات سال کی قید کا حکم سنا دیا۔ جس کا قرآن مجید میں اس طرح تذکرہ کیا گیا ہے۔

﴿ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّى حِينٍ﴾ (یوسف : ۱۲/ ۳۵)

''پھر ان لوگوں کو یہ سوجھی کہ ایک مدت تک کے لئے اسے قید کر دیں حالانکہ واضح نشانیاں دیکھ چکے تھے۔''

انہوں نے دیکھا کہ عزیز مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام پر ڈورے ڈالے اور وہ اس کے دام فریب میں نہ آسکے وہ بالکل تمام تر الزامات سے بری ہیں قصور وار ملکہ ہے اس واضح

---

[1] البدایة والنهایة ۱/ ۳۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت حال کے باوجود سیّدنا یوسف علیہ السلام کو ایک مدت کے لئے قید میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح انہیں تنہائی میسر آئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اور معاشرتی آلائشوں سے یکسر الگ تھلگ ہو گئے۔ قید میں جانے کے بعد ایک نیا منظر سامنے آتا ہے جسے قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ○ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ○ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ○ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ ۚ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ﴾

(یوسف: ۳۶۔۴۱)

"قید خانے میں دو نوجوان اور بھی اس کے ساتھ داخل ہوئے ایک روز ان میں سے ایک نے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب کشید کر رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا: میں نے دیکھا کہ میرے سر پر روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اور پرندے ان کو کھا رہے ہیں۔ دونوں نے کہا: ہمیں اس کی تعبیر بتائیں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ایک نیک آدمی ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: یہاں جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتادوں گا۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے عطا کئے ہیں۔''

واقعہ یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں' اپنے بزرگوں ابراہیم' اسحاق اور یعقوب کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے میرے قید کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤاجداد نے رکھ لئے ہیں۔

اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا حق اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اے زنداں کے ساتھیو! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم میں سے ایک تو شاہ مصر کو شراب پلائے گا اور دوسرے کو سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھالیں گے۔ فیصلہ ہوگیا اس بات کا جو تم پوچھ رہے تھے۔''

سیدنا یوسف علیہ السلام جب جیل میں بند کئے گئے تو دو نوجوان اور بھی گرفتار کئے گئے۔ عزیز مصر نے انہیں کسی جرم کی پاداش میں گرفتار کر لیا تھا۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یوسف علیہ السلام ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں تو وہ متاثر ہو کر ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ ہمیں متقی' پرہیزگار اور عالم محسوس ہوتے ہیں ہم دونوں خواب کی تعبیر پوچھنے آپ کی خدمت میں آئے ہیں۔ آپ فرمانے لگے کہ میں کھانا آنے سے پہلے خواب کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا۔ خوابوں کی تعبیر کا علم اللہ نے مجھے عطا کیا ہے۔ موقع کو غنیمت جانتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں بات کی اللہ کی کبریائی' یکتائی اور بتوں کی بے ثباتی کے بارے میں اظہار خیال کیا۔

ایک نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے دیکھا کہ انگوروں سے شراب کشید کر کے بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم بادشاہ کے ساقی بنو گے۔ دوسرے نے کہا: مجھے یہ خواب میں دکھائی دیا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اور پرندے وہ نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ آپ نے اسے کہا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ تجھے سولی پر چڑھایا جائے گا۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر اپنے آباؤ اجداد ابراہیم' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا بھی نہایت ادب و احترام سے تذکرہ کیا۔ اور انہیں یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے علم عطا کر کے ہم پر اپنا بے پناہ فضل و کرم کیا ہے۔ لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نوازشات ہیں لیکن لوگوں کی اکثریت شکر کا رویہ اختیار نہیں کرتی۔ جس نے قید سے نجات پا کر بادشاہ کا ساقی بننا تھا' سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا: جب تمہاری بادشاہ سے ملاقات ہو تو اس سے میرا تذکرہ بھی کرنا کہ اسے بغیر کسی جرم کے اتنے عرصے سے قید میں رکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو یہ انداز ناگوار گزرا۔ شیطان نے اسے بھلا دیا۔ اسے یہ بات یاد ہی نہ رہی کہ یوسف علیہ السلام نے اسے کیا پیغام دیا تھا اس طرح وہ چند سال مزید جیل میں رہے۔ اس منظر کو قرآن مجید میں کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۴۲)

(بِضْعَ سِنِينَ) چند سال اس کا اطلاق دس سال سے کم پر ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ بضع سنین کا اطلاق تین سال سے لے کر نو سال تک ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ پانچ سال اور بعض نے سات سال سیّدنا یوسف علیہ السلام جیل میں رہے۔ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء یہ تھی کہ یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ پر ہی کامل بھروسہ رکھتے اور اس سلسلے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی سے سفارش نہ کرتے' قید میں قیام کی طوالت اسی وجہ سے ہوئی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ يُوسُفَ لَولَا الكَلِمَةُ الَّتِي قَالِهَا: وَاذْكُرنِي عِندَ رَبِّكَ مَالَبِثَ فِي مالَبِثَ))

اللہ یوسف علیہ السلام پر رحم کرے اگر وہ ((اذکر نی عند ربك)) نہ کہتے تو اتنی لمبی دیر قید نہ رہتے۔ چند سال گزر جانے کے بعد بادشاہ کو خواب آئی اس کی تعبیر پوچھنے کے لئے اس نے اہل دربار کو بلایا۔ ساقی نے کہا کہ میں اس خواب کی تعبیر بتانے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس وقت اسے سیدنا یوسف علیہ السلام یاد آئے اور ان سے خواب کی تعبیر پوچھی۔

اس کی تفصیل قرآن مجید میں کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے:

﴿وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ۝ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ۝ وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ۝ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۴۳۔۴۹)

میں نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیاں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی۔ اے اہل دربار مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو۔ لوگوں نے کہا یہ تو پریشان خوابوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کا مطلب نہیں جانتے۔ ان دو قیدیوں میں سے جو شخص بچ گیا تھا اسے ایک مدت دراز کے بعد یاد آیا اس نے کہا میں آپ کو اس کی تعبیر بتاتا ہوں مجھے ذرا قید خانے میں یوسف کے پاس بھیج دیجئے۔ اس نے کہا: یوسف سراپا راستی۔ مجھے اس خواب کا مطلب بتا۔ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سات سوکھی شاید کہ میں ان لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور شاید کہ وہ جان لیں یوسف نے کہا سات برس تک تم کھیتی باڑی کرتے رہو گے اس دوران میں جو فصلیں تم کاٹو گے ان میں بس تھوڑا سا حصہ جو تمہاری خوراک کے کام آئے نکالو اور باقی کو اس کی بالوں میں ہی رہنے دو پھر سات برس بہت سخت آئیں گے اس زمانے میں وہ سب غلہ کھا لیا جائے گا جو تم اس وقت کے لئے جمع کرو گے۔ اگر کچھ بچے گا تو بس وہی ہے جو تم نے محفوظ کر رکھا ہو۔ اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا جس سے باران رحمت سے لوگوں میں فریاد رسی کی جائے گی۔ اور وہ اس کو نچوڑیں گے۔

ریان بن ولید نامی مصر کا حکمران دریا کنارے سویا ہوا تھا اس نے یہ خواب دیکھا کہ ایک سرسبز و شاداب باغ میں سات موٹی تازہ گائیں گھاس چر رہی ہیں تھوڑی دیر بعد سات نہایت لاغر، کمزور سکڑی ہوئی گائیں بھی آ کر وہاں گھاس چرنے لگیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ موٹی تازی گایوں پر حملہ آور ہوئیں اور انہیں کھانے لگیں یہ منظر دیکھتے ہی ریان بن ولید گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بالی پر سات سرسبز و شاداب سٹے اُگے ہوئے ہیں اور اس کے بالمقابل ایک دوسری بالی پر سات خشک سٹے ہیں اور وہ انہیں کھانے لگے اس کی گھبراہٹ میں پھر آنکھ کھل گئی۔

اس نے ملک بھر سے خوابوں کی تعبیر کرنے والوں کو بلایا انہیں اپنے خواب بتا کر تعبیر پوچھی انہوں نے سن کر کہا پس یہ پراگندہ خیالات ہیں اس قسم کے پراگندہ اور بے بنیاد خوابوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے۔ بادشاہ کے ساقی نے جب دیکھا کہ سربراہ مملکت خواب کی تعبیر کے حوالے سے پریشان ہے پورے ملک میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں مل رہا جو خواب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعبیر بتا سکے تو اسے یکدم یوسف علیہ السلام کا خیال آیا اور اسے وہ پیغام بھی یاد آیا جو وہ بھول چکا تھا۔ اس نے ریان بن ولید حکمران مصر سے کہا کہ اگر آپ مجھے جیل میں یوسف علیہ السلام کے پاس جانے کی اجازت دیں تو میں اس خواب کی تعبیر معلوم کر کے آپ کو بتا سکتا ہوں۔ اسے اجازت دی گئی وہ جیل میں گیا۔ یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی۔ آمد کا مقصد بتایا۔ بادشاہ کو آنے والے خواب بتا کران کی تعبیر پوچھی آپ نے تفصیل سے خوابوں کی تعبیر بتائی۔ جس کی پوری تفصیل گزشتہ آیات میں بیان کر دی گئی ہے۔

جب بادشاہ کو پتہ چلا کہ خوابوں کی تعبیر یوسف علیہ السلام نے بتائی ہے تو اس نے اپنا نمائندہ بھیج کر یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا۔ آپ نے یہ شرط لگا دی کہ جب تک زنان مصر اور ملکہ مصر سے حقیقت حال معلوم کر کے حق بات کا اعتراف نہیں کر لیتے اس وقت تک میں جیل سے باہر نہیں آؤں گا۔ درج ذیل آیات میں اس واقعے کی منظر کشی کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَ مَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۵۰-۵۳)

اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ مگر جب شاہی فرستادہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس نے کہا اپنے مالک کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے؟ میرا رب تو ان کی مکاری سے واقف ہی ہے۔ اس پر بادشاہ نے ان عورتوں سے دریافت کیا تمہارا کیا تجربہ ہے اس وقت کا جب تم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف علیہ السلام کو رجھانے کی کوشش کی تھی۔ سب نے بیک زبان ہو کر کہا حاشاء اللہ ہم نے تو اس میں برائی کا شائبہ تک نہ پایا۔ عزیز مصر کی بیوی بول اٹھی اب حق کھل چکا ہے۔ وہ میں ہی تھی جس نے اس کو پھسلانے کی کوشش کی تھی۔ بے شک وہ بالکل سچا ہے۔

یوسف علیہ السلام نے کہا اس سے میری غرض یہ تھی کہ عزیز مصر یہ جان لے کہ میں نے در پردہ اس کی خیانت نہیں کی تھی اور یہ کہ جو خیانت کرتے ہیں ان کی چالوں کو اللہ کامیابی کی راہ پر نہیں لگاتا۔ میں کچھ اپنے نفس کی برأت نہیں کر رہا ہوں نفس تو بدی پر اُکساتا ہی ہے۔ الا یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو بے شک میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔

جب عزیز مصر نے اپنے خواب کی تعبیر سنی تو اس پر یہ بات آشکار ہوئی کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام بڑا عالم، فاضل، ذہین، فطین اور صاحب بصیرت ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اسے اپنے خواص میں شامل کیا جائے اسے بلانے کے لئے قاصد بھیجا۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو جب اس نے جا کر پیغام دیا کہ بادشاہ سلامت بلاتے ہیں تو آپ نے فرمایا پہلے ان سے جا کر کہیں کہ اس معاملے کی تفتیش کریں جس کی وجہ سے مجھے جیل میں بھیجا گیا ہے۔ زنان مصر اور ملکہ مصر سے پوچھیں کہ میں نے کیا جرم کیا تھا۔ جس کی پاداش میں مجھے جیل میں بھیجا گیا ہے۔ جب تمام معاملے کو صاف نہیں کیا جاتا میں جیل سے باہر نہیں آؤں گا۔ بادشاہ نے زنان مصر سے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے کردار کے بارے میں پوچھا انہوں نے برملا اعتراف کیا کہ وہ پاکیزہ کردار ہے۔ اس میں کوئی عیب ہمیں دکھائی نہیں دیا۔

عزیز مصر کی بیوی نے بھی برملا اعتراف کر لیا کہ وہ پاک دامن ہے۔ میں نے ہی اسے ورغلانے کی کوشش کی تھی وہ بالکل سچا اور کھرا انسان ہے۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے یہ انداز اس لئے اپنایا کہ عزیز مصر کو یہ اچھی طرح پتہ چل جائے کہ میں نے خیانت کا ارتکاب نہیں کیا۔ اس کا دل میرے بارے میں بالکل صاف ہو جائے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر یوسف علیہ السلام بادشاہ کا پیغام سنتے ہی جیل سے باہر آ جاتے ہیں تو اس کے دل میں کھٹکا باقی رہنا تھا کہ شاید اس نے زلیخا پر ڈورے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالے ہوں۔ لیکن جب ملکہ اور دیگر سب خواتین نے برملا سیّدنا یوسف علیہ السلام کے پاکیزہ کردار کا اعتراف کیا تو اس کا دل صاف ہوگیا۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب بادشاہ نے عورتوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کیا تم نے یوسف پر ڈورے ڈالے تھے یا اس نے کسی قسم کا اشارہ کیا تھا تو سبھی عورتوں نے بیک زباں ہوکر کہا۔ حاشاء اللہ ہم نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا۔ گویا انہوں نے یہ اعتراف کیا۔ وہ تو مانند حرم ہے میری نظر میں' عورتوں کا تبصرہ سن کر عزیز مصر کی بیوی نے بھی کہا کہ اب تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگیا ہے۔ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے میں بھی صدق دل سے اعتراف کرتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام پاکیزہ کردار ہیں۔ میں نے ہی اس پر ڈورے ڈالے تھے۔ میں نے ہی دام فریب میں لانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے نہایت بلند کردار ہونے کا ثبوت دیا وہ سچا اور کھرا انسان ہے۔ اس کا کوئی جرم نہیں ۔ میری نظر میں اسے جیل میں بھیج کر سراسر زیادتی ہوئی ہے۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے معاملے کی تفتیش کا اس لئے مطالبہ کیا کہ عزیز مصر پر یہ بات واضح ہو جائے کہ میں نے کسی مرحلے پر بھی خیانت کا ارتکاب نہیں کیا۔ کیونکہ خیانت کرنے والے راہ راست نہیں پاسکتے یہ پوری داستان نوع انسان کے لئے عبرت اور نصیحت کا باعث ہے۔ بشرطیکہ دل کی آنکھوں سے اس داستان کا مطالعہ کیا جائے۔

یوسف علیہ السلام بحیثیت عزیز مصر

جب عزیز مصر پر یہ بات واضح ہوگئی کہ یوسف علیہ السلام بالکل بری ہیں تو اسے اپنے پاس بلایا جب آپ دربار میں پہنچے تو بادشاہ نے بڑے پرتپاک انداز میں استقبال کیا اور کہا آپ ہمارے نزدیک معزز' دیانت دار اور مقرب ہیں۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا وزارت خزانہ مجھے سونپ دیجئے۔ میں اس کام کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور اس شعبے کو پوری ذمے داری سے چلاؤں گا۔

ابن زید کہتے ہیں کہ عزیز مصر کے پاس بہت سے خزانے تھے۔ اس نے سبھی پر سیّدنا یوسف علیہ السلام کو مقرر کر دیا کہ اس کے بعد سب خزانوں کا استعمال ان کے حکم سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔اس طرح اللہ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے لئے مصر کی مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہونے کی راہ ہموار کر دی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۵۶)

''اسی طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف علیہ السلام کے لئے اقتدار کی راہ ہموار کی وہ مختار تھا کہ اس میں جہاں چاہے اپنی جگہ بنالے۔ ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں۔''

اسی کے ساتھ داستان یوسف اختتام پذیر ہوئی یہ بڑی عبرت آموز اور اثر انگیز داستان ہے۔

آخر میں داستان کا یہ منظر پیش نظر ہے کہتے ہیں کہ عزیز مصر کی وفات کے بعد سیّدنا یوسف علیہ السلام نے ملکہ مصر سے شادی کر لی تھی۔اس حوالے سے سفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ملکہ مصر فاخرانہ شاہی لباس پہن کر تیار ہوئی تو اسے پوچھا گیا کیا ارادے ہیں؟ کہنے لگی میں یوسف علیہ السلام کے پاس جارہی ہوں۔ اسے کہا گیا کہ ہمیں تو خوف آتا ہے۔ اس نے کہا یوسف علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہو میں اس سے نہیں ڈرتی۔

وہ جا کر اس راستے میں بیٹھ گئی یہاں سے یوسف علیہ السلام نے گزرنا تھا تو زلیخا نے کہا: شکر ہے اس اللہ کا جس کی اطاعت گزاری سے غلام بادشاہ بن گئے اور بادشاہ اپنی معصیت کی وجہ سے غلام بن گئے۔

میں ضرورت مند ہوں سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے کارندوں کو حکم دیا جس چیز کی اسے ضرورت ہو وہ اسے مہیا کر دی جائے۔[1]

جب زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے شادی کی پیش کش کی تو آپ نے فرمایا یہ تمہارے لئے

---

[1] حلیۃ الاولیاء ۸/ ۲۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں بہتر ہے اس سے جس کا تم پہلے ارادہ رکھتی تھی۔

اس نے کہا صدق وصفا کے پیکر مجھے عار نہ دلائیں میں پورے ملک بلکہ دنیا بھر میں سب سے بڑھ کر حسین وجمیل خاتون ہوں۔ میرے خاوند میں مردانہ صلاحیت ہی نہیں تھی۔ اللہ نے آپ کو حسن و جمال کا پیکر بنایا تھا۔ میں آپ سے مرعوب ہوگئی کیا کرتی دل کے ہاتھوں مجبور تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ شادی کے باوجود کنواری تھی۔ یوسف علیہ السلام کے ساتھ شادی کے بعد اس کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام افراتیم تھا اور دوسرے کا نام منشاء تھا۔[1]

---

[1] تاریخ طبری ۱/ ۲۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عفت وعصمت کی پاسبان ماں

اس کے پیٹ میں بچہ تھا...... لیکن اس کی تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی!! ...... وہ اپنی ہی بستی میں جانے سے خوفزدہ تھی اور لرز رہی تھی ...... کہ جب قوم میں جاؤں تو ان کو کیا بتاؤں ...... کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ ...... اور کہاں سے آیا ہے؟؟ ...... وہ بستی سے دور الگ تھلگ رہنے لگی ...... آخر جب بچہ دنیا میں آ گیا تو وہ اب کانپ رہی تھی ...... کہ میرے کنوارے ہونے کے باوجود ...... یہ سب کچھ کیسے ہو گیا!!!؟ ...... میں دنیا والوں کو کیا جواب دوں گی ...... ان کی کاٹ دار طنزیہ باتوں کو کیسے برداشت کروں گی ...... کاش! ایسی ذلت سے تو بہتر تھا کہ میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی ...... یا ایسا مرحلہ آنے سے پہلے مر چکی ہوتی ...... میرا نام ونشان مٹ چکا ہوتا ...... ولادت کے بعد آخر جب وہ بستی میں پہنچی تو ...... لوگ اس پر پل پڑے ...... اور اسے بدکار د سیاہ کار کہنے لگے ...... اس وقت چند دن کا اس کا دودھ پیتا بچہ بول اٹھا: ...... لوگو! خاموش ہو جاؤ اور غور سے میری بات سنو! ...... میری عظیم ماں کو ایسا مت کہو ...... وہ بدکارہ نہیں ...... بلکہ اللہ تعالیٰ کی عابدہ، زاہدہ اور نیک بندی ہے ...... اور میں اللہ کا نبی ہوں ...... بچہ مزید بولتا چلا جا رہا تھا ...... لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں ...... وہ حیرانی کے عالم میں اس نوزائیدہ بچے کی فصیح و بلیغ گفتگو سن رہے تھے ...... ان کو یقین نہ آ رہا تھا کہ ...... ایک چند دن کا بچہ ان سے نہ صرف مخاطب ہو کر باتیں کر رہا ہے ...... بلکہ ان کو سمجھا بھی رہا ہے ...... لوگ حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے کہ ...... یہ ہم کیا دیکھ اور سن رہے ہیں ...... اور اب کیا کریں!؟؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ مریم علیہا السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۝ ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُہَا مِنْۢ بَعْضٍ وَ اللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْہَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُہَآ اُنْثٰی وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُہَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُہَابِکَ وَ ذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ فَتَقَبَّلَہَا رَبُّہَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَہَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ کَفَّلَہَا زَکَرِیَّا کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْہَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَہَا رِزْقًا قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ہٰذَا قَالَتْ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۝ ہُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ قَالَ رَبِّ ہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ۝ فَنَادَتْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ ہُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَۃً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْکَارِ۝ وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَ طَہَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ۝ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۝ ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ وَ مَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اِذْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ○ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ○ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ○ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ○﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۳۔۴۷)

''اللہ نے آدم' نوح' آل ابراہیم اور آل عمران (علیہم السلام) کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے اور وہ اس وقت سن رہا تھا۔ جب عمران کی عورت کہہ رہی تھی: اے میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں۔ وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا۔ میری اس پیشکش کو قبول فرما۔ تو سننے اور جاننے والا ہے۔ پھر جب وہ بچی اس کے ہاں پیدا ہوئی تو اس نے کہا: اے مالک کائنات! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے۔ حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا اس کو اس کی خبر تھی اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا' خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کی شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرمالیا اور اسے بڑی اچھی طرح پروان چڑھایا اور زکریا (علیہ السلام) کو اس کا سرپرست بنادیا۔''

زکریا (علیہ السلام) جب کبھی اس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا۔ پوچھتا: مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب دیتی: اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر زکریا نے اپنے رب کو پکارا: پروردگار! اپنی قدرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مجھے نیک اولاد عطا کر' تو ہی دعا سننے والا ہے۔ جواب میں فرشتوں نے (اللہ کے حکم سے) آواز دی جب کہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا: اللہ تجھے یحییٰ (ناری بیٹے) کی خوشخبری دیتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کر نے والا بن کر آئے گا۔ اس میں سرداری و بزرگی کی شان ہوگی۔ کمال درجہ کا ضابطہ ہوگا' نبوت سے سرفراز ہوگا اور صالحین میں شمار کیا جائے گا۔ زکریا علیہ السلام نے کہا: پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ جواب ملا: ایسا ہی ہوگا' اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ عرض کیا: مالک! پھر کوئی نشانی میرے لئے مقرر فرمادے۔ کہا: نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارہ کے سوا بات چیت نہ کرو گے۔ اس دوران اپنے رب کو بہت یاد کرنا اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتے رہنا۔

پھر وہ وقت آیا جب فرشتوں نے مریم سے آ کر کہا: اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لئے چن لیا۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ' اس کے آگے سربسجود ہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔ اے نبی! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تجھے وحی کے ذریعے بتا رہے ہیں۔ ورنہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ جب ہیکل کے خادم یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ مریم کا سرپرست کون ہو' اپنے اپنے قلم پھینک رہے تھے۔ اور نہ تم اس وقت حاضر تھے جب ان کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تجھے ایک فرمان کی خوشخبری دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔ لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی اور وہ ایک مرد صالح ہوگا۔ یہ سن کر مریم بولی: پروردگار! میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جواب ملا ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو پس کہتا ہے کہ ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَ اِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۝ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً وَ كَانَ تَقِيًّا ۝ وَّ بَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْرًا مَّقْضِيًّا۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى
جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۝ فَنَادٰىهَا مِنْ
تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۝ وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ
النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۝ فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ
مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ
اِنْسِيًّا۝ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا۝ يٰٓاُخْتَ
هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا۝ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا
كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا۝ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ
جَعَلَنِيْ نَبِيًّا۝ وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ
مَا دُمْتُ حَيًّا۝ وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا۝ وَ السَّلٰمُ عَلَيَّ
يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا۝ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ
الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰٓى
اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۝ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۝ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ۝ اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ
هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَيْهَا وَ اِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ۝﴾

(مریم: ۱۹/ ۱ تا ۴۰)

''ک' ہ' ی' ع' ص' یہ ذکر ہے اس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے پر کی تھی جبکہ اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا' اس نے عرض کیا: اے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے۔ اے پروردگار! میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا۔ مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف ہے۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تو اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کر دے۔ جو میرا وارث بھی ہو اور آل یعقوب کی میراث بھی پائے۔ اور اے پروردگار! اس کو ایک پسندیدہ انسان بنا۔ جواب دیا گیا اے زکریا! ہم تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیٰی ہوگا۔ ہم نے اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا: پروردگار! بھلا میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا!!؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں۔ جواب ملا: ایسا ہی ہوگا' تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے تو ذرا سی بات ہے۔ آخر اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں۔ جبکہ تو کوئی چیز نہ تھا۔ اور زکریا نے کہا: پروردگار! میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے۔ فرمایا: تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو پیہم تین دن لوگوں سے بات نہ کر سکے گا۔ چنانچہ وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اس نے اشارے سے ان کو ہدایت کی کہ صبح و شام تسبیح کرو۔ اے یحیٰی! کتاب الٰہی کو مضبوطی سے تھام لے۔ ہم نے اسے بچپن ہی سے حکم سے نوازا اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی۔ اور وہ بڑا پرہیزگار اور اپنے والدین کا فرمانبردار تھا' وہ ظالم نہ تھا اور نہ ہی نافرمان' سلام اس پر جس روز کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے اور اے نبی! اس کتاب میں مریم کا حال بیان کر وجبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہوگئی تھی۔ اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی۔ اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح یعنی فرشتے کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہوگیا۔ مریم یکایک بول اٹھی کہ اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدا کے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں' اس نے کہا: میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا۔ جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتے نے کہا: ایسا ہی ہوگا۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے۔ اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت' اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔ مریم کو اس بچے کا حمل قرار پا گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا' وہ کہنے لگی: کاش! میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔ فرشتے نے پائنتی سے پکار کر کہا: غم نہ کر۔ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے تو اس درخت کے تنے کو ذرا ہلا تیرے اوپر تروتازہ کھجوریں گر پڑیں گی۔ پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذر مانی ہے۔ اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔ پھر وہ اس بچے کو لے کر اپنی قوم میں آئی' (اسے دیکھتے ہی) لوگ کہنے لگے: اے مریم! یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا۔ اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔ مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا (کہ جو پوچھتا ہے اس سے پوچھو) لوگوں نے کہا: ہم اس سے کیا بات کریں جو گھوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے۔ بچہ بول اٹھا: میں اللہ کا بندہ ہوں' اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا' جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا اور مجھ کو ظالم اور بد بخت نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جب میں مروں اور جب زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔

یہ ہے عیسیٰ بن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے کہ ''ہو جا'' اور بس وہ ہو جاتا ہے۔ اور بے شک اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے' پس تم اس کی بندگی کرو' یہی سیدھی راہ ہے۔ مگر پھر مختلف گروہ باہم اختلاف کرنے لگے۔ سو جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے وہ وقت بڑی تباہی کا ہوگا جبکہ وہ ایک بڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن دیکھیں گے۔ جب وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے اس روز تو ان کے کان بھی خوب سن رہے ہوں گے اور ان کی آنکھیں بھی خوب دیکھتی ہوں گی۔ مگر آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اے نبی! اس حالت میں جبکہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں۔ انہیں اس دن سے ڈراؤ جبکہ فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا اور آخر ہم ہی زمین اور اس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف ہی پلٹائے جائیں گے۔''

سورہ مریم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: سورۂ مریم میں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت پر زور دیا گیا ہے اور اس نکتے کو واضح کیا گیا کہ اللہ کے خاص مقرب اس کے بندے ہی ہوتے ہیں البتہ جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا انہوں نے انتہائی غلو سے کام لیا ہے۔ دراصل انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا انکار کیا ہے جو اس نے اپنے خاص بندوں پر نچھاور کی ہیں۔ پھر زکریا علیہ السلام کی اپنے رب کے ساتھ سرگوشیوں کا تذکرہ اور انہیں یحییٰ بیٹے کی بشارت دینے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پھر مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ کا تفصیل سے تذکرہ ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پکار کر کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کی دعوتِ توحید' شیطان کی عبادت سے ممانعت' ان کے اسحاق اور یعقوب کا جنم لینا اور ان کی صداقت کا اعتراف' یحییٰ' عیسیٰ اور ابراہیم علیہ السلام کا توحید کے پرچار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کا فرمانبردار ہونا' موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کی نبوت کا تذکرہ زکریا علیہ السلام کے ہاں یحییٰ بیٹے کی بشارت' مریم علیہا السلام کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ کے پیدائش اور ابراہیم علیہ السلام کے ہاں اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ اس سورہ میں بڑی تفصیل اور دلچسپ انداز میں کیا گیا ہے۔

غرضیکہ سورہ مریم عطیات الٰہیہ اور نوازشات ربانیہ کے تذکروں پر مشتمل ہے۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر جو نوازشات کیں انہیں پاکیزہ اولاد سے نوازا۔ عمل صالح کی توفیق دی اور انہیں علم نافع سے سرفراز کیا۔ پھر اس سورہ میں اولاد آدم میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے اور پھر اولاد ابراہیم اور اسرائیل کا تذکرہ نہایت عمدہ انداز میں کیا گیا۔

سیدہ مریم کون ہے؟

سیدہ مریم علیہا السلام کا سلسلہ نسب یہ بیان کیا جاتا ہے:

مریم بنت عمران بن ماثان بن عازار بن ابی یوذ بن یوزن بن زربابل بن سالیان بن یوحنا بن اوشیا بن اُمون بن منشکن بن حازقا بن اُحاز بن یوثام ابن عوزیا بن یورام بن ساقط بن ایشا بن راجعیم بن سلیمان بن داؤد بن ایشی بن عوبد بن سلمون بن یاعز بن نحشون بن عمیاد بن رام بن حصروم بن فارص بن یھوذا ابن یعقوب علیہ السلام۔

ابوالقاسم ابن عساکر سیدہ مریم علیہا السلام کا سلسلہ نسب یہ بیان کیا ہے:

مریم بنت عمران بن ماثان بن عاذر بن یود بن اخنر بن صادوق بن عیازوز بن یاقیم بن ایبود بن زریابیل بن شالتال بن یوحینا بن برشا بن اموں بن میشا بن حزقا بن اِحاز بن موثام بن عزریا بن یورام بن یوشافاط بن ایشا بن ایا بن رحبعام بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔

سلسلہ نسب میں تو اختلاف ہے لیکن سیّدہ مریم علیہا السلام کے داؤد علیہ السلام کی نسل میں ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ محمد بن اسحاق کا یہی تبصرہ ہے کہ وہ داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھیں' اس کا والد عمران بن اسرائیل کو نمازیں پڑھانے پر مامور تھا اور اس کی والدہ حنہ بنت فاقود بن قبیل بڑی عبادت گزار خاتون تھی۔ زکریا علیہ السلام اس وقت کے نبی تھے اور وہ مریم کی بہن اشیاع کے خاوند تھے۔

بعض کا کہنا ہے کہ اشیاع مریم کی بہن نہیں بلکہ اس کی خالہ تھیں۔[1]

مریم علیہا السلام کی فضیلت

سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں سیّدہ مریم علیہا السلام کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ اس عظیم المرتبت خاتون کے فضائل کی ایک جھلک آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

[1] البدایہ والنہایہ ۲/ ۵۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ ((عَنْ قَتَادَةَ عَنْ انسٍ انَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ' وَخَدِیْجَةُ ابْنَةُ خُوَیْلَدٍ ' وَ فَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ ' وَآسِیَا اِمْرَأةُ فِرْعَوْنَ))

(ترمذی: ۳۸۷۸۔ مسند امام احمد ۳/ ۱۳۵۔ صحیح ابن حبان: ۷۰۰۳۔ مستدرك حاكم: ۴۷۴۵)

قتادہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خواتین عالم میں تیرے لئے مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد' فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون فضیلت ومنقبت کے لحاظ سے تیرے لئے کافی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا

۲ ((كَمُلَ مِنَ الرَّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمِلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ' وَآسِيَا اِمْرأةُ فِرْعَوْنَ وَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ))

مردوں میں بہت سے کامل ہوئے اور عورتوں میں مریم بنت عمران' آسیہ زوجہ فرعون کامل ہوئیں اور سیّدہ عائشہ کی فضیلت دیگر عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دیگر کھانوں پر ہوتی ہے۔

۳ ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ' وَآسِيَا اِمْرَأةُ فِرْعَوْنَ وَ خَدِيْجَةُ وفَاطِمَةُ))[1]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواتین عالم میں مریم' فرعون کی بیوی آسیہ' خدیجہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے بہتر ہیں۔

۴ ((عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يُكْمِلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلاَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَا اِمْرَأةُ فِرْعَوْنَ وَ

[1] سیر اعلام النبلاء ذھبی ۱۳/ ۲۹۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ))[1]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں بہت سے کامل ہوئے اور عورتوں میں مریم بنت عمران' آسیہ زوجہ فرعون کامل ہوئیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دیگر خواتین پر ایسے ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر برتری حاصل ہوتی ہے۔

۵ ((عَنْ انس بِنْ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَدِيْجَهُ بِنْتِ خَوِيْلَدٍ ' وَ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَ آسِيَا امراة فِرْعَوْنَ))[2]

خواتین عالم میں مریم بنت عمران' خدیجہ بنت خویلد' فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون سب سے بہتر ہیں۔

٦ ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَفْضَلُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خَوَيْلَدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عُمْرَانَ وَ آسِيَه بُنْتُ مَزَاحِمَ اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ))

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنت کی سب سے افضل خواتین یہ ہیں خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا' فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں:

((سيدة نسآء اهل الجنة بعد مريم فاطمة و خديجة))

مریم علیہا السلام کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جنت کی سردار ہوں گی۔

۷ ((عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَمُلَ مِنَ

---

[1] بخاری: ۳۲۳۰۔ مسلم: ۲۴۱۳۔

[2] صحیح ابن حبان ۶۹۵۱۔ المعجمه الکبیر طبرانی: ۱۰۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمِلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلاَّ آسِیَۃُ اِمْرَأۃُ فِرْعَوْنَ وَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ اِنَّ فَضْلَ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ))[۱]

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُردوں میں بہت سے کامل ہوئے اور عورتوں میں سے فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران کامل ہوئیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دیگر خواتین پر ایسے ہے جیسے دیگر تمام کھانوں پر ثرید کی برتری ہوتی ہے۔''

قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اماں حواء سے لے کر قیامت تک آنے والی تمام خواتین سے سیدہ مریم علیہا السلام افضل و اعلیٰ بہتر و برتر ہے۔[۲]

اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور پھر آسیہ بنت مزاحم کی فضیلت ہے۔

۸ ((عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ نِسَاءِ ھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَیْرُ نِسَاءِ ھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلَدٍ وَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ))۔[۳]

۹ ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الْأَرْضِ اَرْبَعَ خُطُوْطٍ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاھٰذَا؟ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَفْضَلُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ' وَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ' وَ آسِیَۃُ بِنْتُ مَزَاحِمِ اِمْرَأۃُ فِرْعَوْنَ))[۴]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے تو آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے۔؟ سب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] متفق علیہ۔ [۲] قرطبی ۴/ ۸۳۔
[۳] بخاری ۳۴۳۴۔ [۴] النسائی ۸۳۵۵۔ مسند ابی یعلی:۲۷۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی خواتین میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد' فاطمۃ بنت محمد' مریم بنت عمران اورفرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ سورہ مریم اور سورہ آل عمران میں عیسیٰ علیہ السلام کی داستان بیان کی گئی۔ آل عمران میں مریم علیہا السلام کی پیدائش' اس کی پرورش اور اس کا گہوارے میں بولنا وغیرہ۔ یہ تمام تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

سورہ مریم میں داستان مریم کو قصہ بیانی کے اسلوب کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ معزز خواتین! اب ہم پاکدامن' پوری یکسوئی سے عبادت کرنے والی سیدہ مریم علیہا السلام کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے ساری جہان کی عورتوں میں فضیلت عطا کی چند مزید معلومات بیان کرتے ہیں۔

چند تمہیدی باتیں

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام اور اس کے مخلص متبعین اور شرعی احکام کے پابند لوگوں کو چن لیا۔ پھر آل ابراہیم کا خاص طور پر انتخاب کیا جس میں بنو اسماعیل اور بنو اسحاق شامل ہیں اور پھر پاکیزہ گھرانے آل عمران کا تذکرہ ہے' عمران سے مراد مریم علیہا السلام کے والد محترم ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے لے کر مختلف ادوار میں اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت کے لئے جن ہستیوں کو منتخب کیا ان کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝﴾

(آل عمران : ۳/ ۳۳۔۳۴)

''اللہ تعالیٰ نے آدم' نوح' ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے آدم‘ نوح‘ آل ابراہیم اور آل عمران کو ان کے دین اسلام کی بنا پر منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان میں سے دین اسلام کو پسند کیا۔ آل ابراہیم اور آل عمران سے مراد اہل ایمان ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ عِمْرَانَ وَآلِ يٰسِيْنَ وَآلِ مُحَمَّدٍ))

آل ابراہیم‘ آل عمران‘ الیاسین اور آل محمد سے مراد اہل ایمان ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ﴾ (آل عمران : ۳/ ۶۸)

''ابراہیم سے نسبت رکھنے کا حق ان لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے اس کی پیروی کی۔''

سیّدنا قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو صالح گھرانوں اور صالح آدمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کو سب جہان والوں پر فضیلت دی اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم میں سے تھے۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں منصب نبوت پر سرفراز کر کے جہان بھر کے سب لوگوں پر فضیلت عطا کی۔ وہ سبھی انبیاء علیہم السلام پرہیز گار اور اپنے رب کے اطاعت گزار تھے۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کو کئی خوبیوں کی بناء پر منتخب کیا گیا:

۱. اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے اور اپنی قدرت کاملہ سے انتہائی حسین وجمیل بنایا۔
۲. اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھلائے۔
۳. فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔
۴. آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اسے جنت میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ سیّدنا آدم علیہ السلام کو ابوالبشر بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو درج ذیل خوبیوں کی بنا پر منتخب کیا:

۱ نوح علیہ السلام کو تمام لوگوں کے غرق ہو جانے کے بعد ابوالبشر ہونے کا شرف عطا کیا۔

۲ نوح علیہ السلام کو لمبی عمر عطا کی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ خوش قسمت ہے جسے لمبی عمر ملے اور اچھا عمل کرے۔

۳ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔

۴ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی پر سوار کر کے طوفان سے بچالیا۔

۵ نوح علیہ السلام پر نئے شرعی احکام نازل کیے۔ ان سے پہلے خالہ اور پھوپھی سے نکاح ممنوع نہیں تھا لیکن نوح علیہ السلام کے دور میں ممنوع قرار دے دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درج ذیل خوبیوں کی بنا پر منتخب کیا:

۱ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو ابوالانبیاء بنایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک ہزار انبیاء علیہم السلام ہوئے۔

۲ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل قرار دیا۔

۳ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے بچایا۔

۴ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو منصب امامت پر فائز کیا۔

۵ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چند امتحانات میں آزمایا جن میں آپ پورے اترے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے (آل عمران) کا ذکر کیا اگر عمران سے مراد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے والد لئے جائیں تو ان دونوں کو اللہ تعالیٰ سارے جہان میں فضیلت عطا کی۔

ان کی قوم بنی اسرائیل پر من اور سلویٰ نازل کیا گیا۔ یہ اعزاز کسی دوسرے نبی کو نہیں ملا۔

اگر عمران سے مراد مریم علیہا السلام کے والد لئے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے مریم کے ہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے ولادت کو ایک معجزہ قرار دیتے ہوئے دنیا جہان میں مثال بنا دیا۔[1]

علماء محققین اس بات پر حیرت زدہ دکھائی دیتے ہیں کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی ہمشیرہ کا نام بھی مریم تھا۔ اور یہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے والد عمران کی بیٹی تھی۔

دونوں خواتین کا نام مریم بنت عمران ہے۔ لفظ مریم کا معنی عابدہ زاہدہ کہا جاتا ہے۔

یہاں عمران سے مراد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے والد نہیں بلکہ مریم علیہا السلام کے والد ہیں۔ جس کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام نے بغیر باپ کے جنم لیا۔ یہ عمران ماثان کے بیٹے تھے۔ ماثان سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ داؤد علیہ السلام اوشی کے بیٹے تھے اور اوشی یہوذا کا بیٹا تھا۔ اور یہوذا یعقوب علیہ السلام کا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔[2]

محمد بن اسحاق نے عمران کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔ عمران بن باشم بن امون بن میشا بن حزقیا بن احریق بن موثم بن عزازیا بن امصیا بن یاوش بن احریھو بن یازم بن یھفا شاط بن ایشا ابن ایان بن رجعام بن سلیمان بن داؤد۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آدم اور نوح علیہما السلام دو فرد تھے جبکہ آل ابراہیم علیہ السلام اور آل عمران دو کنبے تھے۔

اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدم اور نوح علیہما السلام کو انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت کے لئے منتخب کیا جبکہ ابراہیم اور عمران کے خاندان میں بہت سے انبیاء ہوئے۔

یہ ایک دستوری بات ہے کہ نبی کی وراثت خاندانی یا خونی اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ عقیدے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۲۴)

---

[1] تفسیر قرطبی ۴/ ۶۴۔ [2] الشعراوی صفحہ ۴۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یاد کرو کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اترے تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ ابراہیم نے عرض کیا اور کہا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے اس نے جواب دیا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔''

زجاج کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم میں سے اہل تقویٰ کو ان کے دور میں نبوت کے لئے منتخب کیا۔

﴿ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ دین' اسلامی زندگی اور حق کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ (التوبہ: ۹/ ۷۱)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں''۔

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ (التوبہ: ۹/ ۶۷)

''منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی طرح کے ہیں۔''

یعنی ان کا دین اور طرز عمل ایک ہی ہے۔ ﴿ذرية بعضها من بعض﴾ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا دین' ملت اور کلمۂ توحید اور اطاعت الٰہی کے اعتبار سے ایک ہی ہے۔

سیّدنا قتادہ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ نیت' عمل' اخلاص اور توحید کے لحاظ سے وہ ایک ہی ہیں۔[1]

بعض روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ عمران آل ابراہیم میں سے ہے۔

مریم علیہا السلام کی پیدائش اور پرورش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ

[1] تفسیر ابن جریر ۲۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَ اِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَ اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَابِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۵-۳۷)

''جب عمران کی بیوی کہہ رہی تھی کہ پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا۔ میری اس پیش کش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔''

پھر جب اس بچی کی اس کے ہاں پیدائش ہوئی تو اس نے کہا مالک میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے۔ حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا' اللہ کو اس کی خبر تھی' اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرمالیا۔ اسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا اور زکریا کو اس کا سرپرست بنادیا۔ زکریا جب کبھی اس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا پوچھتا: مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتی: اللہ کے ہاں سے آیا ہے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

عمران کی بیوی کا نام حنہ بنت فاقوذ بن قنبیل تھا یہ عیسیٰ علیہ السلام کی نانی تھی۔

عمران بن یصھر کی بیٹی کا نام بھی مریم تھا اور موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے بڑی تھی۔

یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عمران کی بیوی بوڑھی اور بانجھ تھی وہ ایک دن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخت کے سائے میں بیٹھی تھی اس نے ایک پرندہ دیکھا جو اپنے بچے کو دانہ کھلا رہا تھا۔ اس کے دل میں بھی بیٹے کی خواہش پیدا ہوئی اس نے یہ دعا کی الٰہی اگر تو مجھے بیٹا عطا کر دے تو میں تیری راہ میں اسے وقف کر دوں گی اور وہ بیت المقدس کی خدمت پر لگا دیا جائے گا۔ اسے مریم کا حمل ٹھہر گیا اور اس کا خاوند عمران فوت ہوگیا۔ اس دور میں بچوں کے بارے میں اس قسم کی نذر ماننے کا شرعی طور پر رواج تھا۔

مریم علیہا السلام کی والدہ کے خاوند کا سلسلہ نسب یہ بیان کیا جاتا ہے۔ عمران بن یاشھم بن آمنون بن منشاء بن حزقیا بن احریق بن یویم بن عزاریا بن امصیاء بن یاوش بن احرمھو بن یازم بن یھفاشا بن اشابرابان بن رجعم بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۵)

"جب عمران کی بیوی کہہ رہی تھی میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں تو میری طرف سے قبول فرمالے' بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔"

عمران کی بیوی حسنۃ بنت فاقوذ کی نذر کے بارے میں محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ زکریا اور عمران کی بیویاں دونوں بہنیں تھیں۔ ام یحییٰ زکریا علیہ السلام کی بیوی تھی اور ام مریم عمران کی بیوی تھی۔ جس وقت ام مریم حاملہ تھی تو اس کا خاوند عمران فوت ہوگیا۔ مریم ابھی ماں کے پیٹ میں تھی۔ اس ضمن میں یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ام مریم ایک درخت کے سائے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے درخت کے اوپر ایک پرندے کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو دانہ کھلا رہا ہے۔ تو اس کا دل میں خیال آیا کہ کاش میرے ہاں بھی بیٹا ہو۔ وہ اس وقت حاملہ تھی اس نے نذر مانی الٰہی جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اسے تیری راہ میں وقف کر دوں گی۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۲۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہش یہ تھی کہ بیٹا ہوگا اور وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جائے گا لیکن جنم بیٹی نے لیا جس کا نام مریم رکھا گیا اور اسے عبادت کے لئے وقف کر دیا گیا اور زکریا علیہ السلام اس کے کفیل قرار دیئے گئے۔

ام مریم کے نذر ماننے سے پتہ یہ چلتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزین تھی اس کا دل ایمان سے روشن تھا' اس لئے اس نے اپنی اس نذر کا اعلان کیا کہ جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے اسے خالص اللہ کی راہ میں وقف کر دوں گی۔ بچہ شرک کی آلائشوں سے پاک ہو کر ایک اللہ کی عبادت کے لئے وقف ہوگا۔

یعنی وہ تمام دنیاوی علائق سے آزاد ہو کر ایک اللہ کی عبادت کے لئے وقف ہوگا۔

عمران کی بیوی کی یہ دعا خلوص نیت پر مبنی تھی۔

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مجاہد نے محررا کا مطلب یہ بیان کیا ہے۔ وہ پوری آزادی کے ساتھ خالص اللہ کی عبادت میں مصروف رہے گا۔ اور دنیا کی کوئی چیز اس کو اپنی طرف راغب نہیں کر سکے گی۔ لغوی اعتبار سے جو سب قیود سے آزاد ہو اسے حر کہتے ہیں اسی لیے اُم مریم نے محررا کا لفظ استعمال کیا۔ کہ الٰہی جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ خالص طور پر پوری آزادی کے ساتھ تیری عبادت کے لئے وقف ہوگا۔ ''طین حر'' یعنی خالص مٹی اس کو کہتے ہیں جس میں ریت کی آمیزش نہ ہو۔

لیکن جب بچہ کو جنم دیا تو اس نے جس انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اسے قرآن مجید میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۶)

''تو جب اسے جنم دیا تو کہا اے میرے رب میں نے تو لڑکی کو جنم دیا ہے۔''

اُم مریم کا خیال تھا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور میں اسے بیت المقدس کے لئے وقف کر دوں گی۔

اس صورت حال کا اظہار اس نے اپنے رب کے حضور حسرت بھرے انداز اور حزن و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملال سے کیا۔ کیونکہ اس دور میں بیٹوں کو اللہ کی راہ میں ہی وقف کرنے کی نذر ماننے کا رواج تھا۔ لیکن اللہ کی قدرت سے بیٹی نے جنم لیا جب وہ پل کر جواں ہوئی تو اسے صاف ستھرا لباس پہنا کر مسجد اقصیٰ میں عبادت گزاری کے لئے بھیج دیا اس طرح ام مریم نے اپنی نذر کو پورا کیا۔

﴿وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ﴾ (آل عمران : ۳/ ۳۶)

''اللہ خوب جانتا ہے جو اس نے جنم دیا۔''

خود کلامی کا انداز اپناتے ہوئے ام مریم اپنے رب سے سرگوشیاں کرتے ہوئے کہنے لگی: بیٹا جو خدمات سرانجام دے سکتا ہے وہ بیٹی کے بس کی بات تو نہیں لیکن اللہ اس راز کو خوب جانتا ہے نیت اور حالات پر اس کی خوب اچھی طرح نظر ہے۔ اس کی حکمتوں کو وہی جانے۔

﴿وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى﴾ (آل عمران : ۳/ ۳۶)

پھر آہ بھرتے ہوئے اُم مریم کہنے لگی:

بیٹا اور بیٹی برابر تو نہیں ہو سکتے فرائض کی ادائیگی میں قدرتی طور پر دونوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ بہر حال اللہ کی مرضی، میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے۔ ام مریم گویا یہ باتیں اپنے اللہ تعالیٰ سے محبت بھرے انداز میں کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ وہ یوں محسوس ہوتی ہے جیسے محبوب، سمیع اور مجیب اللہ سے راز و نیاز کی باتیں کر رہی ہے۔

اُم مریم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتی ہوئی کہتی ہے۔ الٰہی میں اپنی بیٹی اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں تاکہ یہ شیطان مردود کی ریشہ دوانیوں سے بچ جائے۔ رجم پتھروں سے سنگسار کرنے کو کہتے ہیں اور لفظ معاذ ملجاء وماوی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ام مریم کی دعاء کو شرف قبولیت عطا کیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی بچہ جنم لیتا ہے تو شیطان اس کو کچوکا دیتا ہے سوائے مریم کے کہ اس کی والدہ نے اس کے حق میں دعا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ کہ الٰہی میں اپنی اس بچی کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں تو اللہ کی قدرت سے پردہ حائل ہوگیا اور شیطان نے اس پردے پر کچوکا دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلاَّ وَالشَّیْطَانُ یَمُسُّہٗ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَھِلُّ مِنْ مَسِّہٖ اِلَّا مَرْیَمَ وَابْنَھَا))

''جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے جس کی وجہ سے وہ بچہ روتا ہے سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلاَّ وَالشَّیْطَانُ یَمُسُّہٗ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَھِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطَانِ اِیَّاہُ اِلَّا مَرْیَمَ وَابْنَھَا))

''ہر نومولود بچے کو پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے اور شیطان کے چھونے کی وجہ سے وہ بچہ چیختا چلاتا ہے سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے۔''

اور جو کوئی تم میں سے چاہے تو وہ ایسے موقع پر یہ آیت پڑھ کر بچے پر دم کر دیا کرے۔

﴿وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُھَابِكَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۶)

''میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((کُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ بَنِی آدَمَ یَمُسُّہٗ الشَّیْطَانُ بِاِصْبَعِہٖ اِلَّا مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَابْنَھَا عِیْسٰی))[1]

''بنی آدم کے ہر نومولود بچے کو شیطان اپنی انگلی سے چھوتا ہے۔ سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے۔''

---

[1] مسلم: ۲۳۶۶۔ مسند امام احمد ۲/ ۲۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کُلُ اِنسَان تَلِدُہٗ اُمُّہ یَلکَزُہُ الشَّیطَانُ فِی حَضِینِہٖ اَلّا مَا کَانَ مَرْیَمَ وَابنُھَا اَلَم تَرَ اِلَی الصَّبِیّ حِینَ یَسقُطُ کَیفَ یَصرِخُ قَالُوا بَلٰی یَا رَسُولُ اللّٰہِ قَالَ : ذٰلِکَ حِینَ یَلکَزُہُ الشَّیطَانُ حَضِینِہٖ))

''ہر انسان کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو شیطان اسے گود میں کچوکا دیتا ہے مگر مریم اور اس کا بیٹا اس حالت سے مستثنیٰ رہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ بچہ گرتا ہے تو کیسے چیختا چلاتا ہے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: یہ اس وقت ہوتا ہے جب شیطان اسے گود میں لے کر کچوکا دیتا ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَامِنْ مُوْلُوْدٍ اَلّا وَقَد عَصرَہُ الشَّیطَانُ عَصرَۃً أوعَصرَتَینِ اَلّا عِیسٰی بنَ مَریَمَ وَ مَریَمَ ثُمَّ قَرأ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنّی اُعِیذُھَا بِکَ وذُرِّیَتھَا مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ)) [1]

ہر نومولود کو شیطان ایک یا دو کچوکے دیتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم اور مریم کے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَابِکَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾

''اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کُلُ بَنِی آدَمَ یَطعَنُ الشَّیطَانُ فِی جَنبَیہِ حِینَ یُولَدُ اِلاَّ عِیسَی بنَ مَریَمَ ذَھَبَ یَطعَنُ فَطعَنَ فِی الحِجَابِ)) [2]

''ہر بنی آدم کو شیطان پیدائش کے وقت اس کے پہلو میں کچوکا لگاتا ہے۔ سوائے

[1] مسند امام احمد ۲/ ۲۷۴۔

[2] بخاری کتاب بدء الخلق ۳۲۸۶۔ مسند امام احمد:۲/ ۵۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ بن مریم کے وہ اسے غمزہ لگانے کے لئے گیا تو اس نے پردے پر کچوکا لگایا۔‘‘

بابرکت پرورش

مریم علیہا السلام کی پرورش نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ وہ پورے اخلاص کے ساتھ ہر وقت رب العالمین کی عبادت میں مصروف رہتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۷)

’’تو اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول کرلیا اور اسے بڑی اچھی طرح پروان چڑھایا۔‘‘

اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کو سعادت کے راستے پر چلایا۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تقبل کا مطلب اچھے انداز میں تربیت کی ذمے داری نبھانے کے ہیں۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تقبل کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شب وروز میں کسی بھی لمحے اس پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ ﴿وَاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا﴾ اور اسے اچھی طرح پروان چڑھایا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدہ مریم علیہا السلام کے قد کاٹھ کو نہایت ہی مناسب انداز میں پروان چڑھایا۔

کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام کا قد ایک دن میں اتنا بڑھتا تھا جتنا ایک عام بچے کا سال میں بڑھتا ہے۔

سیّدہ مریم علیہا السلام نے بنی اسرائیل میں نہایت عمدہ انداز میں پرورش پائی اور اس کا شمار بڑی مشہور ومعروف عبادت گزار خواتین میں ہوا۔

اس ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب ام مریم کے ہاں مریم کی ولادت ہوئی تو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے کپڑے میں لپیٹ کر مسجد اقصیٰ میں تشریف لائیں اور اسے مسجد اقصیٰ کے متولیوں کی خدمت میں کفالت کیلئے پیش کیا۔ چونکہ مریم علیہا السلام کے والد مسجد اقصیٰ کے امام تھے اس لئے اس خاندان کے ہر فرد کو بڑی عزت و اکرام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس وقت متولیوں کی تعداد سترہ تھی۔ ہر ایک نے اس بچی کی کفالت اپنے ذمے لینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ سیّدنا زکریا علیہ السلام نے فرمایا: اس بچی کی کفالت کا حق میرا بنتا ہے کیونکہ اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اختلاف کو ختم کرنے کیلئے قرعے کا فیصلہ کیا گیا۔ سب نے اپنی قلمیں دریا میں ڈال دیں، سیّدنا زکریا علیہ السلام کی قلم دریا پر تیرنے لگی اور باقی سب کی قلمیں پانی میں ڈوب گئیں۔ لہٰذا سیدہ مریم علیہا السلام کی کفالت سیّدنا زکریا علیہ السلام کا حق تسلیم کرلیا گیا۔

﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ اور اس کی کفالت زکریا علیہ السلام نے کی۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی انتظامیہ کے ہارون علیہ السلام کی اولاد میں رئیس تھے۔ ہیکل سلیمانی کے چابی بردار بھی یہی تھے۔ بیشتر مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ جب مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو کچھ عرصہ اسے ماں نے دودھ پلایا اور قدرے پروان چڑھی تو اسے لباس پہنا کر مسجد اقصیٰ میں لے گئی وہاں ہمہ وقت عبادت گزار مقیم تھے۔ ان کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اسے مسجد اقصیٰ کی خدمت گزاری اور عبادت کے لئے وقف کرنے کی نذر مانی ہے۔ اس کی کفالت اب آپ فیصلہ کرلیں کون کرے گا۔ ہر ایک نے اس کی کفالت اپنے ذمے لینے کا عندیہ ظاہر کیا۔ سیّدنا زکریا علیہ السلام منصب نبوت پر فائز تھے انہوں نے فرمایا: چونکہ اس بچی کی خالہ میری بیوی ہے لہٰذا اس کی کفالت کا حق میرا بنتا ہے۔ نتیجے پر پہنچنے کے لئے قرعہ ڈالا گیا۔ قرعہ سیّدنا زکریا علیہ السلام کے نام نکلا اور انہوں نے کفالت اپنے ذمے لے لی۔

اس بارے میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کچھ یوں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۳/ ۴۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں آپ ان کے پاس نہ تھے جبکہ وہ اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ کون ان میں سے مریم کی کفالت کرے گا اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جبکہ وہ جھگڑ رہے تھے یعنی جو زکریا' یحییٰ اور مریم کی باتیں آپ کو وحی کے ذریعے بتا رہے ہیں یہ سب غیب کی خبریں ہیں۔''

﴿ نُوۡحِیۡهِ اِلَیۡكَ ﴾ ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔

یہ جملہ سرورِ کونین محمد ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

﴿ وَمَا كُنۡتَ لَدَیۡهِمۡ ﴾ ''اور اے محمد ﷺ آپ ان کے پاس نہیں تھے۔''

﴿ اِذۡ یُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَهُمۡ ﴾ ''جب وہ اپنی قلمیں ڈال رہے تھے۔''

اقلام قلم کی جمع ہے۔ بعض نے اقلام کا معنی پیالے اور بعض نے تیر کیا ہے۔ اور بعض نے کہا اقلام سے وہ قلمیں مراد ہیں جن سے وہ تورات لکھا کرتے تھے۔ اور یہ معنی و مطلب زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض نے اقلام سے فال کے تیر مراد لیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ فال کے تیروں کا رکھنا تو اللہ نے ممنوع قرار دے دیا تھا۔

مسجد اقصیٰ میں ایک کمرہ اس کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ سیّدہ مریم علیہا السلام اپنے کمرے میں ہر وقت عبادت میں مصروف رہا کرتی تھیں اور اس کمرے میں صرف سیّدنا زکریا علیہ السلام ہی آ جا سکتے تھے۔ کیونکہ وہ کفیل بھی تھے اور رشتے میں اس کے خالو لگتے تھے۔

واضح معجزات

مریم علیہا السلام نے اپنے خالو سیّدنا زکریا علیہ السلام کی کفالت میں بہت عمدہ انداز میں پرورش پائی جبکہ سیّدنا زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ لوگ دینی مسائل میں ان سے رجوع کیا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ میں قیام کے دوران سیّدہ مریم علیہا السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے طرح طرح کے میوے میسر آیا کرتے تھے اور سیّدنا زکریا علیہ السلام ان ظاہری اور واضح معجزات کو بچشم خود دیکھا کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

(آل عمران: ۳/ ۳۷)

''زکریا علیہ السلام جب کبھی اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتے پوچھتے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

محراب مسجد کی سب سے زیادہ عزت والی جگہ کو کہتے ہیں۔

محراب کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد اقصیٰ میں ایک کمرہ تھا جس میں سیّدنا زکریا علیہ السلام سیڑھی کے ذریعے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مریم علیہا السلام کے پاس ایسے تروتازہ میوے پڑے ہوتے تھے جن کا وہ موسم نہ ہوتا۔ زکریا علیہ السلام نے میوے دیکھ کر پوچھا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آئے' کون دے گیا؟ وہ جواب دیتی ہیں: یہ میرے اللہ کے پاس سے آئے ہیں' میرا اللہ جب چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

سعید بن جبیر' مجاہد' عکرمہ' جابر بن زید' ابراہیم نخعی' قتادہ' ربیع بن انس' عطیہ' سدی اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ موسم سرما کے میوے گرمیوں میں اور موسم گرما کے میوے سردیوں میں سیّدہ مریم علیہا السلام کے پاس پہنچتے۔[1]

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مریم کے پاس حجرے میں صرف زکریا علیہ السلام ہی جا سکتے تھے جب وہ وہاں سے نکلتے تو سات دروازے بند کر دیتے۔[2]

سیّدنا زکریا علیہ السلام مریم سے پوچھتے کہ یہ بے موسمی میوے تیرے پاس کہاں سے آتے ہیں دروازے تو سبھی بند ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ اولیاء کی کرامت اور انبیاء کے معجزے پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی یہ مریم علیہا السلام کی کرامت اور زکریا علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

---

[1] تفسیر طبری ۳/ ۲۴۴۔ [2] تفسیر طبری ۳/ ۴۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریم علیہا السلام نے جواب دیا: یہ میرے اللہ کے ہاں سے آئے ہیں آپ اس کو بعید از قیاس نہ سمجھیں۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مریم علیہا السلام نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بچپن میں باتیں کیں۔ اس نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا بلکہ جنت سے اس کے لئے رزق اُتارا جاتا تھا۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (البقرہ: ۲/ ۲۱۲)

''بلا شبہ اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔''

﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اتنا زیادہ رزق ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

اور اس کا یہ مطلب بھی کیا جاتا ہے کہ اللہ بغیر استحقاق کے محض اپنے فضل و کرم کی وجہ سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس جملے میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام دونوں کا ہو یا یہ فرمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہو۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز کھانا نہیں کھایا اس حوالے سے آپ کو بڑی دشواری پیش آئی۔ آپ اپنی ازواج مطہرات کے گھروں میں گئے کسی کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ملا۔ آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: فاطمہ بیٹی! کیا تیرے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ اس نے کہا: ابا جان بخدا اس وقت گھر میں کچھ بھی نہیں۔

جب ان کے ہاں سے تشریف لے گئے تو ایک لڑکی دو روٹی اور بھنے ہوئے گوشت کا ٹکڑا لے کر آئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس سے لے کر برتن میں رکھ دیا اور کہنے لگی: بخدا اپنی جان اور بچوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دوں گی۔ حالانکہ سب گھر والوں کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو بھیجا کہ ابا جی کو بلا لائیں' جب آپ تشریف لائے تو عرض کیا: ابا جان! آپ کے جانے کے بعد اللہ نے کچھ کھانا بھیج دیا جسے میں نے آپ کے لئے چھپا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: لاؤ۔ کہتی ہیں کہ میں کھانے کے برتن کے پاس آئی اس کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو وہ کھانے سے بھرا ہوا تھا۔ میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی اور میں پہچان گئی کہ یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔ میں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا اور کھانا ابا جان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے کھانا دیکھ کر الحمد للہ کہا اور پوچھا: بیٹی! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ سیدہ مریم علیہا السلام نے کہا: یہ اللہ کے ہاں سے آیا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا: بیٹی اس اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے بنی اسرائیل کی سردار خاتون مریم جیسا بنایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے کوئی چیز کھانے کے لئے دیتا اور اس سے پوچھا جاتا کہ یہ چیز تیرے پاس کہاں سے آئی ہے؟ تو وہ کہتی: یہ اللہ کی طرف سے آئی ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر آپ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا' حسن' حسین رضی اللہ عنہما تمام ازواج مطہرات نے کھانا کھایا اور سب اہل خانہ خوب سیر ہوئے کھانے کا برتن جوں کا توں ہی کھانے سے بھرا رہا پھر وہ کھانا پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں برکت اور خیر کثیر پیدا کر دی تھی۔[1]

سیّدہ مریم علیہا السلام کے پاس رزق کے آنے کے بارے میں متعدد روایات بیان کی جاتی ہیں۔ ہمیں اچھی طرح اس بات کا ادراک ہو جانا چاہیے کہ سیّدہ مریم علیہا السلام ایک بابرکت خاتون تھی' اس پر ہر جانب سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی تھیں۔ جس نوعیت کا رزق اس کے پاس پڑا ہوتا اسے دیکھ کر اللہ کے نبی سیّدنا زکریا علیہ السلام بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔ پوچھتے: مریم یہ رزق تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ دروازے بند ہوتے ہیں اور یہ پھل جو تیرے پاس پڑے ہیں ان کا موسم بھی نہیں۔ وہ ایمان بھرے انداز میں کہتی ہیں میرے اللہ کے پاس سے آئے ہیں' میرا اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

---

[1] مسند ابی یعلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جملے سے کسی فخر و مباہات کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایک راز کا ایمان بھرے انداز میں اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیّدہ مریم نے آمد رزق کی نسبت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف کر دی۔

زکریا علیہ السلام کو یحییٰ کی خوشخبری کی داستان

مریم علیہا السلام کے پاس جب زکریا علیہ السلام نے غیر موسمی میوے دیکھے تو اس سے پوچھا: یہ کہاں سے آئے؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ میرے اللہ کے پاس سے آئے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حد وحساب رزق عطا کرتا ہے۔ زکریا علیہ السلام بے اولاد تھے دل میں خیال آیا کہ اگر اللہ اپنی بندی کو بے موسمے میوے دے سکتا ہے تو مجھے بڑھاپے میں اولاد سے بھی نواز سکتا ہے۔ اس نوعیت کی تمنا کا اظہار زہد وتقویٰ کے منافی نہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کیا ہو ان کے دلوں میں بھی اس نوعیت کی تمنائیں در آنا فطرتی بات ہے۔

اس لئے سیّدنا زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نرینہ اولاد کی التجا کر دی جسے قرآن مجید میں کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۸۔۴۱)

یہ حال دیکھ کر زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔ پروردگار اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر تو ہی دعا سننے والا ہے جواب میں فرشتوں نے آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا۔ اس میں سرداری اور بزرگی کی شان ہوگی' کمال درجے کا ضابطہ ہوگا' نبوت سے سرفراز ہوگا۔ اور صالحین میں شمار کیا جائے گا' زکریا نے کہا: پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ جواب ملا ایسا ہی ہوگا' اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' عرض کیا: مالک! پھر کوئی نشانی میرے لئے مقرر فرما دے۔ کہا نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارہ کے سوا کوئی بات چیت نہ کرسکو گے۔ اس دوران اپنے رب کو بہت یاد کرنا اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہنا۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا گیا تو فرشتوں نے بیٹے کی بشارت دی اور ساتھ ہی اس بیٹے کے نام اور اوصاف سے بھی آگاہ کر دیا کہ اس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس نام کا بیٹا پہلے کوئی نہیں ہوا۔ وہ سردار بنے گا اسے اپنی قوم میں فوقیت حاصل ہوگی۔ وہ بلند کردار ہوگا۔ خواہشات نفسانی پر اسے پورا ضبط ہوگا۔ نبوت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوگا۔ طبعی طور پر وہ صالح ہوگا۔ ان کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے ایک روز بچپن میں دوسرے بچوں نے یحییٰ علیہ السلام سے کہا آؤ کھیلنے چلیں آپ نے فرمایا مجھے کھیلنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ گویا کہ بچپن میں ہی سوچ کا انداز دیگر بچوں سے مختلف تھا۔ سیّدنا زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہونے سے یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہری اسباب کی مقید نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جو چاہے وہی معرض وجود میں آتا ہے۔

جب سیّدنا زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی گئی تو انہوں نے منفی حالات کے پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ الٰہی اگر تیرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ واقعی میرے ہاں بیٹا ہوگا تو میرے لئے اس کی کوئی نشانی مقرر کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک کسی سے بات نہیں کرسکو گے۔ تمہیں اس دوران اشاروں سے کام لینا ہوگا اور صبح و شام ذکر الٰہی میں اپنی زبان کو تر رکھنا ہوگا۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام کی زبان سے الفاظ کا نہ نکلنا۔ زبان کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھاپے میں یحییٰ بیٹے کی پیدائش' بانجھ بیوی میں بچے کو جنم دینے کی صلاحیت کا پیدا ہونا' یہ سبھی مظاہر اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔ اللہ اگر ایک چیز کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے تو ایک وجود سے دوسرے وجود کو پیدا کرنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔

ظاہری اسباب کا موافق یا ناموافق ہونا اس کے نزدیک برابر ہے۔ ساری کائنات اس کے حکم کے تابع ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے پر اسی کا حکم چلتا ہے۔

انتخاب

مریم علیہا السلام کی پرورش' اس کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش' بڑھاپے میں سیدنا زکریا علیہ السلام کے یحییٰ بیٹے کا جنم لینا' جبکہ اس کی بیوی بوڑھی بھی تھی اور بانجھ بھی۔ ان تمام واقعات میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ یہ سب قدرت کے کرشمے ہیں۔ آل عمران اور سورہ انبیاء میں اس داستان کے جو حصے تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے پہلے سیدنا زکریا علیہ السلام کا قصہ بیان کیا اور اس کے بعد سیدہ مریم علیہا السلام کا تذکرہ کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَ زَکَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝ وَالَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾

(الانبیاء: ۲۲/ ۸۹-۹۱)

''اور زکریا نے جبکہ اپنے رب کو پکارا کہ اے پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ' اور بہترین وارث تو تو ہی دینے والا ہے پس ہم نے اس کی دعا قبول کی۔ اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لئے درست کر دیا۔ یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے۔ اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے آگے جھکے ہوتے تھے اور وہ خاتون جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تھی ہم نے اس کے اندر اپنی روح سے پھونکا اور اسے اور اس کے بیٹے کو دنیا بھر کے لئے نشانی بنا دیا۔"

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران: ۳/ ۴۲)

"اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے تجھے منتخب کیا اور تجھے پاکیزگی عطا کی اور سارے جہاں کی عورتوں پر تجھے ترجیح دی۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتوں نے مریم کو یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے چن لیا ہے اور سارے جہان کی عورتوں پر تجھے ترجیح دی ہے اور تجھے ایسی خصوصیات عطا کیں جو پوری دنیا میں کسی عورت کو نہیں دی گئیں۔ تیرے ہاں معجزانہ طور پر بیٹے نے جنم لیا۔ اس بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت پر فائز کیا اس نے گہوارے میں گفتگو کرتے ہوئے اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت دی۔ مریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا کہ وہ رکوع، سجود قنوت غرضیکہ ہر دم عبادت میں مصروف رہے تاکہ ان نعمتوں کا شکر ادا ہو سکے۔

اس ضمن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ مریم نماز میں اتنا لمبا قیام کیا کرتی تھیں کہ اس کے پاؤں میں سوزش پیدا ہو جاتی تھی۔

فرشتوں کا یہ کہنا کہ (یا مریم ان الله اصطفاك) "اے مریم! اللہ نے تجھے چن لیا ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے تجھے اپنی عبادت کے لئے منتخب کر لیا ہے اور تجھے ہر طرح کی آلائشوں سے پاک کر دیا ہے اور تجھے سارے جہان کی عورتوں پر ترجیح دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنِّیْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۴۴)

"میں نے تجھے تمام لوگوں پر ترجیح دی ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ (الدخان: ۴۴/ ۳۲)

''اور ہم نے ان کی حالت جانتے ہوئے انہیں ان کو دنیا کی دوسری قوموں پر ترجیح دی۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو بنی نوع انسان کی تخلیق کی ابتداء کے لئے منتخب کیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے بنایا اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ اس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے۔

جب مریم علیہا السلام کے ہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جنم لیا تو یہودیوں نے ہرزہ سرائی سے کام لیا اللہ انہیں تباہ و برباد کرے۔ انہوں نے ایک پاکدامن خاتون پر بدکردار ہونے کا الزام عائد کیا۔ نصاریٰ دوسری انتہاء تک پہنچ گئے۔ اور انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت حال کو واضح کرتے ہوئے دنیا کو اس بات سے آگاہ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ تو اللہ کے بیٹے ہیں اور نہ ہی مریم نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ایک معجزہ ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر ہے۔ اس نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا اس میں اپنی روح سے پھونکا۔ اماں حوا کو اس کی پسلی سے تخلیق کیا اس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر کے اپنی قدرت کاملہ کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اللہ ایسا کرنے پر قادر ہے۔

اس داستان کے ضمن میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دادی نانی کے بعد کسی بچے کی پرورش کا حق سب سے زیادہ خالہ کو ہوتا ہے اور خالہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے درجے پر رکھا ہے۔ بخاری شریف اور ترمذی میں مذکور ہے کہ امیر حمزہ کی شہادت کے بعد اس کی بیٹی امۃ اللہ کو کفالت کے لئے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اس لئے کہ اس بچی کی خالہ سیدنا جعفر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیوی تھی۔ اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا:

((الخَالَةُ بِمَنزِلَةِ الاُمِّ))

خالہ ماں کے درجے پر ہوتی ہے۔[1]

رہی یہ بات کہ علماء اور راہبوں کے درمیان مریم کی کفالت کے حوالے سے جب اختلاف پیدا ہوا تو اسے نپٹانے کے لئے قرعہ اندازی کا اسلوب اختیار کیا گیا ہو اس طرح جن قلموں سے تورات لکھی جاتی تھی ہر عالم اور راہب کے پاس اپنی اپنی قلم تھی سبھی نے دریائے اردن میں اپنی قلمیں پھینک دیں سب کی قلمیں پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہنے لگیں لیکن سیدنا زکریا علیہ السلام کی قلم جہاں پھینکی گئی تھی۔ وہیں ٹھہری رہی اس سے اندازہ لگایا گیا کہ یہ قرعہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے حق میں نکلا ہے۔ اور یہی مریم کی کفالت کے حق دار ہیں۔ اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قلمیں ایک سے زائد دفعہ دریا میں پھینکی گئیں ہر دفعہ قرعہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے نام نکلا اس طرح سیدہ مریم کو ان کی کفالت میں دے دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقع کی اطلاع وحی کے ذریعے دی گئی یہ مسجد اقصیٰ کے حوالے سے ایک راز کی بات تھی وہ وحی کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی۔

بڑی آزمائش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (آل عمران: ۳/ ۴۵۔۴۷)

''اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوشخبری دیتا

---

[1] بخاری ۲۵۵۲۔ ترمذی ۱۹۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا۔ اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔ لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی اور وہ ایک مرد صالح ہوگا۔ یہ سن کر مریم بولی ۔ پروردگار میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا' جواب ملا ایسا ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

مریم علیہا السلام پاکیزگی' اطاعت اور عبادت جیسے اوصاف عالیہ سے آراستہ تھی۔ فرشتوں نے اسے ایک حیرت انگیز خبر سنا کر خوف زدہ کر دیا۔ فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں ۔ جس کا نام عیسیٰ ہوگا۔ وہ دنیا و آخرت میں معزز ہوگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہوگا۔ وہ لوگوں سے گہوارے میں بھی باتیں کرے گا اور بڑھاپے میں بھی باتیں کرے گا۔ سیّدہ مریم نے جب فرشتوں کی زبانی یہ باتیں سنیں تو انگشت بدنداں رہ گئی کہ اے ہے! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا۔ اسے بتایا گیا کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو صرف یہ کہتے ہیں ہو جا تو وہ کام اسی وقت ہو جاتا ہے۔

﴿يبشرك بكلمة﴾ میں لفظ کلمۃ جو ہے یہ عیسیٰ بن مریم کا بدل ہے یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور اس کی حکمت ہے۔ اس راز اور حکمت کی حقیقت کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ انسانی مردہ جسم میں زندگی پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ سے ہوتا۔

آدم علیہ السلام کا جسم اپنے ہاتھ سے بنا کر اس میں پھونک ماری تو اس مردہ جسم میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔

اللہ کی حکمتیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اللہ کی کتاب میں محکم آیات بھی بیان کی گئی ہیں اور متشابہات بھی جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے۔ وہ فتنہ پردازی کی نیت سے متشابہات میں ٹامک ٹویاں مارنا شروع کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں۔ جن کا ایمان پختہ ہوتا ہے وہ اس قسم کے واقعات دیکھ کر ایمان میں اور زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں' اس حوالے سے بہتر صورت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا صمیم قلب سے اعتراف کرلیا جائے اور رموز قدرت کی تہہ تک پہنچنے کی جسارت نہ کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا جب اس کا جسم تیار ہوگیا تو وہ بے حس وحرکت پڑا تھا۔ اللہ نے اس میں اپنی روح سے پھونکا تو اس میں یکدم زندگی کے آثار پیدا ہوگئے۔ اب دیکھیے مردہ مٹی میں جان پیدا ہوگئی اب ہم بھلا اس کی کیا توجیہہ کرسکتے ہیں؟

ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں واہ سبحان اللہ ہمارا اللہ ہر چیز پر قادر ہے' اس مردہ مٹی میں زندگی کہاں سے آگئی؟ اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

زندگی کے بارے ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جسم میں متحرک ہوتی ہے اور اسی کے حکم سے جسم سے نکل جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک پوشیدہ راز ہے۔ عقل انسانی اس کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہے۔ عقل انسانی اس کے ادراک سے عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنانا چاہا۔ مٹی سے اس کا پتلا تیار کیا۔ پھر اس میں روح پھونکی اس میں زندگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش' گہوارے میں اس کا باتیں کرنا اور بڑھاپے میں یہی انداز اختیار کرنا اور اس کا صالح کردار ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ مریم علیہا السلام کا بیٹے کی بشارت سن کر حیران ہونا اور یہ سوال کرنا اے میرے پروردگار میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ تعجب کا اظہار فطری تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

یہ ہوکر رہے گا اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرلیتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ کام ہوجاتا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں سن کر ہر انسان فطری طور پر تعجب کا اظہار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ لیکن قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر اہل ایمان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت فزوں تر ہو جاتی ہے۔ ایمان میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر اور زیادہ یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی داستان اس اعتبار سے حیرت انگیز ہے کہ اس کا باپ بوڑھا تھا اور والدہ بوڑھی اور بانجھ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان میں صلاحیت پیدا کر کے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیا۔ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی داستان اس لئے عجیب وغریب دکھائی دیتی ہے کہ اس کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی' جو نہ پہلے کبھی ایسا ہوا اور نہ بعد' یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا حیرت انگیز کرشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے تخلیق کیا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا تاکہ نوع انسانی اس بات کو اچھی طرح سمجھ جائے کہ اس کائنات میں اللہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔

یہ درست ہے کہ کائنات میں یہی نظام رائج ہے کہ نر اور مادہ کے ملاپ سے تخلیق کا عمل پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے لیکن آدم علیہ السلام' اماں حواء اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مختلف انداز میں کر کے اللہ تعالیٰ نے قادر مطلق ہونے کا اظہار کیا ہے تاکہ لوگ اس نکتے کو اچھی طرح سمجھ جائیں کہ کائنات میں وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور وہ ہر طرح سے تخلیقی عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے پر قادر ہے۔

قرآن مجید میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی کیفیت تفصیل سے بیان کی گئی کہ یہ عجیب وغریب واقعہ کس طرح رونما ہوا۔

مشقت اور آزمائش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا○ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا﴾ (مریم ۱۹/ ۱۶-۲۲)

''اے نبی! اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہوگئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی۔ اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح یعنی فرشتے کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہوگیا۔ مریم یکا یک بول اٹھی کہ اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے کہا: میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں۔ اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے کہا: میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔ فرشتے نے کہا: ایسا ہی ہوگا۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔

مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ایک دور مقام پر چلی گئی۔

﴿اِذِانْتَبَذَتْ﴾ کا معنی ہے جب وہ الگ ہوگئی۔ جب وہ دور ہوگئی لفظ نبذ پھینکنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۸۷)

''انہوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا۔''

﴿مِنْ اَهْلِهَا﴾ کا معنی ہے جو بھی اس کے ساتھ تھے۔

سیّدہ مریم دور یا الگ کیوں ہوئی۔ اس کی تعبیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ علامہ سدی تو یہ کہتے ہیں کہ وہ حیض یا نفاس سے پاکیزہ ہونے کے لئے الگ ہوئی۔

دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ سیّدنا مریم عبادت گزاری کے لئے الگ ہوئی چونکہ سیّدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریم عبادت خانے کی خدمت کے لئے وقف تھی۔ اور وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر عبادت میں مصروف ہوا کرتی تھی۔ وہ مسجد اقصیٰ کے مشرقی جانب واقع کمرے میں چلی گئی تا کہ عبادت میں مصروف ہو سکے۔ وہاں اس کے پاس جبریل علیہ السلام آئے ﴿مکانا شرقیا﴾ یعنی وہ کمرہ مسجد اقصیٰ کے مشرقی جانب واقع تھا۔

مشرقی جانب مکان اس لئے مخصوص کیا تھا۔ کہ اس دور میں مشرقی جانب متبرک سمجھا جاتا تھا اور لوگ مشرقی جانب کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ہر چیز کی مشرقی جانب کو افضل سمجھا جاتا تھا۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں کہ نصاریٰ نے مشرق کو اپنا قبلہ کیوں قرار دیا وہ اس لئے کہ قرآن مجید میں آتا ہے:

﴿اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۱۶)

''اور جب وہ الگ ہوگئی اپنے ساتھ والوں سے مشرقی جگہ۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داستان مریم سناتے ہوئے بتایا گیا ﴿فمثل لها بشرا سویا﴾ اس کے سامنے فرشتہ پورے انسان کے روپ میں آ کھڑا ہوا سیّدہ مریم نے جبریل علیہ السلام کو اس کی اصل شکل میں نہیں دیکھا تھا بلکہ اسے اپنے سامنے ایک نہایت حسین وجمیل نوجوان کھڑا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اس کے ارادے کچھ اچھے معلوم نہیں ہو رہے تو یہ بات کہی:

﴿اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۱۸)

''میں اللہ رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا ترس ہے۔''

سیدہ مریم نے جب ایک آدمی کو اپنے خلوت کدہ میں دیکھا تو گھبرا گئی اور اس نے تقویٰ اور خوف خدا کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کا اظہار کیا۔

ایک پاکدامن اور عفت مآب دوشیزہ جس کی والدہ نے اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف کر دیا تھا اور وہ اہل خانہ سے الگ تھلگ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی عبادت میں مصروف رہتی ہے۔ اور اس کی خاندانی نسبت ہارون علیہ السلام کی طرف ہے' اس کے خاندان کو نیکی کے لحاظ سے معاشرے میں بڑا مقام حاصل ہے۔ اس کے پاس تنہائی میں کسی غیر مرد کا اچانک سامنے آجانا تو واقعی اس کے لئے انتہائی پریشانی کا باعث ہونا تھا۔ اس لئے وہ اپنے پاس اچانک مرد کو دیکھ کر گھبرا گئی اور اللہ کی پناہ مانگنے لگی اور اسے خوف الٰہی کا دامن تھامنے کی تلقین کرنے لگی۔ چونکہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جو انسانی روپ میں تشریف لائے تھے اور مریم کو اس کا پتہ نہیں تھا۔

جبرائیل نے مریم علیہا السلام کی گھبراہٹ کو دیکھ کر فرمایا:

''میں تیرے رب کا فرستادہ ہوں۔ اور تجھے پاکیزہ بیٹا دینے آیا ہوں۔''

اس کی یہ بات سن کر استفہامیہ انداز میں کہنے لگی میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ جبکہ نکاح کے ساتھ مجھے کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ ہی میں کوئی بدکار عورت ہوں۔

مریم نے تعجب سے پوچھا شادی سے پہلے میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا؟ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گریبان میں پھونک ماری جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا حمل ٹھہر گیا۔ پاکدامن عفت مآب دوشیزہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں ڈوب کر کہتی ہے: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے ہاں بیٹا جنم لے' جبکہ میں شادی شدہ نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے کبھی بدکاری کا ارتکاب کیا ہے۔

جب اس دوشیزہ نے یہ سوال اٹھایا تو فرشتے نے کہا یہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں فیصلہ ہو چکا ہے جو نافذ ہو کر رہے گا۔ بیٹے کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

جب مریم نے بیٹے کی پیدائش کے حوالے سے تعجب کا اظہار کیا تو جبریل نے بتایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہوں۔ کہ آپ کے ہاں بیٹا ہوگا۔ وہ ہر قسم کی الائش سے پاک ہوگا۔ نہایت ہی نیک سیرت ہوگا۔ گھبرایئے نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ کھل کر سامنے آئے گا۔ اللہ اسباب کا محتاج نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جبریل علیہ السلام کی بات کو قرآن مجید میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۱)

''اس نے کہا اسی طرح ہوگا! تیرے رب نے کہا ہے یہ میرے لئے آسان ہے تا کہ اسے ہم لوگوں کے لئے نشانی بنائیں اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ اور اس معاملے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔''

﴿وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ﴾ ''اور تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشانی بنا دیں۔''

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تخلیق پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر مرد اور عورت کے پیدا کیا۔ اماں حوا کو بغیر ماں کے مرد سے پیدا کیا' عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور باقی ساری مخلوق کو وہ مرد وعورت سے پیدا کرتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ وہ جس طرح چاہے تخلیق کرنے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر مرد اور عورت کے پیدا کیا۔ اماں حوا کو بغیر ماں کے مرد سے پیدا کیا' عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور باقی ساری مخلوق کو مرد وعورت سے پیدا کرتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں وہ جس طرح چاہے تخلیق کرنے پر قادر ہے۔ ﴿وَرَحْمَةً مِّنَّا﴾ ''اور یہ ہماری طرف سے رحمت ہے۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظاہرہ ہی تو ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بچپن اور بڑھاپے میں اپنی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور ان سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ اپنا لیں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی کوئی بیوی ہے نہ اولاد ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ساجھی۔

اس حیرت انگیز واقع کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس کی عبادت کی طرف طبیعت راغب ہوتی ہے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے دل مچلتا ہے۔

﴿وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا﴾ ''اور اس کام کا فیصلہ ہو چکا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بغیر باپ کے مریم کے ہاں بیٹے کا پیدا ہونا ایک ایسا معاملہ ہے جس کا حتمی طور پر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ محمد بن اسحاق اور علامہ ابن جریر نے بھی اس کا مفہوم یہی بیان کیا ہے۔

اس مقام پر پہنچ کر سیّدہ مریم علیہا السلام اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی باہمی گفتگو اختتام پذیر ہوئی۔

اب اس کے بعد داستان کا دوسرا رخ شروع ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۲۔۲۳)

''مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا' وہ کہنے لگی: کاش! میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔''

حمل کیسے ٹھہرا؟ قرآن مجید میں اس کی تفصیل بیان نہیں کی گئی بس اس کا نتیجہ بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا۔ کیفیت بیان کرنے کی کوئی ضرورت بھی معلوم نہیں ہوتی۔

غرضیکہ جب مریم علیہا السلام کو حمل ٹھہر گیا تو وہ اس خوف سے کہ لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے' وہ الگ تھلگ ہوگئی۔

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے سب سے پہلے یوسف بن یعقوب النجار کو پتہ چلا' وہ مریم کی خالہ کا بیٹا تھا۔ اسے یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مریم بڑی پاکباز اور عفت مآب خاتون ہے' ہر وقت عبادت میں مصروف رہتی ہے۔ اس کی شادی بھی نہیں ہوئی۔ اسے جب پتہ چلا کہ مریم حاملہ ہے تو اس کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ایک دن اس نے مریم سے یہ سوال کیا: اے مریم! مجھے یہ بتائیں کیا بغیر بیج کے فصل ہوسکتی ہے!؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے جواب دیا: ہاں ہو سکتی ہے! یہ تو بتاؤ کہ سب سے پہلی فصل کو کس نے پیدا کیا؟

اس نے پوچھا: کیا کوئی درخت پانی یا بارش کے بغیر پروان چڑھ سکتا ہے۔

مریم نے کہا: ہاں' بھلا پہلا درخت کیسے پروان چڑھا؟

اس نے پوچھا: کیا بغیر مرد کے بچہ پیدا ہو سکتا ہے؟

اس نے کہا: ہاں' اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر باپ اور ماں کے پیدا کیا اور اماں حواء کو بغیر ماں کے پیدا کیا۔

اس نے کہا: اپنے بارے میں کچھ کہنا پسند کریں گی؟ اس نے کہا: مجھے اللہ نے ایک کلمے کی بشارت دی ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ وہ دنیا و آخرت میں معزز اور مقرب ہوگا۔ اور وہ گہوارے میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑھاپے میں بھی۔

اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس قسم کے سوالات سیّدہ مریم سے سیّدنا زکریا علیہ السلام نے بھی کیے' انہیں بھی اسی نوعیت کے جوابات دیئے گئے۔ بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ مریم علیہا السلام حاملہ ہے' اس بات سے زکریا علیہ السلام کے اہل خانہ کو جس پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہر طرف سے انگلیاں اٹھ رہی تھیں' ہر گھر میں بس اسی بات کا چرچا تھا۔ عورتوں' مردوں' بڑوں اور چھوٹوں کا موضوع سخن بس یہی تھا کہ ہائے ہائے ہم یہ کیا سن رہے ہیں؟

بعض ملحدوں نے تو یہ بات بھی اڑا دی کہ یوسف بن یعقوب النجار جو ہر وقت عبادت خانے میں ہی پڑا رہتا تھا' یہ سب اس کا کیا دھرا ہے۔ سیّدہ مریم ان حالات میں لوگوں سے چھپنے کے لئے دور چلی گئی' اس نے مکمل تنہائی اختیار کر لی۔

علامہ طبری بیان کرتے ہیں کہ جس وقت مریم کو حمل ٹھہرا انہی دنوں میں ام یحییٰ کو حمل ٹھہرا اور اس نے مریم سے اس کے بارے میں تبادلہ خیال بھی کیا۔

﴿ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدہ مریم علیہا السلام اس حمل کے ساتھ ایک دور مقام پر چلی گئی۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مریم وادی بیت الحم میں چلی گئی تھی۔ اس کے اور ایلیاء کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے۔ وہ اس لیے وہاں سے دور گئی کہ لوگ خواہ مخواہ چہ میگوئیاں کریں گے کہ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ شادی کے بغیر ہی حمل ٹھہر گیا' یہ کیا یک طرفہ تماشہ ہے؟

﴿فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۳)

''دردزہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔''

سیّدہ مریم علیہا السلام کو جب دردزہ شروع ہوئی تو لاچار ہو کر کھجور کے درخت کے پاس پہنچ گئی۔

مخاض اس درد کو کہتے ہیں جو ولادت کے وقت عورت کو ہوتی ہے۔

جِذْعِ النَّخْلَةِ کھجور کے تنے کو کہتے ہیں۔

سیّدہ مریم نے اس وقت درد سے کراہتے ہوئے یہ کہا: کاش! میں یہ دن دیکھنے سے پہلے مرگئی ہوتی اور میرا نام ونشان باقی نہ رہتا۔ اس کے دل میں یہ خواہش اس بنا پر پیدا ہوئی کہ لوگ کیا کہیں گے کہ کس پاکیزہ اور بلند ترین گھرانے کی ہے اور یہ ہوا کیا ہے؟ یہ بلندی اور یہ پستی!! بس اسی خیال سے دل میں یہ احساس پیدا ہوا' اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ لوگ الزام تراشی کریں گے' طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔ جتنے منہ اتنی باتیں ہوں گی' کسی کی زبان پکڑی نہیں جاسکتی۔

حمل نے ارتقائی مراحل عام حالت سے مختلف انداز میں طے کیے۔ سیّدہ مریم کو دردزہ اور بچے کو جنم لینے کے بعد پیش آنے والی صورت حال نے پریشان کر رکھا تھا۔

اسی لیے اس کے دل میں موت کی تمنا پیدا ہوئی۔ جب وہ کھجور کے درخت کے پاس بیٹھی ان حالات سے دوچار تھی تو اسے آواز دی گئی اور یہ پیغام دیا گیا جسے قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا○ وَ هُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا○ فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۴-۲۶)

''فرشتے نے نیچے سے اس کو پکار کر کہا: غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تروتازہ کھجوریں گر پڑیں گی۔ پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر' پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذر مانی ہے' اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔''

کھجور کے درخت کے پاس بیٹھے ہوئے سیّدہ مریم علیہا السلام کو کس نے آواز دی۔ علامہ عوفی کہتے ہیں کہ یہ آواز جبرائیل علیہ السلام نے دی تھی۔ انہوں نے سیّدہ مریم علیہا السلام کو بتایا تھا کہ تیرے نیچے چشمہ بہہ رہا ہے اور تو کھجور کے تنے کو پکڑ کر ہلا اس سے تروتازہ کھجوریں نیچے گریں گی۔ اس طرح چشمے کا پانی تیرے پینے کے لئے اور کھجوریں کھانے کے لئے اس حالت میں نہایت مفید رہیں گی۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ یہ آواز عیسیٰ بن مریم نے دی تھی۔ لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم نے لوگوں کے سامنے بات کی تھی اور یہی موقف سعید بن جبیر' عمرو بن میمون' ضحاک' سیری' قتادہ' مجاہد' حسن اور ابن زید نے اختیار کیا ہے۔

﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۴)

سریا پانی کے چشمے کو کہتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہاں پہلے سے ندی چلتی تھی جو خشک تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے پھر رواں دواں کر دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی یہی رائے ہے کہ ندی کو سریا اس لیے کہا جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس میں پانی بہتا ہے۔

کھجور کا تنا ہلانے سے تروتازہ پھل کا گرنا بھی ایک معجزہ ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت موسم سرما تھا اور اس موسم میں پھل نہیں ہوتا۔ لیکن جب مریم علیہا السلام نے کھجور کا تنا ہلایا تو اوپر سے تروتازہ کھجوریں گرنا شروع ہو گئیں۔

یہ بھی ایک معجزہ تھا جو رونما ہوا زچگی کے ایام میں عورت کو کھجور کھلانا بہت مفید رہتی ہے۔ اس کے کھانے سے جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ سے کہا کہ غم نہ کر اللہ تعالیٰ نے تیرے نیچے چشمہ جاری کر دیا ہے۔ کھجور کے تنے کو ذرا ہلاؤ تو اس سے تیرے لئے تروتازہ کھجوریں گریں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تجھ پر خاص رحمت ہے۔ یاد رہے کہ تر اور خشک کھجور زچگی کے ایام میں ایک بہترین غذا ہے۔ اور ساتھ ہی مریم علیہا السلام کو یہ پیغام دیا گیا کہ کھاؤ پیو آنکھیں ٹھنڈی کرو کسی سے بات نہ کرنا اگر کوئی سوال کرے اس کا جواب نہ دینا۔ بس اس سے اتنا کہہ دینا کہ میں نے اللہ رحمان کی رضا کے لئے چپ رہنے کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ مریم علیہا السلام اس نازک ترین موقع پر عرصہ دراز تک حیران و پریشان رہی، کھجور کے تنے کو ہلانے سے پہلے اس کے ہوش وحواس قائم ہوئے تو اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چھوڑا نہیں اور اس کی دلیل یعنی وہ بچہ جو گھوارے میں بولے گا اس کے ساتھ ہے اور وہ اس معجزے کے بارے میں خود انکشاف کرے گا۔ سیدہ مریم علیہا السلام نومولود عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھا کر لوگوں کے سامنے لے آئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۷)

"تو وہ اسے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئی۔"

اب ہم اس دہشت کا تصور کرتے ہیں جو اس وقت قوم کے چہروں پر چھائی ہوئی تھی۔ اہل خانہ یہ منظر دیکھ کر حیران و پریشان تھے کہ ان کی وہ دوشیزہ جو مسجد اقصیٰ کی خدمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے وقف تھی۔ وہ پاکدامن اور عفت مآب تھی۔ اس کی شادی نہیں ہوئی اور وہ گود میں بچہ اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ منظر دیکھ کر پوری قوم مضطرب تھی۔ آخر انہوں نے مریم سے یہ بات کہہ دی:

﴿قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۷)

''انہوں نے کہا: اے مریم! تو نے بڑا برا کام کیا ہے۔''

﴿یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا﴾

(مریم: ۱۹/ ۲۸)

''اے ہارون کی بہن! تیرا باپ تو برا آدمی نہیں تھا اور نہ ہی تیری ماں فاحشہ تھی۔''

اس آیت کریمہ میں ہارون سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے بھائی نہیں بلکہ یہ ہارون مریم علیہا السلام کے بھائی تھے۔ اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے زمانے میں بہت زیادہ فاصلہ پایا جاتا ہے۔ اس دور میں لوگ اپنے بچوں کا نام پیغمبروں کے نام پر رکھ لیا کرتے تھے۔قوم مریم کو بے نقط سنائے جا رہی تھی۔ ہر کوئی غصے کا اظہار کر رہا تھا۔کسی نے زکریا علیہ السلام پر الزام عائد کیا اور کسی نے یوسف بن یعقوب النجار کو مورد الزام ٹھہرایا' جتنے منہ اتنی باتیں۔

مریم علیہا السلام نے اپنی قوم کی یہ صورت دیکھتے ہوئے اپنے نومولود بچے کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے پوچھ لو کہ واقعہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ الفاظ آئے ہیں:

﴿فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۹)

''تو اس نے اس کی طرف اشارہ کیا۔''

انہوں نے کہا: یہ گہوارے میں پڑا ہوا بچہ بھلا بول کر ہمیں کیا بتائے گا؟

قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۲۹)

''انہوں نے کہا: ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے (گود میں پڑا) میں بچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔''

اس نازک ترین موقع پر عیسیٰ علیہ السلام نے تفصیلات بتانے کے لئے بولنا شروع کیا تو قوم یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی۔ قرآن مجید میں یہ منظر ان الفاظ میں بیان کیا گیا:

﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا۝ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا۝ وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۝ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ۳۰۔۳۳)

''اس نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی۔ اور اس نے مجھے نبی بنایا۔ اور بابرکت کیا۔ جہاں بھی میں رہوں' اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا' جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ زندہ کر کے (دوبارہ) اٹھایا جاؤں۔''

جب اس انداز میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بولنا شروع کیا تو قوم انگشت بدنداں رہ گئی۔ اس نے اللہ کو اپنا رب قرار دیا اس کا بندہ ہونے کا اقرار کیا' اس سے ان ظالموں کو منہ توڑ جواب مل گیا جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے والدہ کے فرمانبردار ہونے کا اقرار کیا۔ اس سے ان لوگوں کو مسکت جواب مل گیا' جو اس پر تہمت لگاتے تھے۔

پھر موت اور بعثت کا اقرار کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے مجھے کتاب عطا کی اور مجھے نبی بنایا۔ نبوت اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتے ہیں جو پاکیزگی کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو۔ اس میں ان لوگوں کا منہ توڑ جواب ہے جو الزام تراشی کر رہے تھے۔

قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا مزید تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

﴿ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۝ وَ اِنَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ﴾ (مریم : ۱۹/ ۳۴-۳۶)

''یہ ہے عیسیٰ بن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ''ہو جا'' اور بس وہ ہو جاتا ہے۔ (اور عیسیٰ نے کہا تھا) اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، تم اس کی بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔''

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزہ ہے۔ اللہ کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ اللہ بغیر ظاہری اسباب کے کسی چیز کو معرض وجود میں لانے پر قادر ہے۔ یہ ایک حقیقت اور سچی بات ہے جو لوگ الزام تراشی کر رہے ہیں وہ جھوٹے ہیں، اللہ کو کسی مددگار اور بیٹے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ ''ہو جا'' تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے برملا کہا کہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے اسی کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے۔

اللہ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اور نہ ہی کثرت کار سے اسے کوئی تھکاوٹ ہوتی ہے۔ سورہ یٰسین میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (یٰسین : ۳۶/ ۸۲)

''بلاشبہ اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے۔''

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے اعتراف اور اس کی عبودیت کے اختیار کرنے کو سیدھا راستہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ﴾

''بلاشبہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے تم اس کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ﴾ (مریم : ۱۹/ ۳۷۔۴۰)

''مگر پھر مختلف گروہ باہم اختلاف کرنے لگے' سو جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے وہ وقت بڑی تباہی کا ہوگا جب وہ ایک بڑا دن دیکھیں گے جب وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے' اس روز تو ان کے کان بھی خوب سن رہے ہوں گے' اور ان کی آنکھیں بھی خوب دیکھتی ہوں گی' مگر آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اے نبی! اس حالت میں جب یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں' انہیں اس دن سے ڈرا دو جب فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ آخر کار ہم ہی زمین اور اس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف پلٹائے جائیں گے۔''

عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے حوالے سے ہر دور کے لوگوں میں اختلاف رہا۔ یہودیوں نے یہ کہا کہ اس کی پیدائش بدکاری کے نتیجے میں ہوئی اور وہ اپنے اس کفر اور گمراہی پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان کے برعکس کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ خدا ہے۔ اور بعض نے کہا وہ اللہ کا بیٹا ہے۔ اور اہل ایمان سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ' اس کا رسول' اللہ کی بندی کا بیٹا مانتے ہیں۔ اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ وہ کلمہ اللہ کا کلمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے روح سے پھونکا جس کے نتیجے میں اس کی پیدائش ہوئی۔ اہل ایمان کا مؤقف درست اور مبنی بر حقیقت ہے اور اہل ایمان کے مخالفین' کافر گمراہ اور جاہل ہیں۔ اللہ عظیم و حکیم و علیم نے ان کافروں کو تباہی و بربادی کی نوید سنائی ہے۔

سیدنا عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَكَلِمَةُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ عَلٰى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَاكَانَ مِنَ الْعَمَلِ))[1]

''اور جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ اللہ کے بندے اس کے رسول اور اس کا کلمۃ ہیں۔ جو اس نے مریم کی طرف القاء کیا اور اس کی روح سے ہے۔ جنت برحق ہے۔ دوزخ برحق ہے یہ عقیدہ رکھنے والے کو اللہ جنت میں داخل کرے گا۔''

قرآن مجید کی روشنی میں مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی داستان بیان کی گئی۔ باقی مریم علیہا السلام کا اپنے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر مصر کی طرف ہجرت کرنا' ان کے ذریعے بہت سے معجزات کا ظہور پذیر ہونا' اور پھر ان دونوں ماں بیٹے کا ایلیاء بستی کی طرف لوٹنا' اس کی تفصیلات سیرت کی کتابوں میں تو ملتی ہیں مگر یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام تفصیلات بیان کی جائیں۔ اس سلسلے میں اگر کسی نے مزید تفصیلات دیکھنی ہوں تو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی قصص الانبیاء کا مطالعہ کرے۔

---

[1] رواہ البخاری: ۳۲۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیبہ حبیبِ کبریاء

○ ایسی عظیم الشان مومنہ خاتونِ جنت کا مشکبار تذکرہ کہ جس کی تصویر جبرائیل علیہ السلام ریشم میں لپیٹ کر لائے کہ دیکھئے اللہ کے رسول!...... اس (خاتون) کو آپ کے شریک حیات کے طور پر اللہ کریم نے پسند کیا ہے...... آپ ان سے شادی کر لیں۔

○ جو کائنات میں رسول اللہ کو سب سے زیادہ پیاری ومحبوب تھی۔

○ اللہ کی ایسی پاکباز بندی کہ جب خاتم النبیین کی روح قبض کی گئی تو آپ کا سر مبارک اس کی گود میں تھا۔

○ جس کے گھر کو رحمت کے فرشتوں نے ڈھانپ لیا۔

○ جس کی حمایت اور صفائی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں متعدد آیات نازل کر دیں..... جو رہتی دنیا تک اس عظیم خاتون کی عظمت کی گواہی دیتی رہیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۱۔۱۹)

جو لوگ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہیں اس واقعے کو اپنے لئے شر نہ کہو بلکہ یہ بھی تمہارے لئے خیر ہی ہے جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اتنا ہی گناہ سمیٹا اور جس شخص نے اس کی ذمے داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے وہ لوگ اپنے الزام کے ثبوت میں چار گواہ کیوں نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے۔ اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں اگر تم لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم نہ ہوتا۔ تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا ذرا غور تو کرو اس وقت تم کیسی سخت غلطی کر رہے تھے۔ جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جارہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جارہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔ کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا۔ سبحان اللہ! یہ تو ایک بہتان عظیم ہے' اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔ اللہ تمہیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحاشی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

ایک ایسا معاملہ جس پر سب کا اتفاق ہے' کوئی دو آدمی بھی اس سے اختلاف نہیں کرتے وہ یہ ہے کہ کسی پاک دامن' عفت مآب آزاد عورت پر اگر بدکرداری کی تہمت لگا دی جائے تو وہ اسے اپنے لئے سب سے بڑی مصیبت سمجھتی ہے کیونکہ وہ اپنے ضمیر ناموس اور شرف انسانیت کو اپنے لئے سب سے زیادہ قیمتی متاع سمجھتی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی طرف سے جو الزام لگایا گیا سید المرسلین سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ صدمہ ہوا اور اہل ایمان اس سے بہت زیادہ کبیدہ خاطر ہوئے۔ اب ہم بہتان تراشی کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ اور فضائل و مناقب بیان کریں گے' تاکہ قارئین یہ جان سکیں کہ منافقین نے کتنی عظیم المرتبت ہستی پر بہتان تراشی کی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دس آیات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئی ہیں جس کے بارے میں منافقین نے ہرزہ سرائی سے کام لیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے بہتان تراشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی عزت کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بریت کے بارے میں یہ آیات نازل کیں۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

پاکیزہ خاندان

- کیا یہ ممکن ہے کہ بغیر بیج ڈالے کوئی فصل کو کاشت کر لے؟
- کیا یہ ممکن ہے کہ ہم بھڑوں کے چھتے سے شہد کشید کریں؟
- کیا یہ ممکن ہے کہ سفر اختیار کیے بغیر اپنی منزل پر پہنچ جائیں؟

عقل، منطق اور اللہ کا دستور تو یہی ہے۔ کہ ان تمام سوالوں کا جواب معنی میں ہوگا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آسمان رسالت کا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ ایک عقل مند اور پاکدامن خاتون ہے۔ وہ اتنے بلند مقام، قابل ستائش مرتبے اور قابل رشک درجے پر ویسے ہی بغیر اسباب کے نہیں پہنچ گئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پاکیزہ درخت کا پھل ہیں جو ایک عمدہ زمین پر اگا، وہ ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جس کی جڑیں زمین میں اور شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور وہ اپنے رب کے حکم سے سدا بہار پھل دینے والا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد مکرم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں پرورش پائی جسے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جسے سب سے پہلے جنت کی بشارت دی گئی اور جسے رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ جس کے بارے میں سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے۔

خیر البریة ، اتقاها واعدلها
الا النبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهده
واول الناس منهم مصدق الرسل[1]

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِنْ اٰمَنَ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبَابَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ

[1] دیوان حسان بن ثابت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاَ تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنَّ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمُوَدَّتِهٖ لَا يُبْقَيَنَّ بَابًا اِلاَّ سد اِلا بَابَ اَبِي بَكْرٍ))

محبت اور مالی اعتبار سے تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احسان ہے۔ اگر میں نے اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا لیکن اسلامی اخوت اور مودت ہی کافی ہے۔ ابوبکر کے دروازے کے علاوہ ہر دروازہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنانیہ ہے۔ اس نے ابتدائی مراحل میں ہی اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ اس نے دعوت اسلام کو صدق دل سے تسلیم کیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے بارے میں یہ ارشاد فرماتی ہیں:

((لَمْ اَعْقِلْ أَبَوَایَ إِلَّا وَهُمْ يَدِينَانِ الدِّيْنَ))

''جب سے مجھے شعور ملا میں نے اپنے والدین کو دیندار پایا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مکیہ تیمیہ قرشیہ ام المومنین' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور مطلق طور پر ساری امت کی خواتین سے زیادہ فقیہہ تھیں۔ اور اس کی والدہ ماجدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اذینہ کنانیہ کی بیٹی تھی۔

اس پاکیزہ خاندان کا پاکیزہ پھل' سیدہ عائشہ' عبداللہ اور عبدالرحمان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿وَ الْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ الَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ﴾ (الاعراف: ۷/ ۵۸)

''جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اُپنے رب کے حکم سے خوب پھل پھول لاتی ہے اور جو زمین خراب ہوتی ہے اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اسی طرح نشانیوں کو ہم بار بار پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو شکر کرتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں

مکہ معظّمہ کا وہ محلّہ جس میں سردار' دولت مند اور شان و شوکت والے لوگ رہتے ہیں ان میں ایک کشادہ گھر جس کی طرف ایک نہایت خوبصورت باغیچہ دلکش منظر پیش کر رہا تھا گھر کی خوبصورتی اور شان و شوکت دیکھ کر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی دولت مند کا گھر ہے' یہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔

اس عالیشان گھر کی شان و شوکت کے کیا کہنے! میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جو اس گھر کی تعریف کا حق ادا کر سکیں۔

اب میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان گھر کے اندرونی حالات کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ بھلا جس گھر میں قریشی سرداروں کی کثرت سے آمد و رفت ہو۔ اس گھر کے آنگن میں مجھ جیسا فقیر بے نوا کیوں کر داخل ہوسکتا ہے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں سرکردہ قریشی سرداروں کا ہر وقت جمگھٹا لگا رہتا تھا اور ان کے شانہ بشانہ فقراء و مساکین کا تانتا بھی بندھا رہتا' جس گھر کا ابھی ہم نے تذکرہ کیا وہ ہر وقت مہمانوں سے بھرا رہتا۔ وہ گھر خیر و برکت کا گہوارہ تھا۔ اس گھر پر خیر و برکت کی برکھا برستی اور پھر اس کا فیض ہر سو پھیلتا رہتا تھا۔

لوگوں کے اس کثرت سے اس گھر میں آنے کا راز کیا ہے؟ یہاں لوگوں کا اژدھام کیوں رہتا ہے؟۔ ہم تو اس گھر کے اندر جانے کی استطاعت نہیں رکھتے البتہ اس شخص سے پوچھتے ہیں جو گھر کے سامنے کھڑا ہوا ہے۔

برادر مکرم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' وعلیکم السلام۔ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟۔

معاف کیجئے گا۔ اسلام کو ابھی غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اسلامی دعوت ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔

آیئے ہم لوگوں کی عادات اور طرز عمل کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شب بخیر خوش آمدید آپ اندر تشریف لے آئیں۔

اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے شکریہ!۔

آپ کی آمد کا مقصد کیا ہے؟۔

ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کی اتنی بھیڑ کا مقصد کیا ہے؟

بھیڑ کا راز۔ واہ...... سبحان اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں کے رہنے والے نہیں ہیں۔

برادر من! یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر ہے' یہاں ہر وقت اور ہر روز ایسے ہی لوگوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ کبھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ یہ گھر دو مہمانوں سے بھی خالی ہو۔ لوگ اپنی ضرورتوں کے پیش نظر یہاں آتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں فقراء' مساکین اور مفلوک الحال لوگ بھی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ صدقات خیرات اور کھانا وغیرہ لینے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا فیض جاری رہتا ہے۔

مالداروں اور عزت وشرف والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حسن اخلاق اور مسکراتے ہوئے چہرے سے متاثر ہو کر ان سے مختلف موضوعات پر باتیں کرنا پسند کرتے ہیں۔

ان لوگوں میں تاجر بھی ہوتے ہیں جو تجارت کے معاملات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تبادلہ خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ تجارت کے میدان میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اور وہ تاجر ان کے تجربے سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

اور ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا باہمی کوئی جھگڑا ہوتا ہے اور یہ فیصلہ کرانے کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے ہیں۔ بعض دیت کا مال لینے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔

اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر مسلسل جودو کرم کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ یہ کبھی مہمانوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زائرین سے خالی نہیں ہوتا۔

بعثت نبوی کے چوتھے سال ۶۱۴ عیسوی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر حیرت انگیز چہل پہل دیکھنے میں آئی۔

آج گھر میں بہت زیادہ لوگوں کا ازدھام دیکھنے میں آیا۔ ان میں قریشی خواتین اور خاص طور پر سیدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر کے خاندان کی خواتین زیادہ تعداد میں تھیں۔

آج کوئی خاص بات ہے؟ آیئے ذرا قریب ہو کر پوچھتے ہیں کہ آج اتنی زیادہ تعداد میں عورتیں کیوں جمع ہیں؟۔

آج یہاں اتنے بڑے ازدھام کا سبب کیا ہے؟ آپ کی کیا رائے ہے لوگوں کی بھیڑ کیوں لگی ہوئی ہے؟۔ یہ ماجرا کیا ہے؟۔

ہاں پتہ چلا کہ آج سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام رومان نے ایک بچی کو جنم دیا ہے' یہ ہونہار بچی وہی ہے جسے بڑی ہو کر ام المومنین اور ساری خواتین سے بڑھ کر عالمہ' فاضلہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

جسے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' جو ساری زندگی آسمان رسالت کا ستارہ بن کر جگمگاتی رہیں' اب ہم ان کی ولادت باسعادت سے لے کر جنت میں داخلے تک کے سفر حیات کی ایک جھلک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ابتدائی تعارف

سلسلہ نسب

عائشہ بنت ابی بکر صدیق بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اول بننے کا شرف حاصل ہوا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنانیۃ تھی۔ سیدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی کے چار یا پانچ سال بعد پیدا ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ تقریباً سات سال کی عمر میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔

نو سال کی عمر میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آباد ہوئیں۔

علامہ ابن سعد واقدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی شوال ۱ ہجری میں ہوئی۔[1]

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وہ ایک سفید رنگ کی نہایت حسین وجمیل خاتون تھیں۔ اسی وجہ سے ان کو حمیراء کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن خواتین سے نکاح کیا ان میں صرف یہی اکیلی کنواری تھیں، باقی سب ازواج مطہرات بیوہ تھیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب نظر تھیں۔ پوری امت محمدیہ بلکہ ساری کائنات کی تمام خواتین سے بڑھ کر عالم فاضل تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا وآخرت میں رفیقہ حیات بننے کی سعادت حاصل ہوئی اس سے بڑھ کر بھی کوئی شان وشوکت ہوسکتی ہے۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ فقیہہ تھیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (۲۲۱۰) دو ہزار دو سو دس احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جن میں سے (۱۷۴) ایک سو چہتر احادیث متفق علیہ ہیں۔ چون (۵۴) احادیث بخاری شریف میں اور (۶۹) انہتر احادیث مسلم شریف میں ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سیدہ عائشہ کا مقام ومرتبہ

علی بن زید بن جدعان اپنی دادی سے اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بارے میں فرمایا: مجھے نو چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مریم بنت عمران کے بعد میرے سوا کسی کو نہیں دی گئیں:

❶ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے میری تصویر دکھلاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اس سے شادی کرلیں۔

---

[1] الاصابۃ ۸/ ۱۶۔ [2] سیر اعلام النبلاء ۲/ ۱۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❷ تمام ازواج مطہرات میں صرف مجھے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ جب میری شادی ہوئی تو میں کنواری تھی باقی سب بیوہ تھیں۔

❸ رسول اللہ ﷺ کی روح جب قبض کی گئی اس وقت آپ کا سر میری گود میں تھا۔

❹ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں دفن کیا۔

❺ میرے گھر کو فرشتوں نے ڈھانپ لیا۔

❻ رسول اللہ ﷺ پر اس وقت بھی وحی نازل ہوئی جب میں آپ کے پاس خلوت میں تھی۔

❼ میں رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اول اور صدیق کی بیٹی ہوں۔

❽ میری بریت میں آسمان سے آیات نازل ہوئیں۔

❾ میں خود بھی پاکیزہ ہوں اور پاکیزہ گھر میں میں نے جنم لیا۔

❿ نیز مجھ سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا گیا ہے۔[1]

ابو اسحاق عمرو بن غالب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکوہ کیا تو انہوں نے کہا: ارے کم بخت تو رسول اللہ ﷺ کی محبوب نظر بیوی کو ایزا دیتا ہے۔[2]

ام عمر بنت حسان بن زید کہتی ہیں کہ مجھ سے سعید بن یحییٰ بن قیس بن عبس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

((لَا یَنْتَقِصُنِی اِنْسَانٌ فِی الدُّنْیَا اِلَّا تَبَرَّأْتُ مِنْهُ فِی الْآخِرَةِ))[3]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جو آپ دیکھ رہے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲/ ۱۴۱۔

[2] ترمذی ۳۸۸۸۔

[3] متفق علیہ: بخاری :۳۲۱۷۔ مسلم:۲۴۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں بہت سے کامل ہوئے ہیں اور عورتوں میں آسیہ زوجہ فرعون' مریم بنت عمران کامل ہوئیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی برتری دیگر خواتین پر ایسی ہے جیسے ثرید کی برتری دیگر کھانوں پر ہوتی ہے۔[1]

یحییٰ بن سعید بن عاص بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کی' آپ کے خیال میں یہ تھا کہ ابوبکر اس سے خفا نہیں ہوں گے جیسے آپ کو قدرے اس کے بارے میں خفگی محسوس ہوتی۔ شکایت سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے تھپڑ رسید کر دیا' یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آج کے بعد میں کبھی آپ کے سامنے عائشہ رضی اللہ عنہا کا کوئی شکوہ نہیں کروں گا۔

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں ولید کے پاس تھا قریب تھا کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلہ شکوہ کرتا۔ میں نے کہا: امیر المومنین میں آپ کو اہل شام کے ایک شخص کے بارے میں بتاتا ہوں جو علم وحکمت سے آراستہ تھا۔ امیر المومنین نے کہا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: وہ ابومسلم خولانی ہے۔ اس نے سنا کہ اہل شام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلہ شکوہ کر رہے ہیں تو اس نے ان سے کہا کہ میں تمہیں تمہاری اور اس اماں جان کی مثال دے کر سمجھاتا ہوں۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے سر میں دو آنکھیں تکلیف کا باعث بنتی ہیں لیکن انہیں سزا نہیں دی جاسکتی۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔

عبداللہ بن عبید کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بیماری کے دوران جس میں انہوں نے وفات پائی' تیمار داری کے لئے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ وہ اجازت طلب کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اجازت دے دی۔ تو انہوں نے سنا کہ سیدہ عائشہ بیماری کے دوران یہ کہہ رہی ہیں:

﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ﴾

''میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں''۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ام المومنین آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے پناہ

---

[1] متفق علیہ: بخاری: ۳۴۱۱۔ مسلم: ۲۴۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے رکھی ہے۔

آپ پہلی خاتون ہیں کہ جس کی بریت کے بارے میں آسمان سے آیات نازل ہوئیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لشکر ذات السلاسل کا امیر مقرر کیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا۔

میں نے پوچھا: مردوں میں سے؟

آپ نے فرمایا: اس کا باپ۔

میں نے پوچھا: اس کے بعد کون؟

آپ نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

اس طرح یکے بعد دیگرے کئی افراد کے نام لئے۔[1]

ابوملیکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہوئیں ان کا بھتیجا عبداللہ بن عبدالرحمان ان کے پاس موجود تھا۔ اس نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تیمارداری کے لئے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے اور وہ آپ کا ہونہار بیٹا ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: چھوڑیئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو رہنے دیجئے۔

عبداللہ بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ قرآن مجید کا عالم ہے اور اللہ کے دین کا فقیہہ ہے۔ آپ ان کو اجازت دے دیجئے تاکہ وہ آپ کو سلام کر سکے اور آپ کو الوداع کہہ سکے۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر آپ چاہتے ہیں تو اسے اجازت دے دیجئے۔ تو اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اس نے سلام کہا اور بیٹھ گئے۔ پھر کہا: ام المومنین آپ کو خوشخبری ہو۔ پھر کہا: ام المومنین آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ کی قسم

---

[1] متفق علیہ۔ بخاری: ۳۶۶۲۔ مسلم: ۲۳۸۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی ساری تکالیف جاتی رہیں۔ آپ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملنے والی ہیں۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مزید کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کو تمام ازواج مطہرات سے بڑھ کر پسند ہیں۔ رسول اللہ ﷺ عمدہ چیز کو ہی پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے آپ کی بریت میں آیات نازل کیں۔ روئے زمین پر ہر مسجد میں یہ آیات دن رات پڑھی جاتی ہیں۔ ابواء مقام پر قیام کی رات آپ کا ہار گم ہوگیا تھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے وہاں قیام کیا۔ آپ اور دیگر لوگوں نے ہار تلاش کیا۔ ہاں پانی نہیں تھا جب وضو کرنے کے لئے پانی نہ ملا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿ فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (النساء: ۴/ ۴۳)

''پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرلو۔''

عام لوگوں کو تیمّم کی رخصت آپ کی وجہ سے ملی۔ اللہ کی قسم! آپ بڑی ہی بابرکت خاتون ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما! رہنے دیجئے۔ اللہ کی قسم! میں تو اس بات کو پسند کرتی ہوں کہ مجھے بھلا دیا جائے۔[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب میں چھ سال کی تھی۔[2]

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جب آپ سات سال کی تھیں۔

اور اس کی رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی، رخصتی کے وقت گڑیاں اس کے ہمراہ تھیں۔

جب آپ ﷺ فوت ہوئے اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۸ سال تھی۔[3]

عبدالملک بن عمیر موسیٰ بن طلحہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح و بلیغ نہیں دیکھا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے کو خوب اچھی طرح جانتے تھے اور

---

[1] مسند امام احمد: ۲۴۹۲۔

[2] متفق علیہ۔ بخاری: ۳۸۹۴۔ مسلم: ۱۴۲۲۔ [3] مسلم: ۱۴۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں اس بات کا احساس تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ان کی بڑی شان و منزلت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب کبھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرنا ہوتا تو اس دن پیش کرتے جب آپ کے قیام کی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوتی۔

ہشام اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن اپنے تحائف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میری سوتنیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اکٹھی ہوئیں اور کہنے لگیں: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! بخدا لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے تحائف عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن پیش کرتے ہیں، ہم بھی خیر و بھلائی چاہتی ہیں جسے عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ وہ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنے تحائف مجھے وہیں پہنچا دیا کریں جہاں میں موجود ہوں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے کہی تو آپ نے روگردانی اختیار کی۔ دوسری دفعہ یہ بات کی تو آپ نے پھر روگردانی اختیار کی۔ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے تیسری مرتبہ یہی بات کی تو آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ مجھے تکلیف نہ دیں، اللہ کی قسم! اسے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ مجھ پر اس وقت بھی وحی نازل ہوئی جبکہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں ہوتی اور یہ خصوصیت میری کسی دوسری بیوی کو حاصل نہیں۔[1]

حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نبی اکرم ﷺ کی وفات

ابوملیکہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے گھر میں میری باری کے دوران میری گود میں وفات پائی۔ اللہ نے میرے اور آپ کے لعاب کو ملا دیا وہ اس طرح کہ میرا بھائی عبد الرحمان مسواک لے کر اندر آیا۔ نبی کریم ﷺ بڑے کمزور ہو چکے تھے، میں نے اس سے مسواک پکڑی، اسے چبایا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے اسے اپنے دانتوں پر پھیرا اور مجھے پکڑا دی پھر وہ مسواک میں نے کی۔[2]

اسود بن یزید روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ

---

[1] متفق علیہ۔ بخاری: ۳۷۷۵۔ مسلم: ۲۴۴۱۔
[2] بخاری: ۳۱۰۰۔ مسلم: ۲۴۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وصی ہونے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسے کب وصیت کی؟ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات میں اپنا سر میری گود میں رکھا ہوا تھا۔ آپ وفات پا گئے مجھے معلوم نہیں کہ کب آپ نے وصیت کی۔[1]

ہشام اپنے باپ سے اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ پوچھا کرتے تھے: آج میں کہا ہوں اور کل کہاں ہوں گا؟ جس دن میری باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے اس حالت میں آپ کی روح کو قبض کیا کہ آپ نے اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا ہوا تھا۔[2]

نبی کریم ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی

بعض جدت پسند، مستشرقین رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے دکھائی دیتے ہیں:

کبھی وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شادی کے حوالے سے جو اپنے لئے مراعات مخصوص کیں امت کو ان سے محروم رکھا۔

کبھی وہ یہ ہرزہ سرائی کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی باتوں میں تضاد تھا۔ نعوذ باللہ من ذالك۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن ہی کافی ہے کہ سنت کی کوئی ضرورت نہیں۔

ان تمام تر ہرزہ سرائیوں میں ان کی طرف سے ایک بے ہودہ بات یہ بھی کی جاتی ہے کہ آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نو سال کی عمر میں شادی کی جبکہ آپ کی عمر اس وقت پچپن سال تھی۔

ان کے خیال میں ایسا کرنا عقل و شعور کے اعتبار سے کوئی مستحسن اقدام دکھائی نہیں دیتا۔

علمائے اسلام نے اس بات کا ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ شادی

---

[1] بخاری: ۲۷۴۱۔ مسلم: ۱۶۳۶۔

[2] بخاری: ۸۹۰۔ مسلم: ۲۴۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کی تاکہ آپ کے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان تعلقات میں مزید استحکام پیدا ہو جائے۔

لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ محض یہ وجہ نہ تھی کیونکہ دونوں کے درمیان نہایت گہرے تعلقات موجود تھے۔ اس کے لئے اس قسم کے سہارے کی کوئی چنداں ضرورت نہ تھی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اس دور میں کسی بڑی عمر کے شخص کا کسی چھوٹی عمر کی خاتون کے ساتھ شادی کر لینا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جس مکی ماحول میں آپ کی شادی ہوئی آپ کے کسی دشمن کافر نے بھی اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس ماحول میں معاشرے کا کوئی فرد بھی اسے تعجب کی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا۔ اس معاشرے میں بڑی عمر کے مردوں کی شادی چھوٹی عمر کی خواتین سے ایک معمول کی بات تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے پہلے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما نے رشتہ طلب کیا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس معاشرے میں اس کا چلن معمول کی ایک بات تھی۔ لوگ اس کو قطعاً معیوب نہیں سمجھتے تھے۔

بودلی ایک مستشرق مصنف ہے۔ وہ یہ لکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی داستان بعض سیرت نگاروں کے لئے ایک شغل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ وہ جس معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہیں اس کے تناظر میں اس واقعے کو دیکھتے ہیں ان بیچاروں کو یہ پتہ نہیں کہ اس قسم کے واقعات کا تعلق علاقائی عادات اور رسومات کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ صورت حال تو مشرقی یورپ میں بھی پائی جاتی ہے۔ بڑی عمر کے مرد چھوٹی عمر کی خواتین سے شادی کرتے ہیں اور اس کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اسپین اور پرتگال میں چند سال پہلے تک یہ صورت حال جابجا دیکھنے میں آتی رہی۔ آج بھی امریکہ کے بعض پہاڑی علاقوں میں لوگوں میں اس قسم کی شادی کے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں' وہاں کے لوگ اس کو قطعاً معیوب نہیں سمجھتے۔ دشمنوں کی جو زبانیں برہنہ تلوار کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چلتی ہیں ہم انہیں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے تناظر میں ہوئی۔

ہشام بن عروۃ اپنے باپ اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

((انَّ النبِیَّ قَالَ لَهَا: اَرِیتُكِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَیْنِ أری اِنَّكَ فِی سَرَقَةٍ مِنْ حَرِیْرٍ وَیَقُوْلَ : هٰذِه امرأتك فَاکْشِفِ عَنْهَا فَإِذَا هِیَ اَنْتَ فَاقَوْلَ إِنْ یَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدَ اللّٰه یَمْضِهِ))[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے تجھے دو مرتبہ خواب میں دیکھا' تیری تصویر ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر مجھے دکھلائی گئی۔ اور مجھے بتایا گیا کہ یہ تیری بیوی ہے' جیسے ہی میں نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو ہو بہو تو تھی' تو میں نے کہا: یہ اگر اللہ کا فیصلہ ہے تو پھر ہو کر رہے گا۔

علامہ ابو جعفر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ماہ شوال بدھ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچ کر زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ معظمہ بھیجا تاکہ وہ دختران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ لے آئیں۔ یہ اس غرض سے مکے پہنچے تو عبداللہ بن اریقط نے عبداللہ بن ابی بکر کو اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو نمائندے بھیجے ہیں تاکہ وہ آپ کے اہل خانہ کو مدینہ منورہ لے جائیں۔ عبداللہ بن ابی بکر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا اور طلحہ بن عبیداللہ کو ہمراہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندوں کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔[2]

یحییٰ بن عبدالرحمان بن حاطب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ میں جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت حکیم بن امیہ بن ارقص نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: کس سے؟ اس نے کہا: آپ چاہیں تو کنواری سے شادی کر لیں چاہیں تو بیوہ

---

[1] متفق علیہ: بخاری: کتاب المناقب ۳۸۹۵۔ مسلم فضائل اصحابہ: ۲۴۳۸۔

[2] تاریخ طبری :۲/ ۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ نے پوچھا: کنواری خاتون کون ہے؟ اس نے کہا: آپ کے محبوب ترین ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا؟ آپ نے پوچھا: بیوہ کون ہے؟ اس نے کہا: سودہ بنت زمعہ بن قیس رضی اللہ عنہا جو آپ پر ایمان لا چکی ہے اور ثابت قدمی سے آپ کی اطاعت گزار ہے۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے مجھے منظور ہے دونوں سے میرے بارے میں بات کریں۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئیں۔ وہاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی اور ان سے کہا: ام رومان مبارک ہو' اللہ نے تیرے گھر خیرو برکت داخل کردی۔

اس نے پوچھا: وہ کیسے؟۔

خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ پوچھنے کے لئے بھیجا ہے۔

اس نے کہا: ذرا ٹھہریئے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرلوں وہ آنے والے ہیں! اتنے میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ مبارک ہو۔ اللہ نے آپ کے گھر خیرو برکت داخل کردی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے لئے بھیجا ہے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ درست ہے؟۔ یہ آپ کے بھائی کی بیٹی ہے۔ وہ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور یہ بات آپکو بتائی تو آپ نے فرمایا: تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے اور تیرے درمیان اسلامی اخوت کا رشتہ ہے' اس لئے آپ کی بیٹی میرے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوسکتی ہے۔ اس نے یہی بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دی تو انہوں نے فرمایا ذرا ٹھہریئے میں ابھی آتا ہوں۔ ام رومان رضی اللہ عنہا سے اس موضوع پر بات کی تو اس نے کہا: یہ رشتہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لئے مانگا تھا اور ہم نے ہاں بھی کہہ دی تھی' اللہ کی قسم! ہم جب کسی سے وعدہ کر لیتے ہیں تو اس کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتے! یہ بات سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ مطعم کے پاس گئے۔ اس کے پاس اس کی بیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ کے بارے میں بات کی تو بیٹے کی والدہ بوڑھی خاتون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگی: ابو قحافہ کے فرزند! اگر ہم نے اپنے بیٹے کی شادی تمہارے ہاں کر دی تو تم اسے بھی اپنے دین میں شامل کر لو گے تو یہ ہمارے لئے بڑی ناگوار بات ہوگی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بڑھیا کیا کہہ رہی ہے؟ مطعم نے بتایا بڑھیا یہ کہہ رہی ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس تشریف لے آئے اور خولہ رضی اللہ عنہا سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے گھر بھیج دیں۔ آپ تشریف لے آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور اس وقت اس کی عمر چھ سال تھی۔ خولۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور اس سے کہا: سودہ مبارک ہو' اللہ نے تیرے گھر خیر و برکت داخل کر دی ہے' اس نے پوچھا وہ کیسے؟ میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے وہ تجھے اپنے حبالہ عقد میں لینا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا: ابا جان اندر بیٹھے ہیں آپ ان سے بات کریں۔ وہ بہت بوڑھے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں اس کے پاس گئی' اسے سلام کیا اور یہ پیغام سنایا تو اس نے کہا: یہ رشتہ تو بڑا مناسب ہے! کیا میری بیٹی سودہ اس رشتے کو پسند کرتی ہے؟ میں نے بتایا: ہاں! اسے یہ رشتہ پسند ہے۔ اس نے کہا: سودہ کو میرے پاس بلاؤ۔ میں بلا لائی اس نے کہا: بیٹی یہ رشتہ مجھے تو بڑا مناسب معلوم ہوتا ہے کیا تجھے پسند ہے؟ اس نے کہا: ہاں! ابا جان! مجھے پسند ہے۔ اس نے کہا: تو پھر ٹھیک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی گئی آپ تشریف لائے اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کر دی گئی۔ سودہ کا بھائی عبد بن زمعہ جب حج سے واپس آیا تو اسے اس شادی کا پتہ چلا تو اس نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے اپنے سر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں دائرہ اسلام میں داخل ہوا تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ میں نے اپنے سر میں مٹی ڈالنے کی بڑی حماقت کی تھی۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے بعد میرے ابا جان سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بنو حارث بن خزرج کے ہاں قیام پذیر ہوئے ہم اہل خانہ بھی ہجرت کے بعد وہیں ابا جان کے ہاں رہائش پذیر ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے' آپ کے ساتھ انصار کے بہت سے مرد وزن تھے۔ میرے پاس میری امی جان تشریف لائیں' میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی۔ امی جان نے مجھے جھولے سے اتارا۔ میرا منہ سر دھویا۔ کنگھی پٹی کی اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا: یہ آپ کی رفیقہ حیات آپ کو مبارک ہو۔ اس کے بعد انصاری مرد وزن وہاں سے چلے گئے۔ میری عمر اس وقت نو سال تھی۔ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ٹب بطور تحفہ پیش کیا۔

سیدنا عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال کے مہینے میں شادی کی اور شوال ہی میں میری رخصتی ہوئی۔ سب ازواج مطہرات میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں میں سب سے بڑھ کر خوش نصیب تھی۔[1]

ہشام اپنے باپ سے اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کیا جب میری عمر چھ سال تھی اور نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔ ہوا یہ کہ میں جھولا جھول رہی تھی میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ تھیں اتنے میں میری امی جان آئیں اور انہوں نے بلند آواز سے مجھے بلایا' مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ امی جان کیوں بلا رہی ہیں؟ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک کمرے میں لے گئیں جس میں انصار کی خواتین جمع تھیں' انہوں نے مجھے دیکھتے ہی مبارک باد دی اور ساتھ ہی مجھے دلہن بنایا۔ تب مجھے پتہ چلا کہ میری رسول اللہ ﷺ سے شادی ہوئی ہے۔[2]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برتری تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی برتری دیگر تمام

---

[1] مسلم کتاب النکاح: ۱۴۲۳۔ ترمذی کتاب النکاح ۱۰۹۳۔ نسائی کتاب النکاح: ۳۲۳۶۔ الدارمی کتاب النکاح: ۲۲۱۱۔ ابن ماجۃ کتاب النکاح: ۱۹۹۰۔ مسند امام احمد: ۶/ ۲۲۔

[2] متفق علیہ۔ بخاری: ۳۸۹۴۔ مسلم: ۱۴۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانوں پر ہوتی ہے۔[1]

بہتان کا واقعہ

بہتان کے واقعہ نے پوری تاریخ انسانیت میں تمام پاکیزہ دل لوگوں کو درد و الم میں مبتلا کر دیا اور پوری امت مسلمہ کو اس کی طویل ترین تاریخ میں دشوار ترین تجربے سے دو چار کیا۔ پورا مہینہ رسول اللہ ﷺ آپ کی رفیقہ حیات' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے دل کو شکوک وشبہات اور اضطراب و درد کے جال میں الجھائے رکھا۔

عفت مآب روشن ضمیر' پاکیزہ تصورات کی حامل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی' اس کی عزت پر حرف گیری' اس کی عصمت پر الزام تراشی جبکہ صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر جس نے پاکیزہ گھرانے میں نشوونما پائی' اس کی امانت و دیانت پر انگشت نمائی جبکہ وہ بنو ہاشم کے چشم و چراغ عبد اللہ کے فرزند ارجمند کی رفیقہ حیات ہے۔ اس کی وفاداری پر الزام تراشی جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی محبوب نظر شریک حیات ہے۔

اس کے ایمان پر الزام تراشی جبکہ اس نے اسلام کی گود میں نشوونما پائی۔ جب سے انہوں نے شعور پکڑا گھر میں اسلامی ماحول دیکھا۔ مزید برآں ان کو رسول اللہ ﷺ کی رفیقہ حیات بننے کا شرف حاصل ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بہتان تراشی کا واقعہ ۶ ہجری کو پیش آیا۔ جبکہ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ بہتان تراشی کا واقعہ ۴ ہجری کو پیش آیا۔

نعمان بن راشد علامہ زھری سے روایت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ مریسیع کے موقع پر پیش آیا۔ آیئے اب ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی اس واقعے کی تفصیل سنتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے' قرعے میں جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ سفر پر لے جاتے۔ ایک سفر پر جانے سے پہلے قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکل آیا۔ مجھے سفر میں اپنے ساتھ

[1] متفق علیہ۔ بخاری: ۳۷۷۰۔ مسلم: ۲۴۴۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے لیا۔ مجھے ہودج میں بٹھا کر اونٹ پر سوار کر دیا گیا جہاں کہیں پڑاؤ کیا جاتا تو اونٹ کو بٹھا کر ہودج کو اٹھا کر زمین پر رکھ دیا جاتا۔ میں اس میں سے نیچے اتر آتی۔ جب رسول اللہ ﷺ ایک غزوے سے فارغ ہوئے تو ہم واپس روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر ہم نے پڑاؤ کیا آپ نے رات کو روانگی کا اعلان کر دیا۔ جب کوچ کا اعلان ہوا تو میں قضائے حاجت کے لئے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو میں نے اپنے گلے کو ہاتھ لگایا تو ہار نہیں تھا۔ میں اس کی تلاش میں چلی گئی۔ مجھے ہار کی تلاش میں دیر لگ گئی۔ جو لوگ دوران سفر میری خدمت پر مامور تھے انہوں نے حسب معمول میرے ھودج کو اٹھا کر اونٹ پر باندھا اور چل دیئے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ میں ھودج میں موجود ہوں۔ ان دنوں خواتین دبلی پتلی ہوا کرتی تھیں اسی لئے لوگوں کو ہودج کا ہلکا پن محسوس ہی نہیں ہوا' میں تھی بھی اس وقت نوعمر۔ بہر حال انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔ ہار تو مجھے مل گیا جب میں واپس آئی تو لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ میدان میں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ میں اس خیال میں وہیں بیٹھ گئی کہ جب میرا پتہ چلے گا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو میری تلاش میں یہاں ہی آئیں گے۔ مجھ پر نیند غالب آئی تو میں چادر اوڑھ کر وہیں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی کی ذمہ داری پیچھے پیچھے آنے کی تھی تاکہ اگر کسی کی کوئی چیز گر جائے تو اسے اٹھا لے' جب اس نے مجھے چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا تو میرے پاس آ کر ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہا' میرے پاس لا کر اپنی اونٹنی بٹھا دی اور میں اس پر سوار ہو گئی۔ وہ اونٹنی کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگا۔ یہاں تک ہم لشکر کے ساتھ آ ملے۔ اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ صرف ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہنے پر اکتفا کیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے بارے میں بعض افراد نے واہی تباہی بولتے ہوئے اپنے لئے بربادی کا سامان مہیا کیا۔

بہتان تراشی کے جرم میں سب سے بڑھ کر عبد اللہ بن ابی بن سلول نے حصہ لیا۔ اور کچھ لوگ بھی بہتان تراشی کرنے والوں کی باتوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہے تھے۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اس صورت حال کا علم ہی نہیں تھا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو میں مہینہ بھر بخار میں مبتلا رہی البتہ اس دوران مجھے نبی کریم ﷺ کا رویہ قدرے بدلا ہوا محسوس ہونے لگا۔ آپ گھر تشریف لاتے۔ طبیعت میں انقباض دکھائی دیتا۔ روکھے پھیکے انداز میں حال پوچھتے اور تشریف لے جاتے' مجھے اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ یہ تبدیلی کیوں رونما ہوئی ہے۔ ایک رات میں ابا جان سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ام مسطح کے ساتھ باہر جا رہی تھی۔ یہ ابورہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی' اس کے بیٹے کا نام مسطح تھا۔ ہم اکٹھی باہر جا رہی تھیں کہ وہ اپنی چادر میں الجھ کر گر گئی۔ گرتے ہی اس نے اپنے بیٹے مسطح کو برا بھلا کہا۔ میں نے کہا: آپ مسطح کو جلی کٹی سنا رہی ہیں' اسے تو جنگ بدر میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ وہ کہنے لگی: تجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ تیرے بارے میں کیا باتیں کر رہے ہیں؟ میں نے پوچھا: وہ کیا باتیں ہیں؟ تو اس نے ساری تفصیل بیان کر دی تو مجھے پتہ چلا کہ مدینہ منورہ میں میرے بارے میں کیسی مسموم فضا پیدا کر دی گئی ہے' یہ سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے اور میری بیماری میں اضافہ ہو گیا۔

جب میں اپنے گھر واپس آئی تو رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے' آپ نے بادل نخواستہ حال پوچھا' میں نے آپ سے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت طلب کی' میں اس واقعے کی حقیقت جاننا چاہتی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے گھر چلی آئی۔ میں نے اپنی امی جان سے پوچھا: پیاری امی جان! لوگ میرے بارے میں کیا باتیں کر رہے ہیں؟ اس نے کہا: بیٹی اس صورت حال سے آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ بخدا اگر کوئی خاتون خوبصورت اور اپنے خاوند کی محبوب نظر ہو جبکہ اس گھر میں اس کی سوتنیں بھی ہوں تو اسے اس قسم کی صورت حال سے اکثر و بیشتر دو چار ہونا ہی پڑتا ہے۔ میں نے یہ بات سن کر کہا: سبحان اللہ! لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ میں ساری رات روتی رہی صبح تک نہ میرے آنسو رکے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ صبح ہوئی تو میں بدستور رو رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوں وحی کی آمد رکی ہوئی تھی۔ آپ نے دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ اس نازک ترین صورت حال میں کیا کیا جائے۔؟ کیا اس الزام کے نتیجے میں اہلیہ کو چھوڑ دیا جائے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی اہلیہ ہماری معلومات کے مطابق ہر لحاظ سے بہت بہتر ہے' اس کو اپنے سے علیحدہ کرنا میری نظر میں درست نہ ہوگا۔

لیکن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں' اس کے علاوہ اور آپ کے لیے عورتیں بہت ہیں' البتہ آپ اس معاملے میں بریرہ سے دریافت کرلیں کہ اس معاملے کی حقیقت کیا ہے؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کے بارے میں کبھی کوئی شک وشبہ محسوس ہوا؟

اس نے کہا: اللہ کی قسم! میری نظر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بڑا پاکیزہ کردار ہے بس اتنی سی بات میرے دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ ابھی نوعمر ہے کبھی کبھار گندھا ہوا آٹا چھوڑ کر نیند کی آغوش میں چلی جاتی ہے۔ اس دوران مرغیاں آٹے میں ٹھونگیں مارنے لگتی ہیں۔

سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بات سن کر اٹھے منبر پر بیٹھ کر یہ ارشاد فرمایا: عبد اللہ بن ابی بن سلول نے مجھے دلی صدمہ پہنچایا ہے۔ جس شخص نے مجھے میرے اہل کے حوالے سے اذیت دی ہے اسے کون سرزنش کرے گا؟ اللہ کی قسم! میرے اہل خانہ ہر اعتبار سے خیر و بھلائی کے اعلیٰ معیار پر پورے اترتے ہیں۔ جس شخص کا یہ لوگ نام لیتے ہیں میں نے اسے ہر اعتبار سے بہتر پایا ہے۔ وہ جب بھی میرے گھر آیا میری موجودگی میں آیا۔

سیّدہ بریرۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر سیّدنا سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے اہل خانہ پر انگشت نمائی کرنے والا اگر ہمارے قبیلے اوس سے ہوا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ اگر وہ قبیلہ خزرج سے ہوا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے بھی ہم نہیں چھوڑیں گے بلکہ چشم زدن میں اسے کیفرِ کردار تک پہنچا دیں گے۔ یہ باتیں سن کر قبیلہ خزرج کا سردار سعد بن عبادہ طیش میں اٹھے اور گرجدار آواز میں کہنے لگے: آپ ہمارے قبیلے کے کسی فرد کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

یہ بات سن کر سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ غضبناک لہجے میں کہنے لگے: ہم تو اس شخص کو زندہ نہیں چھوڑیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔ اس کے بعد قبیلہ اوس اور خزرج کے افراد کے درمیان شوروغوغا پیدا ہوگیا۔ اس قدر چیخ و پکار ہونے لگی کہ الاماں و الحفیظ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاموش ہو جانے کی تلقین کی تو وہ بالکل خاموش ہوگئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سارا دن اور رات روتی رہی۔ مجھے غم اتنا زیادہ تھا کہ رات اور دن کے کسی لمحے مجھے قطعاً نیند نہ آئی۔ مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ زیادہ رونے سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

میرے والدین غم کی تصویر بنے بیٹھے تھے۔ اس دوران انصار کی ایک عورت میرے پاس آئی' میں رو رہی تھی' وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی' اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ اس سے پہلے مہینہ بھر سے میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ان دنوں وحی کا سلسلہ منقطع تھا۔ حمد و ثنا کے بعد آپ فرمانے لگے:

> ''عائشہ دیکھئے' اگر آپ نے کوئی جرم نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو بری کریں گے۔ اور اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ وہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو وہ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔
>
> میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ بات سنی تو مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا' میرے آنسو تھم گئے۔
>
> میں نے اپنے ابا جان سے کہا: ابا جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا آپ جواب دیں۔ انہوں نے فرمایا: بیٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کیا کہوں؟ مجھے تو کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنی والدہ سے کہا امی جان آپ ہی میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو کوئی مناسب جواب دیں، اس نے کہا: بیٹی! میں بہت پریشان ہوں، مجھے بھی کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ اس کے بارے میں آپ سے کیا بات کروں؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نوعمر تھی، میں نے کہا: اللہ کی قسم! لوگوں کی باتیں سن کر آپ نے اپنے دل میں بٹھا لیں۔ آپ ان باتوں کو سچ ماننے لگے، اگر اب میں یہ کہوں کہ میں بالکل پاک صاف ہوں تو آپ مجھے سچا نہیں مانو گے۔

اگر میں اعتراف کرلوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل بری ہوں تو آپ میری تصدیق کرو گے۔

بخدا میں تو اس موقع پر وہی بات کروں گی۔ جو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمائی تھی:

﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۱۸)

یہ بات کہہ کر میں پلٹی اور اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی، اس وقت اللہ کی قسم میں جانتی تھی کہ میں بالکل بری ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ میری برأت کا اہتمام ضرور کریں گے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ میری برأت میں آسمان سے وحی نازل ہوگی جو قیامت تک پڑھی جائے گی، بس میرے خیال میں یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول علیہ السلام کو خواب کے ذریعے میری بریت کے بارے میں مطلع کر دیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابھی اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ گھر والے بھی ابھی اپنی اپنی جگہ پر موجود تھے۔ ان میں سے کوئی بھی گھر سے باہر نہیں نکلا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی۔ نزول وحی سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے پہلی بات یہ کی کہ عائشہ! اللہ کا شکر ادا کرو اس نے آپ کو بری قرار دے دیا ہے۔ میری امی نے یہ بات سن کر خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا: عائشہ اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا: امی جان! میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت کے بارے میں آسمان سے آیات نازل کیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۱)

جب اللہ تعالیٰ نے میری بریت کے بارے میں آیات نازل کر دیں تو میرے ابا جان سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں قرابت داری کی وجہ سے مسطح بن اثاثہ کو اس کے اخراجات کے لئے رقم دیا کرتا تھا۔ اس نے میری بیٹی پر الزام تراشی میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا۔ آج کے بعد میں اسے خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں دوں گا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے روبرو کہیں۔ جب آپ بات کر کے فارغ ہوئے تو یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۲۲)

''تم میں سے اہل فضل اور وسعت والے یہ قسم نہ اٹھائیں کہ وہ رشتہ داروں' مساکین' مہاجرین فی سبیل اللہ (کو کچھ نہ دیں گے) انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف فرمادے' اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سن کر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! میں یہ دلی طور پر یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دیں۔

وہ دوبارہ مسطح بن اثاثہ کا پہلے کی طرح مالی تعاون فرمانے لگے اور کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی اس پر خرچ کرنا بند نہیں کروں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے کردار کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے برملا کہا: اللہ کی قسم! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری نظر میں بڑی بلند کردار خاتون ہیں۔ مجھے ہمیشہ اس میں خیر و برکت ہی دکھائی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو اپنے فضل و کرم سے تقویٰ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوازا۔ اس کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کچھ تیور بدلے غرضیکہ مجھ پر الزام تراشی کرنے والوں نے ہلاکت کا راستہ اپنایا۔

فی ظلال القرآن میں تبصرہ

بہتان تراشی کی وجہ سے مہینہ بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ، صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام مسلمان حزن و ملال اور درد و الم کا نشانہ بنے رہے۔

مسلم معاشرے کا ہر فرد ہراساں و پریشان رہا۔ یہاں تک کہ اس واقعے کے من گھڑت ہونے پر قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کی محبوب نظر سولہ سالہ نوجوان بیوی پر بہتان تراشی نے مسلم معاشرے کے ہر انسان کو تڑپا کر رکھ دیا۔ نوعمری اور لڑکپنے میں اس نوعیت کی باتوں کا احساس بھی بڑا شدید ہوتا ہے۔

ذرا اس منظر کو سامنے رکھیے کہ ایک غیرت مند پاک دامن، خاتون کے کردار پر انگشت نمائی کتنا تکلیف دہ امر ہے۔ جو اپنے بری ہونے کی توقع اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ ہی سے رکھ سکتی ہے۔ اسے صرف یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بری ہونے کے بارے میں خواب دیکھ لیں گے۔ اور مجھے اس بہتان سے بری قرار دے دیں گے۔ کیونکہ وحی کا سلسلہ منقطع تھا اور اس انقطاع کی حکمت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ وحی کی آمد تقریباً ایک ماہ رکی رہی اور وہ بھی اس دردناک ماحول میں جس میں ایک ایک لمحہ عذاب بن کر گزر رہا تھا۔

اللہ اللہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام مسطح سے اپنے بارے میں باتیں سنیں تو ان کے اوسان خطا ہوگئے۔ بیماری نے انہیں لاغر کر دیا تھا، غم نے انہیں نڈھال کر رکھا تھا۔

اس نے لمبی آہ بھرتے ہوئے اپنی امی سے کہا: واہ سبحان اللہ! مجھے یہ دن بھی دیکھنے تھے۔ لوگ میرے بارے میں طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ کبھی وہ اپنے ابا جان کی طرف رجوع کرتی اور کبھی اپنی امی جان کی طرف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین اس نازک ترین صورت حال سے انتہائی پریشان تھے۔ اللہ اللہ! یہ کیسا وقت آن پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نبی جس پر وہ ایمان رکھتیں ہیں اور وہ عظیم شخصیت جسے دل کی گہرائیوں سے محبت اور الفت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ جن کی رفاقت میں زندگی کے دن بیت رہے ہیں۔

وہی آج یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں یہ یہ باتیں سن رہا ہوں' اگر تو بری ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور تیری بریت کا اہتمام کرے گا اور اگر تجھ سے کوئی جرم سرزد ہو گیا تو پھر بہتر یہ ہے کہ تم توبہ کرلو کیونکہ جب کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتے ہیں۔ آپ میرے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں آپ کو میری پاکیزگی کا یقین نہیں۔ رب العزت کی طرف سے بھی میری بریت کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہو رہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میں بالکل پاکیزہ کردار ہوں۔ میرا کوئی جرم نہیں ہے۔ میرے صاف ستھرے دامن پر کوئی داغ نہیں ہے۔ لیکن صبح و شام مجھے یہ غم کھائے جارہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جو مجھے دل کی گہرائیوں سے چاہتے تھے آج وہ میرے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں۔

ادھر ابا جان جن کو معاشرے میں انتہائی عزت اور وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا' جو بڑے حساس طبیعت اور خوشحال تھے' وہ یہ صورت حال دیکھ کر بڑے کبیدہ خاطر تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبوب نظر بیوی پر بہتان تراشی کی جارہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو ان سے والہانہ محبت ہے۔ وہ نبوت کے اعلیٰ مقام پر سرفراز ہیں۔ ان پر دل و جان سے کامل ایمان ہے۔ ان کی تصدیق کو اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں' وہ اس بارے میں کسی سے کچھ پوچھنے کی ہمت بھی نہیں کر پارہے' زبان سے درد بھری آئیں نکل رہی ہیں' دل غم میں مبتلا ہے لیکن صبر وتحمل کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ ایک دن ابا جان کہنے لگے: اللہ کی قسم! اس قسم کا الزام تو ہم پر کبھی زمانہ جاہلیت میں بھی نہیں لگا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہم بھلا اس قسم کی باتوں پر کیسے راضی ہو سکتے ہیں؟ ان ناگفتہ بہ حالات میں جب بیٹی نے کہا: ابا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان! آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں تو انہوں نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا: بیٹی! مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کیا بات کروں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ام رومان اپنی غم زدہ اور پریشان بیٹی کے سامنے غم کی تصویر بنی بیٹھی تھی۔ وہ اپنی لاڈلی بیٹی کی حالت زار سے بڑی کبیدہ خاطر تھی' اسے یہ اندیشہ لاحق تھا کہ اگر یہی صورت حال رہی تو میری پیاری بیٹی کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ اس نے اپنی بیٹی کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا: جب کوئی عورت اپنے خاوند کو محبوب ہوتی ہے اور اس کی سوتنیں بھی ہوں' اسے عام طور پر اس قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے' آپ اتنی زیادہ گھبرائیں نہیں۔ حوصلہ رکھیں' اللہ بھلی کرے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی امی جان سے کہا کہ آپ ہی میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کریں' یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ میں کیا سن رہی ہوں؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟ جس کی مجھے یہ سزا دی جا رہی ہے۔ ام رومان نے بھی وہی جواب دیا جو اس سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کو دے چکے تھے۔ کہنے لگیں بیٹا مجھے تو کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کیا بات کروں؟

ادھر جذبہ جہاد سے سرشار پاک دل مسلمان صحابی رسول' سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ کے حوالے سے بہتان تراشی زوروں پر تھی۔ آپ کی امانت و دیانت' عزت نفس' شرافت و غیرت کو داغدار کیا جا رہا تھا۔ موصوف اپنے خلاف ظالمانہ الزام تراشی بڑے ہی دل گردے سے سن رہے تھے۔ انہوں نے کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا۔ ان کا دامن بالکل پاک تھا۔ انہوں نے تو کبھی غیر محرم عورت کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ اور جب انہیں یہ پتہ چلا کہ اس بہتان تراشی میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پیش پیش ہیں تو یہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ دل تو چاہتا تھا کہ الزام تراشی کرنے والوں کی گردن اڑا دوں لیکن وہ مسلمان تھے۔ یہ اقدام بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس المناک غم نے ان کے دل کو زخمی کر دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر بنی ہاشم کی چوٹی کی شخصیت رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ گھر پر الزام لگایا جا رہا تھا اور نشانہ بھی اس عظیم المرتبت ہستی کو بنایا جو رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات میں زیادہ محبوب تھیں۔ مدینہ منورہ میں پورا ایک مہینہ لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے رہے۔ مدینے کے ہر گھر میں یہی بات موضوع گفتگو بنی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ پورا مہینہ اس اندوہناک صورت حال سے دوچار رہے۔ پریشانی کا عالم تھا' بے بسی کے دن تھے۔ منافقین بغلیں بجا رہے تھے۔ شرپسند عناصر کی چاندی بنی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان حالات سے بڑے پریشان تھے۔ آپ کو قرائن سے اس بات کا احساس تو تھا کہ میرے گھر میں اس قسم کی کوئی معمولی سی لغزش بھی نہیں ہو سکتی لیکن باتونی لوگوں نے ماحول کو بڑا ہی کثیف بنا رکھا تھا۔ شکوک و شبہات کو بڑے شدو مد سے بیان کیا جا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ پریشان تھے کہ ان حالات میں کیا کیا جائے؟ کیا موقف اختیار کیا جائے؟ ان اندوہناک حالات کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟

رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ صورت حال بڑی ہی گھمبیر ہو چکی تھی کیونکہ اس بہتان تراشی کی زد میں ان کی اپنی ذات اقدس' ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت' سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امانت و دیانت اور صداقت' اُم رومان کی عظمت اور جلیل القدر صحابی صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی عزت نفس پر حرف آتا تھا۔ آپ نے مشورے کے لئے پہلے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا کہ یہ جو آج کل مدینہ منورہ میں باتیں ہو رہی ہیں اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دل سے غم کا بوجھ اتارنے کے لئے فرمایا:
یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کسی نوعیت کی تنگی یا دشواری روا نہیں رکھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اپنی رفاقت کے لیے کسی اور خاتون کا انتخاب کر لیجئے' اس طرح اس صورت حال سے چھٹکارہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ گھر میں کام کاج کرنے والی خادمہ سے دریافت کر لیا جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ گھر کی خادمائیں اس نوعیت کے واقعات کو خوب اچھی طرح جانتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کنیز کو بلا کر پوچھا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو میں نے ہر اعتبار سے بہتر پایا ہے۔ چونکہ یہ نوعمر ہیں اور کبھی کبھی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ آٹا گوندھ کر رکھ دیتی ہیں۔ خود سو جاتی ہیں اور مرغی وغیرہ آٹے کو ٹھونگے مارنے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اور کوئی بات نہیں دیکھی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے محبوب نظر صحابی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے برجستہ کہا: یارسول اللہ ﷺ! وہ آپ کی رفیقہ حیات ہیں' ہماری نظر میں وہ سراپا بہتر ہیں رسول اللہ ﷺ اسی قسم کی حوصلہ افزا باتیں سننا چاہتے تھے کیونکہ آپ کے پیش نظر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت اپنی خوش دامن ام رومان رضی اللہ عنہا کی عظمت اور اپنے جان نثار صحابی سیّدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی عزت نفس عزیز تھی۔ آپ ﷺ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزا باتیں سن کر مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے وہاں دیکھا کہ اوس اور خزرج آپس میں کسی بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ وہاں سے آپ سیدھے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو معلوم ہی ہے کہ پورے مدینے میں کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ اگر آپ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے سے اس کا مداوا ہو سکتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جب یہ بات سنی تو یکدم میرے آنسو رک گئے۔ میں نے برجستہ یہ کہا کہ اگر میں ناکردہ گناہ کا اعتراف کر لوں تو آپ بہت جلد مطمئن ہو جائیں گے۔ حالانکہ میرا اللہ جانتا ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں۔ اگر میں اعتراف نہیں کرتی تو مدینے کی فضا کی آلودگی کی وجہ سے آپ کو جلد یقین نہیں آئے گا میں تو اس موقع پر وہ بات کہنا پسند کروں گی جو سیّدنا یوسف علیہ السلام کے والد محترم نے انتہائی غم کے موقع پر کہی تھی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۱۸)

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی۔ جس میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی اور طہارت نازل کی گئی۔ اور خاندان نبوت کو پاکیزہ قرار دیا گیا اور منافقوں کا پردہ اٹھ گیا۔ جنہوں نے فتنہ برپا کر رکھا تھا اور مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

نزول وحی میں تاخیر

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کٹھن حالات میں وحی کے نزول میں اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ جب منافقین نے یہ بات اڑائی اسی وقت وحی نازل کر کے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیا جاتا تاکہ نہ رسول اللہ ﷺ کو پریشان ہونا پڑتا اور نہ مسلمانوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا۔ پورا مہینہ منافقین کو کھل کھیلنے کا موقع ملا انہوں نے خوب بے پر کی اڑائیں لیکن اس عرصہ دراز میں وحی کا نزول نہ ہوا۔ اس میں حکمت کا پہلو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مدنی معاشرے کے مثبت اور منفی سوچ رکھنے والے لوگوں کے کردار کو بالکل واضح کر دینا چاہتا تھا' تاکہ اچھے برے کردار لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آ جائیں' صالح اور بدکردار' مومن اور منافق' اچھے اور برے الگ ہو جائیں۔ تاکہ راستہ بالکل واضح ہو جائے اور کسی کے بھٹکنے کا امکان باقی نہ رہے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو یہ بات سنتے ہی جذبہ ایمان سے سرشار ہو کر کہہ دیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا' یہ جھوٹ ہے' بہتان ہے' سراسر الزام تراشی ہے۔ خاندان نبوت کو بدنام کرنا ایک گھناؤنی سازش ہے۔ نبی معصوم ﷺ سے متعلق کسی فرد سے اس قسم کے کردار کا وقوع پذیر ہونا ممکن ہی نہیں۔ ہم نہیں مانتے اس موقع پر سیدنا ابوایوب خالد بن زید الأنصاری رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی کا مومنانہ کردار کھل کر سامنے آتا ہے۔

امام محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ام ایوب اپنے خاوند ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگی: کیا آپ نے کچھ سنا کہ لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں' میں نے سنا ہے' یہ سب جھوٹ ہے۔ افتراء پردازی ہے۔ پھر کہا: اے ام ایوب! اگر تیرے بارے میں کوئی اس قسم کی بات کہے تو تم تسلیم کر لو گی؟ وہ کہنے لگی: اللہ کی قسم! میں تو کبھی تسلیم نہ کروں' تو انہوں نے فرمایا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تجھ سے کہیں بہتر ہے۔

امام محمود بن عمر الزمخشری اپنی تفسیر الکشاف میں رقم طراز ہیں کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنی بیوی اُم ایوب الانصاری رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہنے لگے: سن رہی ہو آج کل کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ اگر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ہوتا' تیرا کیا خیال ہے کہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پامال کرتا؟ اس نے کہا: بالکل نہیں' میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی' پھر انہوں نے کہا: اگر تم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جگہ ہوتی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو تم سے بہت بہتر ہے اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ مجھ سے کہیں بہتر ہے۔

اور دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ منافقین کا کردار کھل کر سامنے آ گیا جو امت مسلمہ کے سردار سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو مطعون کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اس بات کو اچھالنے میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول' مسطع بن اثاثہ کے ساتھ سیّدنا حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش جیسی شخصیات بھی دکھائی دیتی ہیں۔ منافقین کا تو یہ مقصد تھا کہ اس من گھڑت واقعہ کو اچھال کر مسلمانوں پر غلبہ حاصل کیا جائے جو ہمیں جنگی میدان میں حاصل نہیں ہو سکا۔ بہتان تراشی کا یہ ظالمانہ مکرو فریب ان کی بہت بڑی گھناؤنی سازش تھی جو وحی کے ذریعے طشت از بام ہوئی اور وحی کی تاخیر میں حکمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اہل ایمان کو یہ باور کرایا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم نہیں رکھتے' اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو مہینہ بھر پریشان نہ ہوتے' بلکہ پہلے مراحل میں ہی لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیتے' نہ خود پریشان ہوتے نہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسو بہانے کی نوبت آتی' نہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا ام رومان رضی اللہ عنہا اور مسلمانوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا اور نہ ہی منافقین کو بغلیں بجانے کا موقع ملتا۔

قرآنی نص کے زیر سایہ

بہنو! اب آپ اس المناک حادثے کے بارے میں قرآنی آیات کا بغور مطالعہ کریں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاکیزہ دور میں وقوع پذیر ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۱)

جن لوگوں نے اس المناک بہتان کی افواہ پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہ کوئی مسلم معاشرے میں گمنام اور اجنبی لوگ نہ تھے بلکہ وہ سب مسلمانوں میں جانے پہچانے افراد تھے۔ ان کا مسلمانوں کے ساتھ رہن سہن تھا۔ لیکن تھے وہ منافق وہ مسلمانوں کے ساتھ بظاہر محبت خیر خواہی اور اخلاص کا تاثر دیتے لیکن ان کے دلوں میں مکاری' چالبازی اور دھوکہ تھا۔ وہ ایک فرد یا چند افراد نہ تھے بلکہ پوری ایک جماعت تھی جس کا ہدف ایک ہی تھا اس بہتان تراشی میں عبد اللہ بن ابی بن سلول اکیلا نہ تھا بلکہ جملہ منافقین اور یہودی اس کے ساتھ تھے۔

وہ لوگ اسلحے کے زور پر اسلام کا سامنا کرنے سے عاجز آ چکے۔ تو انہوں نے اسلام کے خلاف خفیہ طور پر یہ گھناؤنی سازش اختیار کی۔ بہتان تراشی کا واقعہ اسلام کے خلاف ان کی ایک خفیہ سازش تھی۔

اس سازش میں بعض مسلمان بھی دھوکے سے شریک ہو گئے۔ جیسے حمنہ بنت جحش' حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہم لیکن اس گھناؤنی سازش میں مرکزی کردار عبد اللہ بن ابی بن سلول کا تھا۔ یہ خبیث کھل کر تو سامنے نہیں آتا تھا۔ لیکن خفیہ طور پر یہ مکمل طور پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افواہ پھیلانے میں سرگرم رہا۔ جدھر دیکھو ادھر ہی پاکیزہ گھرانے کے بارے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولی جارہی ہیں۔

اس واقعہ کے بارے میں اترنے والی ابتدائی آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس گھناؤنی سازش کی منصوبہ بندی کرنے والوں کے پیش نظر صرف رسول اللہ ﷺ یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پریشان کرنا مقصود نہ تھا بلکہ یہ سازش پوری امت مسلمہ کو بدنام کرنے کے لئے تھی' جیسا کہ اس فرمان الٰہی سے معلوم ہوتا ہے:

﴿ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۱)

''تم اسے اپنے لئے شر خیال نہ کرو بلکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔''

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس المناک واقعہ میں بھلا رسول اللہ ﷺ اور ان کے خاندان کے لئے کیا خیر کا پہلو ہوسکتا ہے۔ جواباً میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں پہلی خیر و بھلائی تو یہ ہے کہ پتہ چل گیا کہ امت مسلمہ کا ہمدرد کون ہے اور اس کا دشمن کون ہے۔

دوسرا خیر و بھلائی کا پہلو یہ ہے کہ مسلم معاشرے کو گزند پہنچانے والے کردار کھل کر سامنے آگئے۔

تیسرا خیر و بھلائی کا پہلو یہ ہے کہ مخلص مومن اور شرپسند عناصر پورے معاشرے میں بالکل واضح ہوگئے۔

چوتھا خیر و بھلائی کا پہلو یہ ہے کہ امت مسلمہ ہر دور میں محتاط رہے کسی وقت بھی ان کے دشمنوں کی طرف سے ان کے خلاف گھناؤنی سازش ہوسکتی ہے۔

اس واقعے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر دور میں مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کے لئے دشمن سازشوں کے جال بنتے رہے ہیں پاکیزہ ترین معاشرہ میں بھی دشمن نے مسلمانوں کے خلاف یہ حربہ استعمال کیا' جسے وحی کے ذریعے ناکام بنادیا گیا۔

جن لوگوں نے بہتان تراشی میں حصہ لیا انہیں دنیا و آخرت میں اپنے حصے کا عذاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہنا پڑا۔ اس المناک حادثے کا سب سے بڑا مجرم عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ اس کے لئے تو بڑے عذاب کا مژدہ سنا دیا گیا البتہ جن مسلمانوں نے اس بہتان تراشی میں حصہ لیا' برأت کے حوالے سے وحی نازل ہونے کے بعد دربار رسالت سے ان پر شرعی حد نافذ کی گئی۔ مسلمانوں میں تین شخصیات کے نام سامنے آئے:

① حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

② مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ۔

③ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

تینوں نے اپنے حصے کی سزا پائی اس افتراء پردازی میں سب سے گھناؤنا کردار عبداللہ بن ابی بن سلول نے ادا کیا۔ یہ منافقین کا سردار تھا۔ اسلام اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مکاری' چالبازی اور دسیسہ کاری کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں تھی۔

کہتے ہیں کہ جب سیّدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ھودج لے کر پہنچے تو عبداللہ بن ابی بن سلول' لوگوں میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ جب ام المومنین کا ھودج اونٹ سے اتارا گیا تو اس نے پوچھا: اس ھودج میں کون ہے؟۔ اسے بتایا گیا کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس نے یہ سنتے ہی خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے برملا کہا' ان دونوں نے رات اکٹھے گزاری ہے۔ اے مسلمانو! تمہارے نبی کی بیوی ایک غیر محرم کے ساتھ صبح تک رہی ہے' یہ ممکن ہی نہیں کہ دونوں محفوظ رہ سکے ہوں۔ پھر اس بات کو اتنا اچھالا گیا: کہ الاماں والحفیظ۔ پورا ایک مہینہ اس افواہ کو پورے زور و شور سے پھیلایا گیا۔ کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں کوئی گواہ نہیں۔ لیکن جن لوگوں کے دل بیمار تھے انہوں نے اس بات کو خوب اچھالا' منافقین تو پھولے نہیں سمارہے تھے۔ منافقین کے گھر میں تو گھی کے چراغ جل رہے تھے۔ ان کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس نگار خانے میں کسی ناصح' خیر خواہ اور دانشمند کی کوئی کسی طرف سے آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ سید قطب مرحوم کہتے ہیں کہ ہمیں حیرت ہے کہ ایسی من گھڑت کہانی مسلم معاشرے میں جہاں صحابہ کرام کی کثیر جماعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود تھی کس طرح پھیلنے پائی؟ ہر گھر میں اس کا چرچا کس طرح ہونے لگا؟ قدسی نفوش اور پاکیزہ شخصیات کیونکر اس المناک حادثے سے کبیدہ خاطر ہوئیں؟

یوں معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی زندگی کا سب سے زیادہ اس افواہ سے دلی صدمہ محسوس ہوا۔ جب تک وحی نازل نہیں ہوئی آپ بہت زیادہ پریشانی میں مبتلا رہے۔ یہ بہتان منافقین کا مسلمانوں کے خلاف انتہائی خطرناک حربہ تھا۔ لیکن قرآن مجید میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں نازل ہونے والی آیات نے سارے غم دھو ڈالے اور مسلمانوں پر غور وفکر کے دروازے کھول دیے۔

ان قرآنی آیات میں پہلا نکتہ یہ بیان کیا گیا۔

تہذیب وتادیب

اس المناک واقعہ کے بعد جو قرآنی آیات نازل ہوئیں ان میں اہل ایمان کے لئے خیر اور منافقین ومریض دل والے لوگوں کے لئے شر اور دنیا وآخرت کے عذاب کی نوید سنائی گئی۔ پھر اہل ایمان کو شفقت بھرے لہجے میں ہلکی سی سرزنش کی گئی تاکہ آئندہ کے لئے ان کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔

﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی داستان میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے تادیب وتربیت کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ زجر وتوبیخ کا انداز اپناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اہل ایمان نے یہ بات سنی تھی تو انہیں چاہیے تھا کہ فوراً اس کے خلاف صدا بلند کرتے ہوئے کہتے: ایسا نہیں ہوسکتا جیسا کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی بات سن کر اہل ایمان کو اپنی ذات کے بارے میں خیر و بھلائی کا فیصلہ کرتے ہوئے اس واقعے کے سچ ہونے کا برملا انکار کر دینا چاہیے تھا کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان کے باہمی روابط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((مَثَلُ الْمُومِنِيْنَ فِي تُوادِهِمْ وَ تَراحُمُهُم وَ تَعَاطِفُهُمْ مِثَلُ الْجَسَدَ اِذَا شْتَكَى مِنْهُ عُضوٌ تَدَاعِى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمى)) (صحيح البخاری)

مومنوں کی باہمی محبت رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک جسم کی مانند ہے۔ جب اس جسم کا ایک عضو شکایت محسوس کرتا ہے تو پورا جسم بیداری اور بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس پر جب ہم غور کرتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اہل ایمان کو حُسنِ ظن اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور اس کے برعکس سوئے ظن سے اجتناب کرنے کی تلقین کی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾

(الحجرات: ۴۹/ ۱۲)

''اے ایمان والو زیادہ گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ کے زمرے میں آتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے بدگمانی کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَ فَاِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ)) [۲]

''تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوتی ہے۔''

بدگمانی ایک ایسا خیال ہوتا ہے۔ جس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی' یہ ایک ایسی گمراہی ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ بدگمانی کی صورت میں شیطان انسان کو ایسے کچو کے لگاتا ہے کہ جن سے اخوت کے روابط پامال ہونے لگتے ہیں۔ افواہ سازی اور بہتان تراشی سے مسلم معاشرے میں دراڑیں پڑنے لگتی ہیں۔

قرآن حکیم میں اہل ایمان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو چاہیے تھا کہ اپنے بارے میں خیرو بھلائی کے جذبات رکھتے اگر وہ اپنے بارے میں اس قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حرکت کا سوچ نہیں سکتے تو اپنے نبی علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں تو ان کی سوچ بہت بلند ہونی چاہیے تھی۔

اہل ایمان میں یہ کردار سیّدنا ابوایوب' خالد بن زید الأنصاری رضی اللہ عنہ اور اُن کی بیوی نے ادا کیا۔

یہاں قرآن مجید نے مسلمانوں کے لئے ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا ہے کہ مسلم معاشرے میں برأت اور نیکی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لہٰذا کسی مسلمان پر دوسرے مسلمان کو کسی ایسے جرم کا الزام لگانا جس کا اس نے ارتکاب ہی نہ کیا ہو شرعاً ممنوع ہے۔ اگر کوئی ثبوت نہیں تو کسی پر انگشت نمائی کی شرعاً اجازت نہیں۔

قرآن مجید نے دوسرا اصول یہ بیان کیا کہ الزام لگانے والے سے قطعی دلیل طلب کی جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۳)

''وہ لوگ اپنے الزام کے ثبوت میں چار گواہ کیوں نہ لائے۔ اگر یہ گواہ نہ لے کر آئے اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں''۔

سید قطب اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اتنا بڑا بہتان تراشنے والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں پھر بھی معاشرے میں اس کا چرچا عام ہوا۔ بہتان تراش چار گواہ پیش نہ کر سکے۔ جو اس قسم کی الزام تراشی پر خارجی دلیل کے طور پر پیش کرے' شرعاً ضروری ہیں چونکہ وہ ایسا نہ کر سکے۔ لہٰذا وہ عند اللہ جھوٹے قرار دیئے گئے۔

وہ تھے بھی جھوٹے دلیل ان کے پاس کہاں سے آتی' وہ اس گھناؤنے جرم سے بری قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ انہوں نے ایک پاکیزہ خاندان پر کیچڑ اچھال کر اپنی کمینگی کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ صورت حال کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۴)

''اور اگر تم مسلمانوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس معاملے میں تم پڑ گئے تھے اس کے باعث تم پر کوئی بڑی آفت آ جاتی۔''

قرآن مجید میں جو دو بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں' مسلمانوں نے واقعہ بہتان میں انہیں اپنے پیش نظر نہیں رکھا۔ انہوں نے بہتان تراشی کرنے والوں کو کھل کھیلنے کا موقع دیا' وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے پھرتے رہے۔ پورا مہینہ مدینہ منورہ کی فضا مکدر رہی۔ مسلمان حیرانی و پریشانی کی تصویر بنے رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اور فضل و شرف نہ ہوتا تو یہ اتنا بڑا گھناؤنا جرم تھا کہ پورا معاشرہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہ تنبیہ کر دی کہ آئندہ اگر معاشرے میں شر پسند عناصر اسی نوعیت کی صورت حال پیدا کر دیں تو جھوٹی افواہوں کے آگے بند باندھنا مسلمانوں کا اجتماعی فرض ہے۔ شر پسند عناصر کو مسلم معاشرے کا امن و سکون برباد کرنے کے لیے کھلی چھٹی نہیں دینا چاہیے تھی۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کو ایک آئینہ دکھلا دیا کہ اس قسم کے حالات میں تمہیں کیا کرنا چاہیے تھا اور تم نے کیا کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۵)

''جب تم اپنی زبانوں سے جھوٹی تہمت نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے۔''

اس آیت کریمہ میں یہ سرزنش کی گئی ہے کہ تم بغیر سوچے سمجھے ایک نازیبا بات کرتے رہے ہو تم اسے معمولی سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بڑی ہی خطرناک بات تھی' اس افواہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خاص طور پر رسول اقدس ﷺ کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

سید قطب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہ اتنی خطرناک بات تھی کہ اس سے پہاڑ لرز جائیں اور ارض و سماء میں کپکپاہٹ پیدا ہو جائے۔ منافقین نے رسول اقدس ﷺ کی عظمت کو پامال کرنے کی گھناؤنی سازش کی۔ مسلمانوں کو فوری طور پر اس کے خلاف کھڑا ہو جانا چاہیے تھا۔

﴿تلقي باللسان﴾ کا اطلاق اس بات پر ہوتا ہے جو بغیر سوچے سمجھے کی جائے جیسے کوئی دیوانہ بولتا رہتا ہے اس کی باتوں میں غور وفکر یا سوچ سمجھ کا کوئی دخل عمل نہیں ہوتا۔ وہ یونہی مہمل باتیں کرتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۶)

”کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ”ہمیں زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے نکالیں۔ معاذ اللہ، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔“

اس آیت کریمہ میں تمام اہل ایمان کو اجتماعی طور پر سرزنش کی گئی ہے کہ جب تم نے ایسی بات سنی تھی تو اسی وقت تمہاری طرف سے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے یہ برملا کہہ دینا چاہیے تھا کہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا، تمہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ بہتان اس عظیم ہستی پر لگایا جا رہا ہے جو ام المومنین کے عظیم منصب پر فائز ہیں، جنہیں رسول اللہ ﷺ کی رفیقہ حیات بننے کا شرف حاصل ہے۔ اصطلاح میں بہتان کہتے ہیں، اسے نہیں کہ کسی کے بارے میں ایسی بری بات کہی جائے جو اس میں پائی نہ جاتی ہو۔ اگر وہ برائی یا جرم اس میں پایا جاتا ہے تو اگر وہ بات اس کی غیر حاضری میں کی جائے تو اسے غیبت کہتے ہیں اور غیبت کرنے پر بھی شرعاً پابندی ہے۔ کسی مسلمان کو اس کی اجازت نہیں اور کسی کے بارے میں جھوٹی بات کرنا تو بہت بڑا جرم ہے۔ مومن مردوں اور مومن عورتوں کا تو یہ فرض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنتا تھا کہ بات سنتے ہی اس امکان کو مسترد کر دیتے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت پر حرف آتا تھا۔ ایسے موقع پر اہل ایمان کو خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہیے تھی۔

سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ دونوں میاں بیوی نے برملا اس افواہ کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ایسی پاکیزہ ہستی کے بارے میں ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ نا ہنجار منافقوں کی کھلی ہرزہ سرائی دریوزہ گری، سیہ کاری، مکاری، چالبازی، دغا بازی اور جعل سازی تھی۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۷)

''اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔''

اس آیہ کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سید قطب فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو تربیتی اسلوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تو آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا جب کبھی تمہاری زندگی میں ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو تم مومنانہ بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس قسم کی افواہوں کا شکار بننے سے اجتناب کیا کرنا، نہ کہ تم بھی ایسی افواہوں کا حصہ بن جانا۔

ہشام بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ سَبَّ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَمَنْ سَبَّ عَائِشَةَ قُتِلَ - لأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يقول يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (نور: ۲۴/ ۱۷)))

''جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عائشہؓ کو گالی دی اسے قتل کر دیا جائے گا''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((فَمَنْ سَبَّ عَائِشَةَ فَقَدْ خَالَفَ الْقُرْآنَ وَ مَنْ خَالَفَ الْقُرْآنَ قُتِلَ))

''جس نے عائشہؓ کو گالی دی اس نے قرآن کی ممانعت کی اور جس نے قرآن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممانعت کی اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

ابن الولی اور اصحاب شافی کہتے ہیں کہ جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے سزا دی جائے گی۔

تفسیر قرطبی میں لکھا ہے کہ بہتان تراشوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا۔ اللہ نے اسے بری کر دیا اب جو بھی ان کی بریت کے بعد ان کو برا بھلا کہے گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والا کافر ہوتا ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ اسے سرزنش کی جائے۔[1]

اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے اس لئے کہ وہ اچھی طرح تمام حالات کو جانتا ہے ہر ایک کے اندرونی احساسات بھی اس کے علم میں ہیں ہر ایک کی نیت پر اس کی نظر ہے۔ ہر ایک کے ارادوں کو بھی وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

اسباق اور نصیحتیں

مختلف نوعیت کی داستانیں بیان کرنے میں قرآن حکیم کا اسلوب یہ ہے کہ تمام بیان کردہ داستانیں اپنے اندر بہت سے اسباق اور نصیحتیں سمیٹے ہوئے ہوتی ہیں' تاکہ مسلمان ان سے سبق اور نصیحت حاصل کرتے ہوئے اپنے لئے راہ عمل متعین کر سکیں۔ حادثہ بہتان میں جو اسباق مضمر ہیں وہ پیش خدمت ہیں:

مسلم معاشرے میں فحاشی پھیلانے پر تنبیہ

مسلم معاشرہ پاکیزگی' صفائی اور پاکدامنی پر قائم ہوتا ہے چونکہ یہ معاشرہ صاف ستھرا اس میں فحاشی کو رواج دینے کی کسی کو شرعاً اجازت نہیں۔ اس سلسلے میں اللہ رب العزت نے ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا ہے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنے پیش نظر رکھیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

[1] بحوالہ تفسیر قرطبی ۱۲/ ۲۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۹)

''بلا شبہ جو لوگ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے' ان کے لئے دنیا و آخرت میں رسوائی ہے اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''

مسند امام احمد میں سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مذکور ہے:

((عَنْ ثُوبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تُؤْذُوا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَطْلُبُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ طَلَبَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ طَلَبَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ فِي بَيْتِهِ))[1]

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ دو' نہ ان کی عیب جوئی کرو اور نہ ان کے عیوب تلاش کرتے پھرو اور جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرے گا تو اللہ اس کا عیب تلاش کرے گا' یہاں تک کہ اللہ اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔ افواہیں پھیلانے والوں اور بے حیائی کو فروغ دینے والوں کے ہر دور' ہر جگہ اور ہر نسل میں مختلف اسلوب رہے ہیں۔

کبھی تو وہ معاشرے میں بے حیائی ایسی عشقیہ داستانوں کے ذریعے پھیلاتے ہیں کہ لوگ ان محبت ریز خود ساختہ کہانیوں کو سن کر بدکرداری کی طرف مائل ہو جاتے اور کبھی یہ لوگ ان رومانٹک کہانیوں کو خود ساختہ ہیجان خیز تصویروں کی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور کبھی یہ لوگ معاشرے میں ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ عام لوگ بے حیائی کے کاموں کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی یہ لوگ یوں بھی کرتے ہیں کہ معاشرے میں کسی پاکدامن عورت پر بے حیائی کے ارتکاب کا بہتان تراش لیتے اور پھر اسے خوب اچھالتے ہیں اور آخر کار معاشرے میں صورت حال یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ

[1] مسند امام احمد ۵/ ۲۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عفت وعصمت ایک نادر چیز محسوس ہونے لگتی ہے اور معاشرے میں بے حیائی کا چلن عام ہو جاتا ہے اور معاشرے کے اکثر افراد فحاشی میں دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ جو لوگ پاکدامن عورتوں کی عفت وعصمت پر انگشت نمائی کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور دنیا و آخرت میں رسوائی ہے۔ اس حقیقت کو اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اہل ایمان کو اس قسم کا طرز عمل اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاکیزہ معاشرے میں بہتان تراشی کا جرم اتنا بڑا اور سنگین تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو معاشرے کے سبھی افراد اللہ تعالیٰ کے عذاب کی لپیٹ میں آ جاتے۔

۲۔ شیطان کے نقش قدم پر چلنے پر تنبیہ

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ کا تذکرہ کیا جن میں امت مسلمہ کے ازلی دشمن شیطان کے نقش قدم پر چلنے کی ممانعت کی گئی اور اس حقیقت سے آگاہ کیا گیا شیطان اور انسان کے درمیان دشمنی ازل سے لے کر ابد تک جاری وساری ہے۔ اس لئے امت مسلمہ کے ہر فرد کو اس کی پیروی کرنے سے قطعی طور پر اجتناب کرنا چاہیے اس میں کسی قسم کی سستی اور مداہنت سے کام نہ لیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَـٰنِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَـٰنِ فَإِنَّهُۥ يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَـٰكِنَّ ٱللَّهَ يُزَكِّى مَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

(النور: ۲۴/ ۲۱)

”اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ جو شیطان کے نقش قدم پر چلے گا شیطان اسے ہمیشہ بے حیائی اور بدی کا کام کرنے کو کہے گا۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص کبھی پاک نہ ہو سکتا لیکن اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

ان آیات کریمہ میں امت مسلمہ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ مکار' دغاباز شیطان کی کسی چال میں نہ آئے اور وہ شیطان کا آسان ہدف نہ بن جائے۔ کیونکہ شیطان اولاد آدم کو گمراہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اس کی ہر ممکن یہ کوشش ہوتی ہے کہ اولاد آدم راہ راست سے بھٹک جائے اور وہ اس کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دے۔ شیطان بڑے ہی مکارانہ انداز میں قدم بقدم بنی آدم کو گمراہی کی دلدل میں پھنساتا ہے۔ شیطان انسان کو براہ راست یہ نہیں کہتا کہ تم زنا کا ارتکاب کرو یا چوری کرو بلکہ وہ ایسے جرائم کے اسباب و وسائل کو بڑا مزین و آراستہ کر کے اسے دکھلاتا ہے تاکہ انسان اس راستے پر چلنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ دھیرے دھیرے اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ اس نوعیت کے گھناؤنے جرائم کو معمولی سمجھنے لگتا ہے۔ پھر شیطان انسان کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ لوگ جو فحاشی کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں آخر اس میں کوئی کشش تو ضرور ہے' ذرا ایک دفعہ تجربہ کرنے میں ہرج ہی کیا ہے۔ پھر اس کے بعد ایسے کاموں کے قریب نہیں جائیں گے' جب انسان ایک دفعہ زنا یا چوری کی حرکت کر بیٹھتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کی یہ عادت بن جاتی ہے پھر بعض اوقات ان بری عادات سے چھٹکارہ پانا مشکل ہو جاتا ہے۔

- انسان چونکہ طبعی طور پر کمزور واقع ہوا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو۔
- تاکہ وہ شیطان لعین کے مکارانہ داؤ پیچ سے بچ سکے۔
- انسان کو ہر وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ کا طلبگار رہنا چاہیے۔
- اس کے فضل و کرم اور رحمت سے ہی انسان پاکیزہ کردار کا حامل بن سکتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (النور : ۲۴/ ۲۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا نور جب انسان کے دل میں چمکتا ہے تو اس کی برکت سے دل میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال نہ ہو تو کوئی بھی پاکیزہ کردار نہیں بن سکتا۔ اللہ سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے اور جو کردار کی پاکیزگی کا مستحق ہے۔ اسے ایسا بننے کی توفیق بھی عطا کر دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں میں جس کے لئے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے پاکیزہ کردار بنا دیتے ہیں۔

''اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔''

۳۔ درگزر کرنے اور تزکیہ اختیار کرنے کی دعوت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۲۲)

''اور اے مسلمانو! تم میں سے جو لوگ فضل والے اور وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی امداد نہ کریں گے بلکہ انہیں چاہیے کہ بیچاروں کو معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟ اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

اس آیت کریمہ میں جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے یہ رشتہ داروں کے ساتھ شفقت اور صلہ رحمی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔

یہ آیت کریمہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، ہوا اس طرح تھا کہ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ اس کی حالت بہت کمزور تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اس کے تمام اخراجات برداشت کرتے۔ جب مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں منافقین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا اور اس کو خوب اچھالا تو مسطح بن اثاثہ سے بھی لغزش ہوگئی۔ اس نے بھی منافقین کا بھرپور ساتھ دیا جب اللہ تعالیٰ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں قرآن مجید میں آیات نازل کر دیں تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسطح بن اثاثہ کے طرزِ عمل پر بہت غصہ آیا اور اس کا خرچہ بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب درگزر کرنے کا حکم نازل کیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ درگزر کرنے میں تمہیں بخش دیا جائے گا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اس کا خرچہ دوبارہ شروع کر دیا۔ جن مسلمانوں نے اس مسئلے میں منافقین کا ساتھ دیا ان پر قذف کی حد نافذ کی گئی۔ سید قطب رحمہ اللہ اس آیت کریمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں چونکہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل نورِ ایمان سے جگمگا رہا تھا۔ اور دل پاکیزگی کے اعلیٰ مقام پر پہنچ چکا تھا' اسی لئے جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے تو انہوں نے فوراً پکار کر کہا: کیوں نہیں؟ ہم تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلبگار ہیں۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ ایسا کرنا انہی کے لئے ممکن ہوتا ہے جن کے دل پاکیزگی کے اعلیٰ معیار پر پورے اترتے ہوں اور دل نورِ ایمان سے جگمگا رہے ہوں۔ انہوں نے دل کو پہنچنے والے صدمے کو اللہ کا حکم سن کر یکسر بھلا دیا۔

دھمکی اور سرزنش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ○ یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ﴾ (النور : ۲۴/ ۲۳-۲۵)

''بے شک جو لوگ پاک دامن' بے خبر اور ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس دن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ ان کے خلاف خود ان کی اپنی زبانیں اپنے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ یہ کام کرتے تھے! ۔ اس دن اللہ ان کے کاموں کا انہیں پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے اور سب کچھ واضح کرنے والا ہے۔''

پاکدامن' سیدھی سادھی' اللہ و رسول اور شریعت اسلامیہ پر ایمان لانے والی عورتوں پر فحاشی و بے حیائی کا الزام لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

اور ان کے لئے جہنم کی صورت میں بڑا عذاب ہے۔

بعض اہل تاویل کی رائے یہ ہے کہ ﴿محصنات﴾ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے۔

جناب خصیف نے سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زنا زیادہ بڑا گناہ ہے یا بہتان تراشی۔ تو انہوں نے جواب میں کہا زنا' میں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ﴿ان الذین یر مون المحصنات﴾ بے شک وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں' تو سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی ہے

پھر قیامت کے دن کا حیرت انگیز منظر پیش کیا گیا کہ جس دن انسان کی زبان ہاتھ اور پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ تو پاکدامن' سادہ مزاج' مومن عورتوں پر بہتان تراشی کرنے والوں کو لگ پتہ جائے گا وہ اپنی رسوائی کو دیکھ کر ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس دن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دے گا۔

۵۔ عقل و فکر کی دعوت

ہر مسلمان کے لئے یہ لمحہ فکریہ تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بہتان تراشی انہوں نے سنی تو انہیں اسی وقت ببانگ دہل یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ یہ سراسر جھوٹ' فریب' دغابازی' مکاری اور افترا پردازی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات کسی نازیبا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام میں ملوث ہو۔

انبیاء علیہم السلام تو ان چیزوں سے بری ہوتے ہیں۔معصوم ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر طرح سے پاک بنایا ہے۔

کسی نوعیت کی کوئی آلائش ان کے قریب نہیں آنے دی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۲۶)

''بری عورتیں برے مردوں سے اور برے مرد بری عورتوں سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ اسی طرح نیک عورتیں نیک مردوں سے اور نیک مرد نیک عورتوں سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ نیک لوگ ان باتوں سے بری ہیں جو ان کے بارے میں پھیلائی گئی ہیں۔ ان کے لیے آخرت میں بخشش ہے اور عزت کی روزی!''

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ خبیث باتیں خبیث مرد کرتے ہیں اور خبیث مرد خبیث باتیں کرتے ہیں اور عمدہ باتیں اچھے مرد اور پاکباز مرد اچھی باتیں کرتے ہیں۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور بہتان تراشی کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

مجاہد' عطاء بن ابی رباح' سعید بن جبیر' امام شعبی' حسن بن ابی الحسن بصری۔حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک نے بھی اس آیت کریمہ کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی مؤقف اختیار کیا۔ اس کی توجیہہ یہ کی کہ قبیح بات قبیح کردار کے لوگوں کے لیے ہی زیادہ مناسب ہوتی ہے اور پاکیزہ بات پاکیزہ کردار کے لوگوں کو ہی زیب دیتی ہے۔ جس قسم کی بات منافقین نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی دراصل منافقین ہی اس قسم کی حرکت کے لیے زیادہ مناسب معلوم ہوتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے اس نوعیت کے کردار سے بری ہونا ہی زیادہ مناسب دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ برگزیدہ لوگ ان چیزوں سے بری ہیں جس قسم کی منافقین ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔

عبدالرحمان بن زید بن اسلم اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بدکردار عورتیں بدکردار مردوں کے لئے اور پاکیزہ کردار عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اگر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں تو اس کا مطلب ہے وہ بڑی پاکباز اور بلند کردار خاتون ہیں' اللہ تعالیٰ نے بھی ان قدسی نفوس کے لئے یہ ارشاد فرمایا:

﴿أُوْلَٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾ (النور: ۲۴/ ۲۶)

"یہ لوگ ان باتوں سے بہت بلند ہیں جو منافقین کر رہے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سدا بہار جنتیں اور نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اور ان کے لئے عزت کی روزی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں بھی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ہوں گی۔

ہمیشہ مومن کی زبان سے عمدہ اور نفیس بات نکلتی ہے جبکہ فاجر و فاسق انسان کی زبان سے غلیظ باتیں نکلتی ہیں۔ انہی الفاظ پر بہتان کے ہولناک واقعہ کو ختم کرتے ہیں جس نے امت مسلمہ کو آزمائش میں ڈالے رکھا۔ مہینہ بھر منافقین نے وہ بے پر کی اڑائیں کہ مسلمان لرزہ براندام ہو کر رہ گئے کیونکہ اس گھناؤنی سازش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ گھرانے کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

سورہ نور میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پوری تفصیل کے ساتھ اس سازش کا نقاب الٹا جس سے مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیاضی اور سخاوت کی پیکر

- جس کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے قرآن نازل کر دیا۔
- جس نے وفات کے وقت یہ وصیت یہ کی:

''میں نے اپنا کفن تیار کیا ہوا ہے' اگر امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی میری تدفین کے لیے کفن بھیج دیں تو ان دونوں میں سے ایک کفن صدقہ کر دینا۔

- جس کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ پیاری بیوی ہونے کا شرف حاصل ہے
- جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کا اہتمام مالکِ کائنات نے آسمانوں پر کیا اور گواہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام بنے۔ اسی لیے وہ تمام ازواج مطہرات میں فخر سے کہا کرتیں:

''بلاشبہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾

(الاحزاب ۳۳/ ۳۶۔۴۰)

''کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے اس معاملے کا خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔ یہ اللہ کی سنت ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور ایک اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے بس اللہ ہی کافی ہے۔ لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

اسلامی بہنو!......اب ہم اگلے صفحات میں ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے اور اس میں خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا تذکرہ کیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے مدنی معاشرے میں ایک ہلچل مچ گئی۔ خاص طور پر شر پسند عناصر اور کینہ پرور لوگوں نے اس واقعہ کو موضوع بحث بنا لیا تھا۔ ہر گھر اور ہر گلی بازار میں یہی باتیں ہونے لگیں۔ جہاں بھی دو فرد اکٹھے ہوتے ان کے درمیان یہی بات چل نکلتی کہ دیکھو رسول اسلام نے لے پالک کی مطلقہ بیوی کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر لیا ہے۔

بنت شاطئ رحمۃ اللہ علیہا تو اس واقع کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ تمام امہات المومنین میں سے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی کا تذکرہ مدنی معاشرے میں زیادہ ہنگامہ خیز رہا۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ایک طائرانہ نظر

سلسلہ نسب

ام المومنین زینب بنت جحش بن اتاب بن حبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودانؔ بن اسد بن خزیمہ الاسدیہ۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ اس کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم تھا اور یہ حمنہ اور ابو احمد کی ہمشیرہ تھیں، اسے پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

فضائل و مناقب

((عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وهُوَ جَالِسٌ مَعَ نِسَائِهِ أطوَلُكُنَّ بَاعًا اَسرَعُكُنَّ لَحُوقًا لِی فَكُنَّ يَتطاوَلنَ اِلَى الشَّیءِ وَانَّما عنى رَسُولُ اللّٰه ﷺ بِذَالِكَ الصَّدَقَةَ وَكَانَت زَينَبُ امرَأَةٌ صَنعًا فَكَانَت تَتَصَدَّقُ بِهِ فَكَانَت اَسرَعُ نِسَائِه لُحُوقًا بِه))[1]

امام زہری سالم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ اپنی بیویوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ تم میں سے لمبے ہاتھ والی مجھے سب سے جلدی ملے گی یعنی وہ تم میں سب سے پہلے فوت ہوگی ازواج مطہرات کسی چیز سے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے لمبے ہاتھ کہہ کر صدقہ مراد لیا۔ سیدہ ام زینب رضی اللہ عنہا ماہر خاتون تھی اور وہ اپنے مال سے صدقہ کیا کرتی تھیں اور وہی تمام ازواج مطہرات میں سب سے پہلے فوت ہوئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ زینب پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اس نے دنیا میں قابل رشک عزت پائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی شادی اپنے رسول مقبول ﷺ سے کی اور اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ میری تمام بیویوں میں زیادہ سخی ہوگی اور سب بیویوں سے پہلے وفات پائے گی اور یہ جنت میں بھی رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہوگی۔

اس کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش نے اپنی بہن کی حمایت میں بہتان تراشی کے المناک واقعہ میں منافقین کا بھرپور ساتھ دیا لیکن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے تقوے کی بنا پر اس واقعہ سے بالکل کنارہ کش رہیں۔[2]

((عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ شَدَّادٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعُمَرَ اَنَّ زَينَبَ بِنتَ جَحشٍ اواهة قِيلَ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا الأواهة؟ قال الخَاشِعَةُ المُتَضَرِّعَة وقرا ((اِنَّ اِبرَاهِيمَ لَحِيم اواه منيب)) [3]

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۱۱۔ [2] طبقات الکبیر ۸/ ۱۰۸۔

[3] سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والی تھیں۔"

((عَنْ بَرزَةَ بِنْتِ رَافِعٍ قَالَتْ أَرْسَلَ عُمَرُ بِعَطَاءِ هَا فَقَالَتْ غَفَرَ اللّٰهُ لِعُمَرَ غَيْرِي كَانَ أَقْوَى عَلَى قِسْمِ هٰذَا قَالُوا كُلُّه لَكِ قَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ اسْتَتَرَتْ مِنْهُ بِثَوْبٍ وَقَالَتْ صُبُّوهُ وَأَطْرَحُوا عَلَيْهِ ثُوبًا وأخذت تفرقة فِي رِحِمِهَا وايتَامِهَا وَأَعْطَتْنِي مَا بَقِيَ فَوَجَدْنَاهُ خَمْسَةً وَثَمَانِيْنَ دِرْهَمًا ثُمَّ رَفَعَتْ يَدَهَا اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَتْ: اللّٰهُمَّ لَا يُدْرِكْنِي عَطَاءُ عُمَرَ بَعْدَ عَامِي هٰذَا))[1]

برزہ بنت رافع بیان کرتی ہیں کہ جب وافر مقدار میں عطیہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جانب سے لایا گیا اور وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ امیر المومنین نے یہ عطیہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تو انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے علاوہ دوسری ازواج مطہرات کا مجھ سے زیادہ حق بنتا ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ سارا عطیہ آپ کے لئے ہے۔ تو انہوں نے اسے ایک کپڑے میں ڈھانپ لیا۔ پھر اس مال کو متعدد تھیلیوں میں ڈال کر فرمایا کہ فلاں رشتہ داروں اور یتیموں کو دے آؤ۔ جو کپڑے کے نیچے باقی بچا وہ ہمیں عنایت کر دیا' ہم نے وہ دینار شمار کئے تو وہ اسی دینار سے کچھ زیادہ تھے اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی: الٰہی اس سال کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عطیہ مجھے نہ پہنچے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات میں سب سے پہلے اللہ کو پیاری ہوئیں۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾۔[2]

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَزْوَاجِه أَوَّلُكُنَّ تَتْبَعُنِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا ۔ فَكُنَّا اِذَا اجْتَمَعْنَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۱۲۔

[2] حلیۃ الاولیاء ۲/ ۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَمُدُّ اَيدِيَنا فِى الحَائِط۔ نَتطَاوَلُ فَلَمْ نَزَلْ نَفعَلُ ذَالِكَ حَتّٰی تَوُفِّيَتْ زَينَبُ بِنتُ جَحشٍ وَكَانَتْ امرأَةٌ قَصِيرَةٌ وَلَمْ تَكُنْ أَطْوَلَ فعرفت انَّ النَّبِى ﷺ اَرادُ بِطُولِ الْيَدِ الصَّدَقَةُ ' وكَانَتْ اِمرأَةُ صناعًا كَانَتْ تَعمَلُ بِيَدَيهَا وَتَتَصَدَّقُ بِهِ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ عَزوجل))[1]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نیک' روزے دار' عبادت گزار خاتون تھیں اور وہ اپنا سارا مال مساکین پر صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔

الاعرج بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک سو وسق غلہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو عطا کیا۔

قاسم بیان کرتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ میں نے اپنا کفن تیار کیا ہوا ہے۔ اگر امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے لئے کفن بھیج دیں تو ان دونوں میں سے ایک کا صدقہ کر دینا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات میں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک اپنا مقام بنانے میں میرا مقابلہ کرتیں' میں نے کسی خاتون کو اس سے بڑھ کر دیندار' متقی' پرہیز گار' راست گو' صلہ رحمی کرنے والی' صدقہ خیرات کرنے والی کوئی اور خاتون نہیں دیکھی' اس کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ ایسے اعمال سرانجام دیئے جائیں جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔

سیدنا عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو میں اس کی یاد میں بہت روئی اور اس کے لئے رحمت کی دعائیں مانگیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی صالح خاتون تھیں۔ میں نے پوچھا خالہ جان رسول اللہ ﷺ اپنی

1۔ الکبیر طبرانی۔۲۔ حلیۃ الاولیاء ۲/ ۵۴۔ ۳۔ الاحادوالمثانی لا حمد بن عمر ایشبانی ۵/ ۴۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ کسے ترجیح دیتے تھے۔

تو انہوں نے فرمایا: میرے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ کے ہاں ترجیح حاصل تھی۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حسن و جمال اور حسن معاشرت کے لحاظ سے مقابلہ کرتیں۔ وہ بڑی دیندار، متقی، عبادت گزار اور کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے والی خاتون تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فیاضی وسخاوت کا تذکرہ بھی کیا وہ ماہر خاتون تھیں، اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور جو اس سے مال اکٹھا ہوتا اسے فقراء میں بانٹ دیتیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

((مَا رأیتُ امرأة قطُّ خیرًا فِی الدِّینِ وأتْقٰی لِلّٰهِ وأصْدَقَ حَدِیثًا وأوصلَ لِلرَّحِمِ، وأعظَمَ امانَةً وَصَدَقَةً مِنْ زَیْنَب بِنْتِ جَحشٍ رضی اللہ عنہا))

''میں نے کسی خاتون کو نہیں دیکھا جو دینی لحاظ سے بہتر، اللہ سے زیادہ ڈرنے والی، بات کی سچی، صلہ رحمی کرنے والی اور امانت و دیانت اور صدقہ خیرات میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر ہو۔''

قسمت کا لکھا

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی داستان بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اس کے پس منظر کا جائزہ لیں۔ قصہ مختصر یہ کہ سیّدنا زید بن حارثہ رحمہ اللہ کو اس کے خاندان سے اغواء کر کے بیچ ڈالا گیا تھا، یہ قسمت کا لکھا تھا جو ہو کر رہا۔ واقعی ہونی ہو کر رہتی ہے۔

تاریخ کی کتابوں میں سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے اغواء کی داستان مختلف پیراؤں میں بیان کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق قصہ کچھ یوں ہوا کہ ایک دفعہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ اپنے بیٹے زید کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے خاندان بنو معن بن طی سے ملنے گئی۔ راستے میں بنو قین بن جسر کے ایک قافلے نے اس کے بیٹے کو اغواء کر لیا اور اسے عرب کے بازار میں لے جا کر بیچ دیا۔ بازار سے حکیم بن حزام بن خویلد الأسدی نے خرید لیا۔ اس طرح وہ اسے اپنے ہمراہ مکہ معظمہ لے گئے۔ اور اسے خدیجۃ الکبری کی خدمت گزاری کے لئے پیش کر دیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آنے کے بعد ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔[1]

ایک روز سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے چچا اپنے کسی کام کی غرض سے مکہ معظمہ آئے تو اس کی ملاقات زید سے ہوئی۔ اس کی صورت کچھ دیکھی دیکھی معلوم ہوئی تو پوچھا لڑکے تیرا نام کیا ہے؟

اس نے بتایا: زید!

اس نے پوچھا کس کے بیٹے ہو؟ اس نے کہا: میں حارثہ کا بیٹا ہوں۔ اس نے پوچھا: تیری والدہ کا کیا نام ہے؟ اس نے بتایا: سعدی بنت ثعلبہ میری والدہ مجھے اپنے ساتھ ننھیال لے گئی جو بنو طے قبیلے سے تھے۔ وہاں سے مجھے اغوا کر لیا گیا اور بازار میں بیچ دیا گیا۔ مجھے مکہ معظمہ کے ایک تاجر حکیم بن حزام بن خویلد نے خریدا اور اپنے ہمراہ یہاں لے آیا۔ اس نے پہلے مجھے خدیجہ بنت خویلد کے سپرد کر دیا اور اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کے لئے وقف کر دیا۔ اس نے یہ ساری باتیں میرے والد کو بتا دیں' میرا والد اپنے بھائی اور میرے بھائی کے ہمراہ مکہ معظمہ آیا۔

انہیں پتہ چلا کہ میں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوں تو وہ سیدھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کہنے لگے کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اس لئے اسے ہمارے سپرد کر دیں۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۱/ ۲۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ارشاد فرمایا اگر زید آپ کے ساتھ جانا پسند کرتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر وہ میرے پاس رہنا چاہتا ہےتو میں اسے تمہارے ساتھ جانے کے لئے مجبور نہیں کروں گا۔

آپ ﷺ نے مجھے بلا کر پوچھا: کیا تم انہیں جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں یہ میرا باپ ہے؟ یہ میرا بھائی ہے اور یہ میرا چچا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زید تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میرے پاس رہنا چاہتے ہو یا ان کے ساتھ جانا پسند کرتے ہو؟ میں نے آپ کا فرمان سن کر رونا شروع کر دیا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

میرا چچا میری بات سنتے ہی میرا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہنے لگا: ارے زید تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے؟

تم آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو!؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی پر ہزاروں آزادیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا یہ جواب سن کر فرط محبت سے فرمایا: گواہ رہنا یہ میرا وارث ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل نہیں ہوا ﴿ادعوھم لآباء ھم﴾ کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ مجھے زید بن محمد کے نام سے پکارا جاتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی نازل کر دیا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۴۰)

"محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔"[1]

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی وارفتگی کا انداز دیکھ کر اسے اپنا بیٹا قرار دیتے ہوئے عزت وشرف سے نوازا۔ یہ واقعہ متبنیٰ بنانے کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

دن اور سال گزرتے گئے بالآخر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے متبنیٰ بنانے کی حرمت کا حکم نازل کر دیا۔ سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۴/ ۱۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ١ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاؕ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے لئے قریش خاندان کے بہت سے رشتے آئے۔ میں نے اپنی بہن حمنہ کو رسول اللہ ﷺ سے مشورے کے لئے بھیجا اس نے جب آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا میں اس کا رشتہ ایک ایسے شخص سے کراؤں گا جو اسے قرآن وسنت کی تعلیم دے گا۔ بہن نے پوچھا وہ کون ہے؟۔

آپ نے فرمایا: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ یہ سن کر میری بہن کو بڑا غصہ آیا' کہنے لگی: یارسول اللہ ﷺ! اپنی پھوپھی کی بیٹی کی شادی اپنے غلام سے کرانا چاہتے ہیں؟ اس نے یہ بات مجھے آ کر بتائی تو مجھے اس سے بھی زیادہ غصہ آیا' اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

فرماتی ہیں کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتی ہوں اور میں اللہ ورسول کی اطاعت کرتی ہوں یارسول اللہ ﷺ جو آپ مناسب سمجھیں فیصلہ کر دیں مجھے منظور ہے۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۶) نازل ہوئی اس سے پہلے رسول

[1] حلیۃ الاولیاء ۲/ ۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی بات کی تو اس نے کہا میں تو اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ آپ نے فرمایا شادی کرلیں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ یہ آیات نازل ہوگئی۔ سیّدہ زینب نے اللہ کا فرمان سن کر رضا مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اللہ کے رسول کی نافرمانی نہیں کرنا چاہتی۔ آپ کا فرمان سر آنکھوں پر۔[1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کی بات کی تو اس نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں خاندانی اعتبار سے اس سے بہتر ہوں۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا تیز طبیعت کی تھیں تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کر دی:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

''دراصل یہ شادی متبنیٰ بنانے کی حرمت کے بارے میں تمہیدی اقدام تھا۔''[2]

اس شادی کو دوام حاصل نہ ہوسکا۔ سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنے آپ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فائق سمجھتی رہیں۔ اکثر و بیشتر گھر میں ان بن رہتی۔ سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھریلو صورت حال کو بطور شکایت پیش کرتے تو آپ اس کو صبر کی تلقین کرتے' کچھ دیر یہی سلسلہ جاری رہا۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیوی زینب کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

﴿اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

''اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھئے اور اللہ سے ڈریئے''

---

[1] تفسیر طبری ۲۲/ ۱۱۔

[2] بحوالہ تفسیر طبری ۲۲/ ۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ زید بن حارثہ اکثر و بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرے خلاف شکایت کرتے' یہ سلسلہ کچھ عرصہ اسی طرح چلتا رہا' آپ اسے صبر کی تلقین کرتے رہے۔ بالآخر اس نے مجھے طلاق دے دی۔ جب میں نے عدت پوری کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ میرے ساتھ رشتہ ازدواج کا عندیہ ظاہر کیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہ نکاح کا اہتمام ہوا اور نہ ہی کوئی گواہ بنا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر نکاح کا اہتمام کیا اور جبرائیل علیہ السلام گواہ بنے۔

یہ شادی بھی تاریخ اسلام کا ایک انوکھا اور حیرت انگیز واقعہ ہے کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کا اہتمام اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا اور گواہی سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کی ڈلوائی۔[1]

جب بھی سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے ناروا سلوک کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا تو آپ نے اسے صبر کرنے کی تلقین کی لیکن میاں بیوی کے باہمی تعلقات بدستور خراب رہے اور یہ صورت حال سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت پر گراں تھی۔ بالآخر اس نے اپنی بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آگئیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی متبنیٰ بنانے کی رسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے مسلم معاشرے کو محفوظ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا تھا لیکن آپ نے اس خبر کو صیغہ راز میں رکھا تا آنکہ خود زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے فارغ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس صورت حال کو کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ

[1] حلیہ الاولیاء ۲/ ۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷-۳۸)

''(اے نبی یاد کرو وہ موقع) جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑ اور اللہ سے ڈر۔ اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا' تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو' پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا۔ تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے۔ جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا۔ نبی پر کسی ایسے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہو۔ یہی اللہ کی سنت ان سب انبیاء کے معاملے میں رہی ہے جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے حبالہ عقد میں لینے والی خبر کو جو آپ کو وحی الٰہی کے ذریعے پہلے ہی معلوم ہو چکی تھی منافقین کی ہرزہ سرائی کے اندیشے کے پیش نظر صیغہ راز میں رکھا اور ایسی خبر کو صیغہ راز میں رکھنے میں شرعاً اور اخلاقاً کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے یہ بات بطور فخر کیا کرتی تھی کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ اَنْكَحَنِیْ فِی السَّمَآءِ))

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر کیا۔''

امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو یہ بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطور فخر کیا کرتی تھیں کہ مجھے تمام ازواج مطہرات میں سے تین اعزازات حاصل ہیں: جوان میں سے کسی کو میسر نہیں۔

1. میرا اور آپ کا دادا ایک ہے۔
2. اللہ نے میرا نکاح آسمان پر کیا۔
3. اور سفارت کے فرائض جبرائیل علیہ السلام نے دیئے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہونے کے بعد ولیمے کی دعوت میں روٹی اور گوشت کا اہتمام کیا گیا اور مجھے لوگوں کو دعوت دینے کا فریضہ سونپا گیا' جسے میں نے بخوشی سرانجام دیا۔ لوگ ٹولیوں کی صورت میں آ کر کھانا تناول کرتے رہے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! معلوم ہوتا ہے کہ سبھی لوگ کھانا کھا چکے۔ تو آپ نے حکم دیا تو پھر کھانا اٹھا لیا جائے۔ آپ کے حکم کے مطابق کھانا اٹھا لیا گیا لیکن تین افراد بیٹھے باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چلے جانے کے بارے میں کہنے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے رہے' آپ خود دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے۔ تمام نے آپ کو اس شادی کی مبارکباد دی۔ اس موقع پر پردے کی آیات نازل ہوئیں۔[1]

آسمانی ایوارڈ

سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کے نام سے پکارا جانے لگا' آسمان سے اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے معاوضے میں اسے اعزاز دینا چاہا تو اس کا نام اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان کر دیا۔

امام ابو القاسم عبد الرحمٰن السہیلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسے زید بن محمد کہا جاتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ اعزاز ﴿ادعوهم لا باء هم﴾ کا حکم نازل کر کے چھین لیا تو اس کے بدلے ﴿فلما قضى زيد منها وطرا﴾ آیت نازل کر کے اس کا نام قرآن مجید میں ذکر

[1] مسلم کتاب النکاح حدیث نمبر ۲۵۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا جو قیامت تک منبر و محراب میں قرآن مجید کے ساتھ تلاوت کیا جاتا رہے گا۔ تمام صحابہ کرامؓ میں صرف سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ ان کا نام قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں سورۃ تجھے پڑھ کر سناؤں تو وہ یہ سن کر فرط مسرت سے رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں' تو سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے اعزاز کے کیا کہنے جن کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ذکر کر دیا ہے' جسے اہل ایمان' اللہ تعالیٰ کے معزز فرشتے قرآنی آیات کے ضمن میں تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ یہ واقعی سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا ایک منفرد اعزاز ہے جس میں وہ ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔[1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ازدواجی رشتہ دوام پذیر نہیں ہوگا۔ اور بالآخران دونوں میں طلاق کے ذریعے علیحدگی ہو جائیگی اور زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آجائے گی تو آپ کو قدرے دل میں کھٹکا محسوس ہوا کہ لوگ چہ میگوئیاں کریں گے کہ میں نے لے پالک کی مطلقہ سے شادی کر لی ہے جو کہ اس وقت معاشرے میں بنظر استحسان نہیں دیکھی جاتی تھی۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا تھا کہ متبنیٰ کے حقوق وہ نہیں ہوتے جو اصل بیٹے کے ہوتے ہیں اور اسی طرح غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرنا بھی شرعاً ممنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے طلاق دے کر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو فارغ نہیں کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی بلکہ اسے یہی تلقین کرتے رہے کہ صبر سے کام لو اللہ سے ڈرو۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرے کے ایک نظام کو متعارف کرانا تھا کہ متبنیٰ کی

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۴/ ۱۹۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلقہ سے اس کو اپنی برخورداری میں لینے والا نکاح کر سکتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا نکاح آسمانوں پر پڑھایا اور وحی کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا گیا تاکہ تمام مسلمان اس مسئلے کی اصل حقیقت کو اچھی طرح پہچان لیں' اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۷)

''جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس کی شادی آپ سے کر دی تاکہ مومنوں کے لئے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر لیں۔''

جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو برضا ورغبت قبول کیا۔ حالانکہ معاشرے میں اس اقدام کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اس معاملے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (النساء: ۴/ ۴۷)

''اور اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہنا تھا۔''

نہ اس کو رد کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس سے راہ فرار اختیار کیا جا سکتا تھا۔ نہ اس سے پیچھے ہٹا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس سے پہلو تہی اختیار کی جا سکتی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فیصلہ طے پا چکا تھا کہ عدت گزرنے کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے حبالہ عقد میں آ جائے گی۔ جب عدت گزر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے محبوب نظر صحابی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہی پیغام رساں بنا کر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے پہلے اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شادی اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر کے طبقاتی اونچ نیچ کو مٹایا اور یہ عملاً ثابت کیا کہ ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ کہ تم میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو

[1] فی ظلال القرآن صفحہ ۲۸۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم میں زیادہ متقی ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ متبنیٰ بنانے کی رسم کو انسانی معاشرے سے ختم کیا جائے تو اس بھاری ذمے داری کو نبھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب رسول اللہ ﷺ پر پڑی چونکہ آپ ہی نے رسالت کا بوجھ برداشت کیا' بھاری بوجھ بھی آپ کے علاوہ کوئی اور اٹھا نہیں سکتا تھا۔ چونکہ لوگوں کی چہ میگوئیوں کا سامنا کرنے کا حوصلہ آپ ہی کر سکتے تھے۔ آپ کے علاوہ کسی میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ منافقین کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کر سکے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کر دیا:

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ كَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۸)

''نبی کے لیے وہ کام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہو۔ یہی اللہ کی سنت پہلے پیغمبروں کے بارے میں بھی رہی ہے اور اللہ کا حکم ایک قطعی فیصلہ ہوتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں واضح طور پر یہ ارشاد فرما دیا کہ نبی علیہ السلام کے لئے کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی کو اپنے حبالہ عقد میں لے آئے یہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے۔

سیّدنا قتادہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی کریم ﷺ کے لئے حلال کر دیا ہے اسے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ معاشرے کا طرز عمل اس کے خلاف ہی کیوں ہو۔

یہ اللہ کا حکم ہے جسے بہرصورت نافذ ہونا ہی تھا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

﴿وَ كَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۸)

''پہلے رسولوں کا بھی طرز عمل یہی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ﴾

(الاحزاب : ۳۳/ ۳۹)

''جو لوگ اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں وہ اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔''

یعنی پیغام رسانی میں ان کے دلوں پر لوگوں کا خوف بالکل نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر دم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں اور اللہ ان کے لئے کافی ہوتا ہے۔

چنانچہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۳۹)

''کہ ان کا حساب لینے کے حوالے سے اللہ ہی کافی ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۳۹)

''کہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ان کے بیٹے کی بیوی نہیں تھی۔ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ سیّدنا محمد ﷺ کے بیٹے نہیں تھے بلکہ وہ حارثہ کے بیٹے تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کے لئے شرعاً کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ اسے اپنے حبالہ عقد میں لے آئیں۔ یہ شادی شریعت کے عین مطابق ہوئی ہے۔

سیّدنا محمد ﷺ کا سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے رشتہ وہی تھا جو آپ کا دیگر اہل ایمان سے تھا۔ آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تھے۔ آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین تھے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ احکامات نوع انسانیت کی بہتری کے لئے نازل کئے ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونے میں سب لوگوں کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے اعتبار سے سب انسانوں کی بہتری کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ احکامات نازل کئے۔ اہل ایمان کے لئے تو ایسے احکامات سراپا رحمت ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امہات المومنین رضی اللہ عنہم کی دائمی سبق آموز کہانیاں

قرآن حکیم کے گھنے اور دراز سائے میں سیر گلستان کرتے ہوئے خوش ذائقہ دلربا روحانی پھلوں سے لطف اندوز دلربا روحانی پھلوں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مثالی گھر میں روحانی ماحول کو دیکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جہاں کبھی خوشی اور کبھی غمِ سایہ فگن ہوتا ہے۔

چونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ بنا کر بھیجا ہے لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم خاندان نبوت کے گھریلو حالات سے بھی آگاہی حاصل کریں۔ سب سے پہلے تو ہم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں جائزہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ اس عظیم المرتبت خاتون کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی جبکہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً چالیس سال تھی۔ انہوں نے ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی۔

اس خاتون کی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دیگر خاتون کے ساتھ شادی نہیں کی جب انہوں نے وفات پائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہو چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال کی عمر میں سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ ان کی عمر چالیس سال تھی، شادی کے تقریباً اٹھائیس سال بعد سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً ترپن سال ہوگئی تھی۔

اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دیگر خاتون سے شادی نہیں کی۔ اس سے ان

---

[1] فی ظلال القرآن صفحہ ۲۸۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتراء پردازوں کے منہ میں خاک پڑ جاتی ہے جو یہ ہرزہ سرائی کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تعداد ازواج کا شوق تھا۔

جب سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو سکران بن عبد الشمس کی بیوہ تھیں۔ سیدنا سکران رضی اللہ عنہ نے پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی اور یہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب یہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو کہ خود بھی عمر رسیدہ ہو چکی تھیں۔ شکل وصورت کے اعتبار سے بھی واجبی سی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے حبالہ عقد میں لے کر انہیں تحفظ فراہم کیا اور یہ بذات خود بہت بڑی ہمدردی اور نیکی کا کام تھا۔ جسے سیّد المرسلین سیّدنا محمد ﷺ نے سرانجام دیا۔

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عمر رسیدہ خاتون سے شادی کی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آسمانی وحی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور آپ کی تمام ازواج مطہرات میں صرف یہی عظیم المرتبت خاتون تھیں جو باکرہ تھیں اور باقی سب بیوہ تھیں اور اس کے ساتھ بھی شادی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کی۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں نو سال پانچ ماہ گزارے' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے دو سال چند ماہ بعد شادی کی' یہ بھی بیوہ تھیں۔ اس کے بیوہ ہو جانے کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رشتے کے بارے میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بات کی' دونوں نے اس پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑے کبیدہ خاطر ہوئے' ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا: گھبرائیں نہیں اس کی شادی ان دونوں سے بہتر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہوگی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ ان کا پہلا خاوند عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب تھا۔ یہ غزوہ بدر میں قتل کیا گیا' اس کے بعد اس کی شادی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوئی' جو میدان احد میں شہید ہوئے' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی یہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیوہ تھیں۔ یہ میدان احد میں زخمی ہو گئے یہ زخم ٹھیک نہ ہوئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

یہ خاتون بھی عمر رسیدہ اور عیال دار تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے شادی کر کے اس کے بچوں کو تحفظ فراہم کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ یہ قریشی خاندان کی حسین وجمیل خاتون تھیں۔ اس کی پہلی شادی رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام آپ کے محبوب نظر صحابی سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی' جسے نبی کریم ﷺ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ ان کے باہمی تعلقات کو دوام حاصل نہ ہوا۔ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے آگاہ کیا کہ ہم نے زینب کی شادی آپ سے کر دی ہے۔ اس کی مکمل روئیداد سورہ احزاب کے مندرجات کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی مصطلق کے بعد بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی شہزادی جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی' یہ واقعہ کچھ اس طرح پیش آیا۔

محمد بن اسحاق عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ٦ ہجری کے وسط میں غزوہ بنی مصطلق پیش آیا جو مال غنیمت ہاتھ لگا' اس میں جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بھی تھی۔ مال غنیمت تقسیم ہوا تو یہ ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے آزادی کیلئے مکاتبت کا معاہدہ کر لیا۔ یہ نہایت حسین و جمیل خاتون تھیں۔ معاہدہ طے پا جانے کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مالی تعاون کے لئے حاضر ہوئیں اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ میں سردار کی بیٹی ہوں میں مال غنیمت کی تقسیم کے بعد ثابت بن قیس کے حصے میں آئی ہوں۔ اس سے میں نے معاہدہ کر لیا ہے کہ میں اتنی رقم ادا کر دوں گی اور وہ مجھے آزاد کر دے گا۔ مجھے اس سلسلے میں مالی تعاون کی ضرورت ہے' اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں قیمت ادا کر کے آزادی کی راہ ہموار کر دوں تو کیا آپ میرے حبالہ عقد میں آنا پسند کریں گی؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اپنی قسمت' اگر یہ ہو جائے تو میرے تو بھاگ جاگ اٹھیں گے' میں اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت ترین خاتون سمجھوں گی۔ آپ کی رفیقہ حیات بننے کی مجھے سعادت میسر آ جائے تو مجھے اور کیا چاہیے؟ پھر تو میں اپنے کو مقدر کی سکندر سمجھوں گی۔ میرے نصیب کی بلندی کے کیا کہنے۔ اس طرح یہ شہزادی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی اور یہ شادی صلح حدیبیہ کے بعد ہوئی' ہوا کچھ اس طرح کہ ام حبیبہ اپنے خاوند عبداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی تھیں۔ وہاں قیام کے دوران عبداللہ بن جحش مرتد ہو گیا اور اس نے نصرانیت قبول کر لی۔ شراب نوشی کی کثرت کی بنا پر اس کی موت واقع ہو گئی اور یہ دیار غیر میں بیوہ ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی پریشانی اور ناگفتہ بہ حالت کا پتہ چلا تو آپ نے حبشہ کے حکمران نجاشی کے ذریعے شادی کا پیغام پہنچا دیا۔ جب یہ پیغام ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو دیا گیا تو ان کی مسرت و شادمانی قابل دید تھی۔ مہر کی ادائیگی نکاح کی تقریب کا اہتمام نجاشی نے کیا اور پھر اس نے دیگر مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کو مدینہ منورہ پہنچانے کا اہتمام کیا۔ مہاجرین حبشہ کا یہ قافلہ جب مدینہ منورہ پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر میں فتح حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے ہی تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اپنے حبالہ عقد میں لیا' یہ یہودیوں کے سردار کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں وہ غزوہ خیبر میں مارا' گیا رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ شادی کر کے اس کو تحفظ فراہم کیا' وہ بھی پریشان حال بیوہ تھیں۔ جسے شادی کے بعد ہر طرح کا سکون میسر آیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے میمونہ بنت حارث بن حزن رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ یہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں اور یہ ابورھم بن عبد العزیٰ یا حویطب بن عبدالعزیٰ کی بیوہ تھیں۔

یہ آخری خاتون ہے جسے رسول اللہ ﷺ اپنے حبالہ عقد میں لائے۔

ہم جب ان تمام شادیوں کا تجزیہ کرتے ہیں تو اس اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جتنی شادیاں بھی کیں ان میں صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نوعمر اور کنواری تھی باقی سب خواتین بیوہ تھیں اوران میں صرف زینب بنت جحش اور جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا جاذب نظر تھیں اور باقی سب عمر رسیدہ اور بادی النظر میں واجبی سی نوعیت کی تھیں اور آپ نے یہ شادیاں انہیں تحفظ فراہم کرنے کے لئے کیں۔ یہ ایک بہت بڑی رفاہی خدمت تھی جو رسول اللہ ﷺ نے سرانجام دی۔

اس لئے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے تعدد ازدواج والہانہ کے شوق کا تذکرہ کرتے ہیں وہ دراصل اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں' ان عقل کے اندھوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے جسے شادی کا شوق ہو تو کیا وہ عمر رسیدہ اور بیوہ عورت کا انتخاب کرتا ہے۔

اس قسم کی ہرزہ سرائی کرنے والے لوگوں کے دل سیاہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ ایسی بیہودہ باتیں بنانے والوں کی عقل زنگ آلود ہو چکی ہوتی ہے۔ ان کے دلوں میں خباثت بھری ہوتی ہے جس کو وہ اپنی زبانوں کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی سیدنا محمد ﷺ کا ان خیالات سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔ آپ نے منصب رسالت پر فائز ہوتے ہوئے ہر وہ ذمے داری نبھائی جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر تعجیل کرنے کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے معاشرے کے حالات کو آڑے نہ آنے دیا اور نہ ہی لوگوں کی پرواہ کی۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے آپ نے سر تسلیم خم کیا اور اللہ کو راضی کرنے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ رسول اللہ ﷺ خلق عظیم سے آراستہ تھے۔ آپ ﷺ رحمۃ اللعالمین تھے۔ آپ ﷺ ہمدرد شفیق اور نہایت ہی نرم دل تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں وہی کام کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں وہی بات کی جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعے حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام شادیاں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کیں۔ میرے پیارے نبی علیہ السلام کی عظمتوں کے کیا کہنے! ان کی رفعتوں پہ میں قربان۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر اس کائنات میں کسی اور کو پیدا ہی نہیں کیا۔ وہ ہر اعتبار سے اعلیٰ ارفع، اکمل اور اجمل تھے۔ نہ ان سے پہلے ان کی کوئی مثال تھا اور نہ ان کے بعد۔ غرضیکہ

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
وَاَحسَنَ مِنكَ لَم تَرَقَطُّ عَينِى
وَاَجمَلَ مِنكَ لَم تَلِدِ النِسَاءُ
خُلِقتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيبٍ
كَاَنَّكَ خُلِقتَ كَمَا تَشَاءُ

''آپ سے زیادہ خوبصورت میری آنکھ نے نہیں دیکھا' آپ سے زیادہ خوبصورت کسی کو آج تک عورتوں نے نہیں جنا' آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے' گویا کہ آپ نے جس طرح خود چاہا ویسے ہی آپ کی تخلیق ہوئی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا و آخرت کے درمیان

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا کوئی گوشہ کسی مسلمان سے مخفی نہیں تھا۔ آپ کی زندگی کھلی کتاب کی مانند تھی۔ مسلمان نبی کریم ﷺ کے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔

مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو بچشم خود دیکھا کہ چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے آپ کے جسم اطہر پر نشان پڑ چکے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے زیادہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھ رکھے ہیں اور اس چیز کا بھی مشاہدہ کیا کہ گھر اہل خانہ کے لئے کھانا مہیا کرنے کے لئے آپ نے ایک یہودی کے پاس اپنی ذرع گروی رکھی۔

ان مشاہدات سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کس نوعیت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں کے بقدر کفایت ضروریات زندگی حاصل کرنے کا طریقہ اپنایا۔ جب اقتصادی حالات بہتر ہو گئے' ہر طرف سے مال غنیمت وافر مقدار میں آنے لگا پھر بھی آپ کے گھر میں مہینہ بھر چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی جو کچھ بھی جمع ہوتا آپ اسے مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے کفایت شعاری کا طرز عمل اپنے لئے پسند کیا۔ آپ طیب چیزوں کا استعمال کرنا حرام نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن آپ کی طبعی رغبت دنیاوی مال و متاع کی طرف نہیں تھی۔ آپ دنیا کی زیب و زینت اور ساز و سامان اور لذائذ دنیا سے گریز کرتے۔[1]

رسول اللہ ﷺ کی طرز زندگی کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيفٍ))۔[2]

---

[1] فی ظلال القرآن صفحہ ۲۸۵۳۔

[2] البخاری کتاب الرقاق ۶۱۵۶۔ مسلم : کتاب اللباس والزینة ۲۰۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وعن عبدالله قال نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ علی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ أثرفِی جَنْبه فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہ لَو اتخذنَا لَكَ وطاءً؟ فَقَالَ "مَالی وَمَا لِلدُّنْیَا وَ مَا انا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَکَهَا))۔[1]

((وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِیُّ ﷺ دِرْعَهٗ بِشَعِیْرٍ وَ مَشِیْتُ اِلَی النَّبِیَّ بِخُبْزِ شَعِیْرٍ وَاهَالة سخته ولقد سَمِعتُهٗ یَقُوْلُ: مَا اَصْبَحَ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ اِلاَّ صَاعٍ وَلَا اَمْسَی وَاِنَّهُمْ لِتِسعةَ اَبیَاتٍ))۔[2]

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تَوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ مَا فِی بَیْتِی مِنْ شَیْئٍ یَاکُلُهٗ ذُوکِبَدٍ اِلَّا شَطْرَ شَعِیْرٍ فِی رَفٍ لِی فَأَکَلْتُ مِنْهُ حَتَّی طَالَ عَلَیَّ فکلته ففنی))۔[3]

جب رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے اقتصادی حالات ٹھیک ہو گئے ۔ مالی فراوانی آ گئی ۔ چاروں طرف سے مال غنیمت وافر مقدار میں آنے لگا۔ ہر ایک آسودہ حال ہو گیا تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ان کے گھروں میں بھی آسودگی آنی چاہیے۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے احتجاجی طور پر مطالبہ کیا کہ ان کے گھریلو اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے۔

ایسا مطالبہ کرنا انسانی فطرت کا تقاضا تھا اسے شرعاً ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی جذبات و احساسات رکھتی تھیں۔ ان کا دل بھی چاہتا تھا کہ معاشرتی خوشحالی کے اثرات ہمارے گھروں پر ہونے چاہئیں' ایسا مطالبہ کرنا بظاہر معیوب نہ

---

[1] ترمذی کتاب الزھد ۲۱۰۹۔ مسند امام احمد:۱:۲۷۰۔

[2] بخاری کتاب الرھن ۲۵۰۸۔ ترمذی کتاب البیوع ۔ ۱۲۱۵۔ نسائی کتاب البیوع ۴۶۱۰۔ ابن ماجہ کتاب الاحکام ۲۴۳۷۔ مسند امام احمد ۱۱۵۸۲۔

[3] بخاری : کتاب فرض الخمس ۳۰۹۷۔ مسلم کتاب الزھد والرقاق ۲۹۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس مطالبے کو مستحسن نظروں سے نہیں دیکھا۔ آپ یہ مطالبہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے۔ چونکہ آپ کا طبعی میلان دنیا کی زیب و زینت اور آرائش و آسائش کی طرف بالکل نہیں تھا۔ اس لئے آپ نے اپنی بیویوں کے اس مطالبے کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھا بلکہ یہ صورت حال دیکھ کر آپ کے دل میں گھٹن پیدا ہوئی۔[1]

جب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیکھا کہ مال غنیمت کی فراوانی سے مالی حالات بہتر ہو چکے ہیں تو انہوں نے اجتماعی طور پر گھریلو اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مطالبے کو ناپسند کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پیارے نبی علیہ السلام کا ساتھ دیا اور اس موقع پر درج ذیل آیات نازل کر دیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۝ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۝﴾ (الاحزاب ۳۳/ ۲۸۔ ۳۴)

---

[1] فی ظلال القرآن: ۲۸۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے نبی اپنی بیویوں سے کہو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں ۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔ نبی کی بیویو' تم میں سے جو کسی صریح فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی۔ اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ اللہ کے لئے یہ بہت آسان کام ہے۔ اور تم میں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لئے رزق کریم مہیا کر رکھا ہے ۔ نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔ اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔ یاد رکھو! اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔ بے شک اللہ لطیف اور باخبر ہے۔''

احادیث اور سیرت کی کتابوں میں اس داستان کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھر آئے دیکھا کہ دروازے پر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ دونوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ۔ دونوں کو قدرے تاخیر کے ساتھ اندر بلایا گیا۔ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کے اردگرد جمع ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کروں گا جس سے آپ ہنس پڑیں گے۔

اس کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میری بیوی مجھ سے دنیاوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسائش کا مطالبہ کرتی تو میں اس کی گردن مروڑ دیتا۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور آپ نے فرمایا: یہ سب مجھ سے دنیاوی آرام و آسائش ہی کا تو مطالبہ کر رہی ہیں۔

یہ بات سن کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف غصے سے بڑھے۔ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف سرزنش کرنے کے لئے بڑھے۔ دونوں نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ تم نبی علیہ السلام سے ان چیزوں کا مطالبہ کر رہی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دونوں کو غصے سے اپنی بیٹیوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو انہیں منع کر دیا۔

دونوں نے کہا حلفاً یہ کہتی ہیں کہ آج کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ کے پاس نہیں ہوگی۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ اپنے والدین سے مشورہ کر لیں؟۔

عرض کی: کس بارے میں؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کے بارے میں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے برجستہ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اس کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کیوں کر کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہوں۔ اور یہی میرا فیصلہ ہے، میں آپ سے یہ ضرور عرض کروں گی کہ میرے فیصلے کے بارے میں اپنی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو نہ بتائیں۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سخت گیر بنا کر نہیں بھیجا۔ بلکہ آسانی پیدا کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔ میں آپ کے اس مستحسن فیصلے کے بارے میں ہر بیوی کو بتاؤں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے فیصلے سے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر کے ان کے دل میں اپنے مقام کو اور زیادہ بڑھا لیا۔

رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مومنانہ جواب سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دنیا کے ساز و سامان کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں پر کاہ کی بھی حیثیت نہیں دی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ موقف تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب بن گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم تھا کہ اس کے والدین کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی کا مشورہ نہیں دیں گے لیکن انہوں نے کہا کہ میں اس حوالے سے مشورہ کیوں کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کرتی ہوں۔

خانہ نبوی میں سازش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ۝ عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم: ۶۶/ ۳-۶)

"اور یہ معاملہ بھی قابل توجہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز میں کہی تھی۔ پھر اس بیوی نے کسی اور پر وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبی علیہ السلام کو اس افشائے راز کی اطلاع دے دی۔ تو نبی علیہ السلام نے اس پر کسی حد تک اس بیوی کو خبر دار کیا۔ اور کسی حد تک اس سے درگزر کیا پھر جب نبی علیہ السلام نے اسے افشائے راز کی یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا: آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ نبی علیہ السلام نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: مجھے اس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے۔ اور خوب باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔ اگر نبی کے مقابلے میں تم نے جتھہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے۔ اور اس کے بعد جبریل علیہ السلام اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔ بعید نہیں کہ اگر نبی علیہ السلام تم سب بیویوں کو طلاق دے دے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے عطا کر دے جو تم سے بہتر ہوں۔ مسلمان' اطاعت گزار' توبہ کرنے والی' عبادت گزار' روزے دار' شوہر دیدہ یا باکرہ۔ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے۔ جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے' اسے بجالاتے ہیں۔''

مندرجہ بالا آیات کے سبب نزول کے بارے میں متعدد روایات مذکور ہیں۔ لیکن ہم ان میں سے صرف درج ذیل روایت کا تذکرہ کریں گے تاکہ معاملے کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھا جاسکے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر قدرے زیادہ دیر بیٹھتے اور وہاں شہد نوش کرتے۔ میں نے اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے باہمی مشورے سے یہ طے کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائیں تو ہم میں سے ہر ایک یہ کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے گوگل کھائی ہے؟ جب ہم دونوں نے یکے بعد دیگرے آپ سے یہ کہا تو آپ نے فرمایا: میں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں سے شہد نوش کیا ہے۔ اور میں آئندہ یہ نہیں پیوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿يَاۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَكِيمُ ○ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ○ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾

﴿إِنْ تَتُوبَا﴾ سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شہد پیا ہے آئندہ میں ہرگز نہیں پیوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

((واذ اسر النبی الی بعض ازواجه))[1]

شہد کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رازدارانہ انداز میں بات کہی تھی۔ لیکن یہ بات تمام ازواج مطہرات تک پہنچ گئی جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی صدمہ ہوا ہے۔

آپ کے پاکیزہ دل اور حساس طبیعت نے یہ گوارہ نہ کیا کہ آپ کے گھر کے اندر اس نوعیت کی صورت حال پیدا ہو' آپ نے کبیدہ خاطر ہو کر ایک ماہ تک تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے علیحدگی اختیار کر لی۔

اس طرز عمل سے دراصل ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ایک سبق دینا مقصود تھا۔ تاکہ آئندہ وہ حد درجہ محتاط رہیں۔ اور گھر کے اندر کسی نوعیت کی سازش کے بارے میں سوچیں بھی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے صورت حال سے آگاہ کر دیتا ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے کبیدہ خاطر ہو کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے میں الگ تھلگ ہو گئے۔ تو مدینہ منورہ میں ہلچل مچ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ صورت حال دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت ہی زیادہ پریشان ہوئے۔ انہوں نے اپنی بیٹی سے افسوس کا اظہار کیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس صورت حال کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔

---

[1] بخاری کتاب الطلاق حدیث ۵۲۶۷۔ مسلم کتاب الطلاق حدیث ۱۴۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! عجیب بات ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بیویوں کے درمیان معاملات میں دخل دے رہے ہو۔ اس کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے بالا خانہ تشریف لائے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب انہیں اجازت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چمڑے کا تکیہ زیر استعمال تھا' چٹائی کے نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر نمایاں دکھائی دے رہے تھے یہ منظر دیکھ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: عمر کیا بات ہے روتے کیوں ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیصر و کسریٰ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے ہیں اور آپ سید المرسلین ہیں۔ آپ کو کھردری چٹائی پر لیٹے دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر! یہ دنیا کی نعمتیں ان لوگوں کے لئے دنیا میں ہی دے دی جاتی ہیں اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں بے انتہا نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ آپ مطمئن رہیں رونے دھونے کی ضرورت نہیں۔ دنیا کی کوئی حیثیت نہیں۔ خوش قسمتی آخرت کی کامیابی میں ہے۔ اور یہ کامیابی ہمیں میسر آئے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی خاطر وطن چھوڑنے والی

وہ کس کی محبت میں گرفتار ہو کر...... گھر سے بھاگ نکلی...... اسلام...... ہاں دین اسلام کی محبت پر نثار ہو کر...... گھر سے بھاگی...... اور بھاگتی بھاگتی...... مدینہ منورہ میں آقائے دو جہاں سلطان مدینہ، سرور قلب و سینہ ﷺ کے قدموں میں پہنچ گئی وہ پناہ کی درخواست کر رہی تھی کہ...... اتنے میں اس کے دو جلاد صفت کافر بھائی بھی تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور...... رسول رحمت سے اس کی بازیابی کا مطالبہ کرنے لگے...... کہ ہماری بہن کو ہمارے حوالے کر دیں...... ہم اس سے خوب نبٹ لیں گے...... اور گھر واپس لے کر جائیں گے...... اللہ کی بندی یہ سن کر کانپ گئی اور...... رسول رحمت کو مخاطب کر کے...... مؤدبانہ انداز میں پکار اٹھی:

یارسول اللہ!...... کیا آپ مجھے دوبارہ مکہ واپسی کا حکم دیں گے...... کافر میرے دین (اور جان) کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں...... میں ایسی صورت حال کو برداشت نہ کر سکوں گی...... آپ جانتے ہی ہیں کہ عورت ذات کمزور ہوتی ہے...... اس کے لیے ایسے ماحول میں رہتے ہوئے...... اپنے ایمان کو بچانا کس قدر مشکل ہوتا ہے (لہٰذا آپ مجھے ان کافروں کے حوالے نہ کریں)''

اوپر آسمانوں پر اللہ کریم یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا...... اس نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی...... اپنی اس نیک مومنہ بندی کی حمایت میں...... آسمانوں سے قرآن بنا کر نازل کر دیا...... اور فوراً جبرائیل علیہ السلام کو رسول اللہ کے پاس بھیج دیا...... یوں قرآن کے پاروں میں اس ہستی کا دل آویز تذکرہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُم کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ○ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/ ۱۰۔۱۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کے مومن ہونے کی جانچ پڑتال کر لو اور ان کے ایمان کی حقیقت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ کفار کے لئے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لئے حلال ہیں ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیئے تھے۔ وہ انہیں لوٹا دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ تم ان کے مہر ان کو ادا کر دو۔ اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو۔ جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیئے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ علیم وحکیم ہے۔ اور اگر تمہاری کافر بیویوں کے مہروں میں سے کچھ تمہیں کفار سے واپس نہ ملے اور پھر تمہاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں ادھر رہ گئی ہیں۔ ان کو اتنی رقم ادا کرو جو ان کے دیئے ہوئے مہروں کے برابر ہو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ اے نبیؐ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی۔ چوری نہ کریں گی زنا نہ کریں گی۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی امر ومعروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو۔ اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

معزز خواتین!...... اب ہم آپ کی خدمت میں ایک ایسی مومن خاتون کی داستان پیش کریں گے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہجرت کی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اپنا وطن، گھر، مال و دولت اور آل اولاد چھوڑ کر سفرِ ہجرت اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ (التوبہ: ۹/ ۲۰)

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور وہ لوگ کامیاب ہیں اور اگر کوئی خاتون اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہجرت کرے تو اس کا اجر وثواب دو چند ہو جاتا ہے۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواتین اسلام کی عزت وتکریم ہے۔ یہاں پر ہم ایک مومنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجر خاتون کی داستان بیان کرتے ہیں:

((ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ابان بن ذکوان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی))

''ان مومن مہاجر خواتین میں سے ہے۔ جس نے مکہ معظمہ میں اسلام قبول کیا۔ اور بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ لیکن اسے ہجرت کرنے کا اتفاق ۷ ہجری کو ہوا۔''

اس کی روانگی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب صلح حدیبیہ کے بعد ہوئی' اس کی روانگی کے بعد اس کے دو بھائی ولید اور عمارہ بھی مکہ سے روانہ ہوئے اور وہ دونوں مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے: معاہدے کے مطابق ہماری ہمشیرہ کو واپس مکہ بھیجنے کا انتظام کیجئے۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھ کر رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں مؤدبانہ انداز میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے دوبارہ مکہ واپسی کا حکم دیں گے؟ کافر میرے دین کے در پے ہوں گے۔ میں اس صورت حال کو برداشت نہ کر سکوں گی آپ جانتے ہی ہیں کہ عورت ذات کمزور ہوتی ہے۔ اس کے لئے ایسے ماحول میں رہتے ہوئے اپنے ایمان کو بچانا کس قدر مشکل ہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/ ۱۰)

''جب تمہارے پاس مومن عورتیں مہاجرین کی آجائیں تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو۔''

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو وہ ولید بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے وزیر ہبیرہ کی طرف خط لکھا رہے تھے۔ اس نے اس آیت کریمہ کا مفہوم دریافت کیا تھا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ﴾ (الممتحنہ : ٦٠/ ١٠)

انہوں نے اس آیت کریمہ کا مفہوم بیان کرنے کے ضمن میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کے ساتھ یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر کوئی مرد مکہ سے بھاگ کر مدینہ پہنچ جائے تو اسے واپس مکہ بھیج دیا جائے گا۔

لیکن جب عورتیں ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مکہ واپس بھیجنا ممنوع قرار دے دیا' اور یہ حکم نازل کر دیا کہ ان کے مومن ہونے کا جائزہ لے لیا جائے' اگر وہ مومن ہوں تو انہیں واپس نہ کیا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بن ابی معیط نے مکہ میں اسلام قبول اور بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف بنو خزاعہ کے ایک شخص کے ہمراہ سفر ہجرت پر روانہ ہوئیں اور اس کو واپس لانے کے لئے اس کے دو بھائی ولید اور عمارہ بھی مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دونوں نے وہاں پہنچ کر رسول اقدس ﷺ سے کہا کہ ہماری بہن یہاں پہنچی ہے۔ معاہدہ کے مطابق اسے ہمارے ساتھ واپس کر دیجئے۔ ام کلثوم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں ایک عورت ذات ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ عورتیں بیچاری کمزور ہوتی ہیں' آپ مجھے کافروں کی طرف لوٹا دیں گے۔ میں وہاں ان میں اپنے دین کو محفوظ نہ رکھ سکوں گی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں معاہدے کو فسخ کرنے کا حکم نازل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کے بارے میں حکم نازل کر دیا کہ

﴿فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ کہ ان کی جانچ پڑتال کرلیا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جانچ پڑتال کی' وہ واقعی اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچی تھی اس لئے اسے واپس نہ لوٹایا گیا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُم کلثوم کا مکہ معظمہ میں خاوند نہ تھا۔ مدینہ منورہ میں اس سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ جب جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد اسے طلاق دے دی۔ اس کے بعد سیّدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔ اس سے دو بیٹے ابراہیم اور عبدالحمید پیدا ہوئے۔ جب سیّدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو اُم کلثوم سے سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور انہی کے ہاں اس نے وفات پائی۔[1]

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے وقت مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ جو ہمارے ہاں سے آپ کے پاس آئے گا خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اسے آپ واپس لوٹائیں گے اور جو آپ کے ہاں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اسے آپ کے ہاں واپس نہیں لوٹائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدے پر عمل کرتے ہوئے مکے سے مدینے آنے والے کو واپس بھیج دیتے لیکن جب ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے مدینے پہنچیں اور اس کے دو بھائی ولید اور عمارہ مدینے پہنچے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرنے لگے کہ معاہدے کے مطابق ان کو واپس لوٹنے کا حکم دیں تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾

(الممتحنہ : ۶۰/ ۱۰)

"اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں مہاجر بن کر آ جائیں تو تم ان کی جانچ پڑتال کر لیا کرو۔"

تاریخ طبری میں بھی اس واقعہ کو اسی طرح بیان کیا گیا ہے جس کی اوپر تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔

طبقات ابن سعد میں بھی ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کی ہجرت کے واقعے کو اسی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ البتہ اس میں اس کی والدہ کا نام اروی بن کریز بن ربیعہ بن

[1] مسائل الامام احمد ۱/ ۲۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بیان کیا گیا ہے۔

جب ام کلثوم کے دونوں بھائیوں ولید اور عمارہ نے اپنی ہمشیرہ کو واپس لے جانے کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو واپس نہ کرنے کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسے واپس نہیں کیا جا سکتا۔

مدینہ منورہ میں ام کلثوم کی شادی زید بن حارثہ بن شراحبیل کلبی کے ساتھ ہوئی' وہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو اس کی شادی زبیر بن عوام بن خویلد سے ہوئی۔ اس سے زینب پیدا ہوئی۔ زبیر بن عوام نے اسے طلاق دے دی تھی۔ اس کے بعد ام کلثوم کی شادی سیّدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔[1]

نبی کریم ﷺ نے مومن مہاجر خواتین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ اَللّٰه مَا اَخرَجُکُنَّ اِلَّا حُبَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْاِسْلَامِ مَاخَرَجْتُنَّ لِزَوْجٍ وَلَا مَالٍ ﴾

''اللہ نے تمہیں کفار کے نرغے سے اس لئے نکالا کہ تم اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کے ساتھ محبت رکھتی ہو۔ تم شادی یا مال کے لالچ میں اپنے گھروں اور وطن سے نہیں نکلیں؟''

جب خواتین اس بات کا اقرار کر لیتیں تو انہیں واپس نہ کیا جاتا۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مومن مہاجر عورت کی جانچ پڑتال کی جاتی کہ وہ گھریلو ناچاقی یا دنیاوی منفعت کی خاطر تو اپنے وطن سے نہیں نکلی۔ اگر رسول ﷺ اور اسلام کی محبت سے سرشار ہو کر ہجرت اختیار کرے تو اسے اسلامی معاشرے میں شامل کر لیا جاتا۔

سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں سیر اعلام النبلاء میں علامہ ذہبی رقمطراز ہیں۔

ام کلثوم کی مکہ میں شادی نہیں ہوئی تھی۔ مدینہ منورہ میں سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی' وہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے۔ تو ان سے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے شادی

---

[1] بحوالہ طبقات ابن سعد ۸/ ۲۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لی۔ کچھ عرصے کے بعد انہیں طلاق دے دی تو سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے شادی کی جب وہ فوت ہو گئے تو سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی اور انہی کے ہاں ان کی وفات ہوئی۔[1]

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مومن خواتین ہجرت کر کے آتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں جانچ پڑتال کرتے' جب یہ بات ثابت ہو جاتی کہ یہ واقعی اللہ' رسول اور اسلام کی محبت میں سرشار ہو کر ہجرت کے سفر پر نکلی ہیں تو آپ ان سے بیعت لیتے۔ آپ خواتین سے زبانی بیعت لیتے آپ کے ہاتھ نے کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خواتین کی جانچ پڑتال کا انداز یہ تھا کہ ان سے ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ کہلوایا جاتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسی مومن مہاجر خواتین کے بارے میں یہ حکم نازل کر دیا:

﴿فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/ ۱۰)

''پھر اگر یہ جان لو کہ وہ ایمان پر ثابت قدم ہیں تو ان کو کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔''

اگر تم یہ بات جان لو کہ وہ عورتیں مومن ہیں تو پھر تم انہیں کافروں کی طرف مت لوٹاؤ اگر جانچ پڑتال اور جائزہ لینے کے وقت ہجرت کرنے والی خواتین اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی محبت کا اقرار کر لیں تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹایا جائے۔ یہ ان کے لئے حلال نہیں اور وہ ان کے لئے حلال نہیں۔

یعنی مومن عورتیں کافروں کیلئے حلال نہیں اور کافر مرد مومن عورتوں کے لئے حلال نہیں۔[2]

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۷۷۔

[2] تفسیر طبری ۲۸/ ۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ایمان دل کی زندگی کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔
- شادی میاں بیوی کی باہمی محبت' مودت' رحمت' شفقت اور سکون کا نام ہے۔
- اور یہ نعمتیں اسی دل کو میسر آتی ہیں جس میں ایمان ہو۔

اس لئے ضروری ہے کہ میاں بیوی دونوں صاحب ایمان ہوں۔تب وہ شادی کے صحیح مقاصد سے بہرہ ور ہوسکیں گے۔ اسی لئے یہ نظام وضع کر دیا گیا ہے کہ مومن عورت کی کافر مرد سے شادی نہیں ہوسکتی اور کافر مرد کی مومن عورت سے شادی جائز نہیں۔

اس لئے مومن عورتیں اگر ہجرت کر کے اسلامی معاشرے میں آ جائیں تو انہیں دوبارہ کافروں کے ہاں نہ بھیجا جائے۔

اسلام پر بیعت

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الممتحنہ : ۶۰/ ۱۲)

''اے نبیؐ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی۔ چوری نہ کریں گی۔ زنا نہ کریں گی۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی۔ اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں جو نکات بیان کئے گئے ہیں یہی عقیدے کا بنیادی ستون ہیں اور انہی پر اسلام کی معاشرتی زندگی کا دارو مدار ہے۔

- اللہ کے ساتھ مطلق طور پر کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال نہ کرنا۔
- چوری اور زنا کا ارتکاب نہ کرنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ قتل اولاد کے جرم میں ملوث نہ ہونا۔

اس میں اشارہ ہے زمانہ جاہلیت کی اس رسم کی طرف کہ لوگ بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

عورتوں کے پیٹ میں جو کچھ پرورش پا رہا ہوتا ہے اسے پوری دیانت و امانت کے ساتھ محفوظ رکھنے کی ذمے داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ عورتیں کسی پر بہتان تراشی کا ارتکاب نہ کریں۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کی اولاد میں اختلاط نہ ہونے دیں۔ اور انہی بچوں کو خاوندوں کے ساتھ ملائیں جو دراصل ان کے ہیں اور کوئی مومن عورت اپنے خاوند کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور کے سپرد نہ کرے۔ زمانہ جاہلیت میں یہ ہوا کرتا تھا کہ ایک عورت کئی مردوں سے خلوت کرتی اور جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو بچہ شکل وصورت میں جس مرد سے ملتا جلتا تو وہ اس بچے کو اس کی طرف منسوب کر دیتی یا جوان مردوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت ہوتا۔ بچہ اس کا قرار دے دیتی حالانکہ اسے اچھی طرح معلوم ہوتا تھا کہ یہ بچہ کسی اور کا ہے۔

سیّدنا مقاتل نے بھی اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

ان دونوں نے موقع کی مناسبت سے یہ مفہوم بیان کیا ہے ورنہ ہر قسم کی بہتان تراشی عورت کے لئے شرعاً ممنوع ہے۔ بیعت کا شرف حاصل کرنے والی مومن عورت سے آخری شرط یہ ہے کہ وہ ہر معروف کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے اور یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معروف ہی کا حکم دیتے ہیں۔

یہ اسلامی دستور کا بنیادی اصول ہے کہ امام، حاکم، ولی یا معاشرے کا جو خود شریعت اسلامیہ کے مطابق کوئی بات کہے تو اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے۔

اگر کوئی شریعت کے خلاف کسی قسم کا حکم دیتا ہے تو اسے ٹھکرا دیا جائے کیونکہ جس کام میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں مخلوق کی اطاعت شرعاً ممنوع ہے۔ خواہ حکم دینے والا سلطان وقت ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حکم دیا کہ اگر مومن عورتیں ان مذکورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادوں پر آپ کی بیعت کرنا چاہیں تو ان سے بیعت لے لیا کرو۔ اوران کے لئے مغفرت کی دعا بھی کرو۔ یادرہے کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لغزشوں سے درگزر کرنے والا ہے۔[1]

﴿إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/ ۱۰)

''جب تم ان کے مہر ادا کردو۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دارالکفر سے ہجرت کر کے دار الاسلام میں آجائے تو مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ مسلم معاشرے کا کوئی فرد اس کا مہر ادا کر کے اسے اپنے حبالہ عقد میں لے سکتا ہے۔

﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/ ۱۰)

''اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو۔''

﴿عصم' عصمة﴾ کی جمع ہے اور اس سے مراد نکاح ہے۔

امام نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے کافر مسلمان عورتوں سے اور مسلمان کافر ومشرک عورتوں سے شادی کرلیا کرتے تھے۔ لیکن اس آیت نے یہ حکم منسوخ کردیا۔ اس حکم پر تعمیل کرتے ہوئے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو بیویوں کو طلاق دے دی۔[2]

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رکھو انہیں الگ کردو۔

کوافر' کافرہ کی جمع ہے اور ﴿عصم' عصمة﴾ کی جمع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کافر ومشرک عورتوں سے شادی کرنا منع کردیا اور انہیں اپنے سے الگ کرنے کا حکم دے دیا۔[3]

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ (الممتحنہ: ۶۰/ ۱۰)

''اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کرو جبکہ تم ان کے مہر ادا کردو۔''

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو یہ حکم دیتے ہیں کہ جو عورتیں اللہ' رسول اور اسلام کی محبت سے سرشار ہوکر دارالکفر کو چھوڑ کر اسلامی معاشرے میں آجاتی ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ جائز

---

[1] فی ظلال القرآن صفحہ ۳۵۴۶۔

[2] تفسیر قرطبی ۱۸/ ۶۵۔ [3] تفسیر طبری ۲۸/ ۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ان کے مہر ادا کر کے انہیں اپنے حبالہ عقد میں لے آئیں۔ اور جن مہاجر عورتوں کے شوہر کافر ہیں اور وہ خوش نصیب عورتیں اپنا دامن چھڑا کر دارالاسلام میں پہنچ گئیں۔ اگر مسلمانوں کا ان کافروں سے معاہدہ ہو تو ان عورتوں سے شادی کرنے والے مسلمان ان کے سابقہ شوہروں کو مہر کی رقم پہنچا دیں۔

یہ اسلامی معاشرے کے بنیادی اصول ہیں جو ان آیات میں بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو حکم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خولہ بنت ثعلبۃ

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰہُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَّاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (المجادلة : ۵۸/ ۱۔۴)

"اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کئے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے۔ یہ لوگ ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں۔ پھر اپنی اس بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی۔ تو قبل اس کے دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے۔ قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جو اس پہ بھی قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لئے دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئیں حدیں ہیں۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

معزز خواتین! اسلام!...... اب ہم آپ کی خدمت میں ایک ایسی خاتون کی داستان بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو ہر دور کی مسلمان خواتین کے لئے ایک عمدہ نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ایک عالم فاضل خاتون تھیں جو اپنے گھر کی قدر و قیمت کو جانتی تھی اور وہ ازدواجی زندگی کی اہمیت کو بھی اچھی طرح سمجھتی تھیں اور وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ اپنی اولاد کا شیرازہ بکھرنے اور انہیں ضائع ہونے سے کیسے بچایا جائے۔

آج مسلم معاشرے کی دوشیزاؤں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس عظیم المرتبت خاتون کے نقش قدم پر چلیں' اس سے وہ بہت سی معاشرتی خرابیوں سے اپنے دامن کو بچا سکتی ہیں۔

ازدواجی زندگی کے تقاضوں اور گھریلو ذمہ داریوں سے ناواقفیت کی بنا پر کتنے گھر اجڑ چکے ہیں اور کتنے گھرانے تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔

آئے دن اس حوالے سے ایسی ایسی داستانیں سننے کا اتفاق ہوتا ہے جس سے سننے والے کے جسم میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ عظیم المرتبت' جلیل القدر عالمہ فاضلہ خاتون سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آئیے پہلے اس خاتون کا تعارف کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کون ہیں؟

علامہ ماوردی اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خولہ بنت ثعلبہ الخزرجیہ سیّدنا عبادہ بن صامت کے بھائی اوس بن صامت کی بیوی تھیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس عظیم المرتبت خاتون کا نام اس انداز میں بیان کیا۔ خولہ بنت ثعلبہ بن مالک بن دخشم۔[1]

علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں اس خاتون کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے اس خاتون کا نام خولہ بھی تھا اور خویلہ بنت ثعلبہ کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔

---

[1] الاصابہ ۷/ ۶۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض نے ان کا نام خولہ بنت حکیم بیان کیا ہے اور بعض نے ان کا نام خولہ بنت مالک بن ثعلبہ بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بیان کیا ہے۔

سیّدنا عمرو رضی اللہ عنہ ' محمد بن کعب اور سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خولہ بنت ثعلبہ عبادہ بن صامت کے بھائی اوس بن صامت کی بیوی تھیں اور اس نے اس سے اظہار کیا تھا۔ اور اظہار شرعی اصطلاح میں اپنی بیوی کو ماں کہہ دینے کو کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾

(المجادلہ : ۵۸/ ۱)

تہذیب الکمال میں علامہ مزی اس خاتون کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: اس خاتون کا نام خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج تھا۔ اور اس خاتون کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے: خولہ بنت ثعلبہ بن مالک بن دخشم' نیز اسے خولہ بنت دلیج ' خولہ بنت صامت اور خویلہ بنت خویلد الانصاریہ کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ اوس بن صامت کی بیوی تھیں۔ یہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تکرار کرنے والی خاتون ہے جس کے ساتھ اس کے خاوند نے ظہار کیا تھا یعنی اسے بمنزلہ ماں کہہ دیا تھا۔[1]

یہ کوئی معمولی درجے کی خاتون نہیں تھیں بلکہ بڑی عظیم المرتبت اور جلیل القدر خاتون تھیں۔ ایک دفعہ اس نے امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو راستے میں روک کر نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا:

> دیکھو پہلے آپ کو عمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر تجھے لوگ عمر کہنے لگے' پھر تجھے امیر المومنین کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ اے عمر اللہ سے ڈرتے رہو۔ جس کو موت کا یقین ہوتا ہے وہ زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کرنے سے ڈرتا ہے۔ جس کو حساب کا یقین ہو جاتا ہے وہ عذاب سے ڈرتا ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس خاتون کی باتیں کھڑے ہوکر پوری توجہ سے سنتے رہے۔

---

[1] تہذیب الکمال ۳۵/ ۲۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اس بڑھیا نے آپ کو روک رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر یہ صبح سے شام تک مجھے روکے یا باتیں سناتی رہے تو میں صرف فرض نماز کے لئے جاؤں گا باقی اوقات میں اس کی باتیں سنتا رہوں گا۔

کیا تم جانتے ہو یہ بڑھیا خولہ بنت ثعلبہ ہے؟ جس کی بات اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر سنی۔ رب العالمین تو اس کی بات سنے اور عمر نہ سنے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟[1]

بخاری شریف میں ثمامہ بن حزن بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ ایک عورت نے کہا: اے عمر! ٹھہرو۔ تو وہ ٹھہر گئے۔ وہ عورت بڑے ترش لہجے میں بولی: ایک شخص نے کہا: اے امیر المومنین! آج پہلی مرتبہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی آپ سے اس قدر ترش لہجے میں بات کر رہا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا: میں اس خاتون کی باتیں کیوں نہ سنوں؟ جس کی باتیں اللہ نے ساتویں آسمان پر سنیں۔ اور اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ﴾ (المجادلہ: ۵۸/ ۱)

"تحقیق اللہ نے سنی اس عورت کی بات جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں تکرار کر رہی ہے اور اللہ کے حضور شکوہ کر رہی ہے اور اللہ تم دونوں کی باتیں سنتا ہے بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں بڑا عجیب و غریب منظر پیش کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تم دونوں تنہا نہیں ہو بلکہ اللہ تمہارے ساتھ ہے' وہ تم دونوں کی باتیں سن رہا ہے۔ اللہ نے اس خاتون کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں آپ سے تکرار کر رہی ہے اور وہ اللہ کے حضور شکوہ کر رہی ہے' اللہ تمہاری باتوں کو جانتا ہے اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے' اس عجیب و غریب صورت حال کو دیکھنے والوں کے دل لرز جاتے ہیں۔[2]

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۷/ ۲۶۹۔ [2] فی ظلال القرآن صفحہ ۳۵۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت کی بعض کتابوں میں یہ روایت منقول ہے کہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کے بارے میں گفتگو کی اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی کچھ گفتگو سنی اور کچھ ان سے مخفی رہ گئی۔ لیکن اللہ رب العزت نے ساتویں آسمان پر مکمل گفتگو کو سنا۔ سیّدنا عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد بیان کرتی ہیں کہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اپنے خاوند کا شکوہ کرنے لگیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا﴾ (المجادلہ: ۵۸/ ۱)[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بابرکت ہے اللہ کی ذات جس کی سماعت ہر چیز کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے۔ میں خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے خاوند کا شکوہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے خاوند نے میری جوانی کو نچوڑ لیا' میں عمر رسیدہ ہوگئی' میرے پیٹ سے بچوں کا جنم ہونا بند ہوگیا تو اس نے مجھ سے ظہار کر دیا' میں اس کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ اس موقع پر جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا﴾ (المجادلہ: ۵۸/ ۱)[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک مومن خاتون کے مابین ہونے والی گفتگو کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر سنا' وہ خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے خاوند کے ناروا سلوک کے بارے میں شکوہ کر رہی تھی۔ کیا کہنے اس خاتون کی شان کے! کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دلجوئی کرتے ہوئے آسمان سے اس کے حق میں حکم نازل کیا اور بعد میں قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے وہ عائلی قانون کا درجہ اختیار کر گیا۔ جب بھی کسی مسلمان کے گھر میں ایسی صورت حال پیدا ہو جائے جیسی سیّدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش ہوئی تو پھر اس کا مداویٰ کس طرح کیا جائے۔

---

[1] بحوالہ نسائی کتاب الطلاق حدیث ۳۴۶۰۔ [2] بحوالہ تفسیر طبری ۲۸/ ۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ جاہلیت میں یہ رسم چل نکلی تھی کہ جب کوئی شخص اپنی رفیقہ حیات سے ناراض ہوتا تو اسے ماں کہہ دیتا۔ اس طرح وہ اس پر حرام ہو جاتی وہ طلاق نہیں دیتا تھا اور نہ اس سے ازدواجی تعلقات استوار کرتا تھا' اسے معلق کر کے رکھا جاتا۔ یہ صورت حال اس عورت کے لئے نہایت تکلیف دہ ہوتی۔عورت کی زندگی اجیرن ہو کر رہ جاتی ہے۔ جب سیّدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ظہار کا واقعہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم نازل کر دیا۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے عبادہ بن صامت کے بھائی اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کے ساتھ ظہار کیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھے بمنزلہ ماں کہہ دیا ہے۔ میں عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اگر ہم میں علیحدگی ہوگئی تو یہ میرے لئے تباہی و بربادی ہوگی۔ اب تو میں عمر کے اس حصے میں پہنچ چکی ہوں کہ میرے ہاں بچوں کی پیدائش بھی بند ہوگئی ہے۔ یہ بات درد بھرے انداز میں کہی اور رونا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم نازل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن صامت کو بلایا اور اس سے کہا: کیا آپ ایک غلام آزاد کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے مالی حالات کمزور ہیں' میں غلام آزاد نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دیا اور اس نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیا۔[1]

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہہ دیتا کہ تو میرے لیے بمنزلہ ماں یعنی میری ماں کی طرح ہے تو وہ بیوی اس پر حرام ہو جاتی۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو ماں کہہ دیا۔ اس کے بعد
اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ کہنے لگا: ہائے میں یہ کیا کر بیٹھا؟ تم تو اب میرے لئے حرام ہوگئی ہو۔ اس نے کہا: بات تو ٹھیک ہے آپ بھی میرے لئے حرام ہوگئے ہیں۔ اب کیا کیا جائے؟ اس نے کہا: اب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ' ان سے مسئلہ پوچھو

[1] تفسیر طبری ۲۸/۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اب ہمارے لیے کیا شرعی حکم ہے؟ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے خاوند کے رویئے کا تذکرہ کیا اور وہ اپنی بپتا سنا کر رونے لگی' اتنے میں آسمان سے وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ ٹھہرو وحی اتر رہی ہے۔ شاید تمہارے بارے میں ہی حکم ہو۔ تو وہ کچھ دیر ٹھہر گئی جب وحی نازل ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ ایک غلام آزاد کرو۔ اس نے کہا: میری مالی حالت کمزور ہے۔ آپ نے فرمایا: دو ماہ کے مسلسل روزے رکھو۔ اس نے کہا کہ اگر میں دن میں تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤں تو میری آنکھوں کے آگے اندھیرا ہونے لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ وہ کہنے لگا: اس سلسلے میں آپ میرا تعاون کریں۔ آپ نے اس کا تعاون کیا تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے قابل ہو سکا۔[1]

سیّدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کو متعدد کتابوں میں مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے لیکن سب کا مرکزی مفہوم وہی ہے جو بیان کر دیا گیا ہے۔ واقعے کی حقیقت کو سمجھنے لیے اتنا ہی کافی ہے ایک' ہی بات کو بار بار دہرانے کا کوئی چنداں فائدہ نہیں۔ اس لیے ہم اس بحث کو انہی الفاظ پر ختم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرعی احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ہم سب کو توفیق عطا کرے۔ آمین

عقلمند خاتون

جب سیّدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند کی جانب سے ظہار کا حادثہ پیش آیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شرعی حیثیت پوچھنے لگی۔ وہ اپنے گھریلو حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت زیادہ کبیدہ خاطر تھیں۔ انہوں نے روتے ہوئے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں بوڑھی ہو چکی ہوں' عمر کے اس حصے کو پہنچ چکی ہوں کہ بچوں کا جنم لینا بند ہو چکا ہے۔ میرے خاوند نے میری جوانی نچوڑ لی' اب بڑھاپے میں اس نے یہ گل کھلائے ہیں کہ اس نے مجھے بمنزلہ ماں کہہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا: دیکھئے وہ تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ اس نے عرض کی:

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۷/ ۲۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی میں دل سے قدر کرتی ہوں لیکن میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گی جب تک مجھے اس مسئلے کے بارے میں اللہ کا حکم معلوم نہ ہو جائے۔ اتنے میں وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ وحی کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے خاوند نے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ وہ تو بہت غریب ہے۔ غلام آزاد کیسے کرے گا؟ آپ نے فرمایا: اگر یہ نہیں کرسکتا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ اس نے کہا: وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ وہ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے روزے بھی نہیں رکھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ بھی تب ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ اس کی معاونت کریں۔ آپ ﷺ نے تعاون کے لئے کھجوروں کا ٹوکرا عطا کیا اور فرمایا: جاؤ اپنے چچا کے بیٹے کو کہو اسے غرباء و مساکین میں تقسیم کردے' یہ اس کی طرف سے کفارہ ہو جائے گا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بھائی اوس بن صامت تھا۔[1]

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بمنزلہ ماں کہہ دے تو وہ بیوی اس کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ دوبارہ اس سے ازدواجی تعلقات استوار کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم مسلمانوں کے لئے قیامت تک عائلی قانون کی حیثیت اختیار کر گیا۔ تفسیر طبری میں بھی یہ واقعہ اس سے ملتے جلتے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔[2]

---

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق ۲۲۱۴۔ مسند امام احمد ۲۶۷۷۴۔

[2] تفسیر طبری ۲۸/ ۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیلۃ بنت ابی

جس نے اسلام میں سب سے پہلے خلع کا مطالبہ کیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

(البقرہ: ۲/ ۲۲۹)

''اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہ رہیں گے۔ تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ طے ہو جانے میں مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان میں تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔''

اب ہم آپ کی خدمت میں اسلام میں وقوع پذیر ہونے والے پہلے خلع کے قصے کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جب میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات برقرار رہنا دشوار ہو جائیں بیوی کو اپنے خاوند سے دلی نفرت ہو اور وہ اس کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو تو اسلام نے اس کا یہ حل پیش کیا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو کچھ دے دلا کر اس سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے۔ اس کو شرعی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے۔ اسلام نے جس طرح خاوند کو طلاق دینے کا حق دیا ہے اسی طرح بیوی کو خلع حاصل کرنے کا حق دیا ہے۔ اب ہم آپ کو تاریخ اسلام میں سب سے پہلے وقوع پذیر ہونے والے خلع کی کہانی سناتے ہیں۔ پہلا خلع عبداللہ بن ابی بن سلول کی ہمشیرہ جمیلہ بنت ابی سلول نے حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلا خلع عبداللہ بن ابی کی ہمشیرہ جمیلہ بنت ابی نے حاصل کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیلہ بنت ابی الخزرجیہ عبد اللہ بن ابی کی بہن تھی۔

ابن منزہ کہتے ہیں کہ یہ ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی تھیں۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعید بن مسیب نے اس خاتون کی کنیت ام جمیل بیان کی ہے۔ ثابت بن قیس سے پہلے اس کی شادی غسیل ملائکہ حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔ پھر اس کی شادی ثابت بن مالک بن دخشم کے ساتھ ہوئی' اس کے بعد یہ خبیب بن اساف کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی۔

ابو عمر کا بیان ہے کہ بصریوں کی یہ روایت ہے کہ جمیلہ نے ثابت سے خلع حاصل کیا۔ اہل مدینہ کہتے ہیں کہ اس کا نام حبیبہ بنت سھل ہے جس نے اپنے خاوند سے خلع حاصل کیا۔[1]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمیلہ بنت ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے خاوند سے خلع کا ارادہ ظاہر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تیرے خاوند نے مہر میں تجھے کیا دیا تھا؟ اس نے بتایا ایک باغیچہ۔ آپ نے فرمایا: اس کا باغیچہ واپس کر دو۔[2]

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جمیلہ بنت ابی سلول نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے خاوند ثابت پر دینی و اخلاقی لحاظ سے کوئی عیب نہیں لگاتی لیکن میں اسلام لانے کے بعد کفر کو ناپسند کرتی ہوں۔ میں بغض کی بنا پر اس کی خدمت بجا لانے سے قاصر ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تو مہر میں لینے والا باغیچہ اس کو واپس کر دو گی؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ اپنا باغیچہ لے کر اس کو اپنی زوجیت سے فارغ کر دو۔ اس طرح اسلام میں یہ پہلا خلع قرار پایا۔

صورت حال یہ تھی کہ جمیلہ بنت ابی سلول کو اپنا خاوند بہت زیادہ ناپسند تھا اور خاوند اپنی بیوی کو بہت زیادہ چاہتا تھا؟ لیکن وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے میں خوش نہ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع کے ذریعے دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔

---

[1] الاصابۃ ۷/ ۵۵۶۔ [2] السنن الکبری' بیہقی ۱۴۶۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ثابت بن قیس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے خاوند ثابت بن قیس پر دینی اور اخلاقی لحاظ سے کوئی عیب نہیں لگاتی لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اسے اس کا باغیچہ واپس کر دو گی؟ اس نے کہا: جی ہاں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند ثابت بن قیس کو بلا کر کہا کہ تم اپنا باغیچہ لے لو اور اپنی بیوی کو اپنی زوجیت سے فارغ کر دو۔[1]

ابو جریر نے عکرمہ سے پوچھا: کیا خلع کی کچھ حقیقت ہے۔ انہوں نے کہا: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ اسلام میں پہلا خلع عبداللہ بن ابی کی بہن جمیلہ بنت ابی نے حاصل کیا۔ وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ثابت ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ میرے دل میں اس کے بارے میں نفرت ہے میں نے ایک دن خیمے کا پلو اٹھا کر دیکھا وہ اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ آرہا تھا اور اس کا رنگ سب سے زیادہ کالا تھا اور قد سب سے زیادہ چھوٹا تھا اور اس کا چہرہ سب سے زیادہ قبیح دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے خاوند نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے مہر میں اسے اپنا بہترین باغیچہ دیا' یہ اگر میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میرا باغیچہ واپس کر دے۔ آپ نے اس سے پوچھا: اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں باغیچہ واپس کرنے کے لئے تیار ہوں اگر یہ کچھ مزید بھی لینا چاہے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی۔[2]

اسلام میں عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے اپنے خاوند کے ساتھ نبھا نہیں کرسکتی تو وہ خلع کے ذریعے اپنے خاوند سے علیحدگی حاصل کرسکتی ہے اس میں عدالت عورت کی دلی رغبت کا لحاظ کرتے ہوئے دونوں میں علیحدگی کا حکم صادر کرے گی۔ جس طرح

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الطلاق ۴۸۶۷۔

[2] تفسیر طبری ۲/ ۴۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے جمیلہ بنت ابی کو اس کے خاوند ثابت بن قیس سے علیحدگی کرا دی ۔ جمیلہ نے رسول اللہ ﷺ سے صاف صاف یہ کہا کہ میں دینی اور اخلاقی لحاظ سے تو کوئی عیب نہیں لگاتی البتہ مجھے اس کی بدصورتی سے دلی نفرت ہے۔ لہٰذا میں اس کی کما حقہ خدمت سرانجام نہیں دے سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا: جو باغیچہ تم نے مہر میں لیا ہے کیا وہ اسے واپس کر دو گی۔ اس نے کہا کہ اگر اس سے مزید کا مطالبہ ہے میں وہ بھی پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ پس میں اس سے علیحدگی چاہتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنا باغیچہ لے لو اور اسے اپنی زوجیت سے فارغ کر دو۔

اس طرح اسلام میں یہ پہلا خلع قرار پایا۔

عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عباس' مجاہد' عکرمہ' ابراہیم نخعی' قبیصہ بن ذویب' حسن بن صالح' عثمان البیتی کا یہ مؤقف ہے۔ خلع کا مطالبہ کرنے والی عورت سے اس کا خاوند ان تمام چیزوں کی واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے جو اس نے اپنی بیوی کو دی تھیں۔ امام مالک' لیث' امام شافعی اور ابو ثور کا بھی یہی مؤقف ہے' ابن جریر نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل' ابو عبید اور اسحاق بن راھویہ کا یہ مؤقف ہے کہ خاوند اپنا ہی واپس لینے کا مجاز ہے۔ جتنا اس نے بیوی کو دیا' اس سے زیادہ لینے کا مجاز نہیں۔ سعید بن مسیّب' عطاء بن ابی رباح' عمرو بن شعیب' امام زہری' طاؤس' حسن امام شعبی' حماد بن ابی سلیمان اور ربیع بن اَنس کا بھی یہی مؤقف ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمیلہ بنت ابی سلول کو وہ باغیچہ واپس کرنے کا حکم دیا جو اس کے خاوند نے مہر کے طور پر اسے دیا تھا' اس سے زیادہ اس سے وصول نہ کیا گیا۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خلع حاصل کرنے والی عورت سے اس کا خاوند اپنی دی ہوئی اشیاء سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ یہ احکام بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظّٰلِمُوْنَ﴾

''یہ اللہ کی حدیں ہیں تو تم ان سے تجاوز نہ کرو اور جو حدود الٰہی سے تجاوز کریں گے۔تو وہ لوگ ظالم ہیں۔''

اگر حالات ناگزیر ہو جائیں۔میاں بیوی کے درمیان خوشگوار تعلقات کی صورت نظر نہ آتی ہو تو اس صورت میں عورت خاوند سے وصول کردہ مہر واپس کر کے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ یہ شرعاً اس کا حق ہے۔

اسلام میں مرد کو طلاق کا حق دیا گیا ہے۔تو عورت کو خلع حاصل کرنے کا حق بھی دیا گیا ہے۔

البتہ عورت کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ بلا وجہ علیحدگی کا مطالبہ کرنے سے حتی الامکان گریز کرے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی پیش نظر رکھنا چاہیے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أيُّمَا اِمْرأةٍ سَألَتْ زَوْجها طلاقَ فِی غَیرِ مَا بأسٍ فَحَرامٌ عَلَیْهَا رَائحةُ الْجَنَّةِ))[1]

جو عورت اپنے خاوند سے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شرعی احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء کرے۔(آمین!)

وصلی اللہ علی النبی محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم

---

1. شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے: صحیح الجامع ۲۷۰۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبشہ بنت معن بن عاصم

عورتوں کے حقوق اور ان سے بے رغبتی نہ کرنا

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ۝ وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ وَ كَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۝ وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ۝﴾ (النسآء: ۴/ ۱۹۔ ۲۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔ اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے۔ ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے تم کو ایک چیز پسند نہ ہو مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔ اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ کر لو تو خواہ تم نے اس کو ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو اس میں سے کچھ واپس نہ لینا کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے۔ اور آخر تم اس سے کس طرح لے لو گے جبکہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو۔ مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل ہے۔ ناپسندیدہ اور برا چلن ہے۔"

زمانہ جاہلیت میں عورت کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا تھا۔ اس کے انسانی حقوق کو بری طرح پامال کیا جاتا تھا۔ اسے گھر کے ردی سامان کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ اسے پاؤں کے جوتے سے بھی کم تر تصور کیا جاتا تھا۔ اس کی حیثیت ایک کھلونے کی مانند تھی جس سے دل بہلا کر کسی کونے کھدرے میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اسلام نے عورت کے مقام کو بلند کیا اس کی شان وشوکت کو دوبالا کیا اسے خاندان میں بلند مرتبے پر فائز کیا۔ اور اسے معاشرے میں باوقار مقام عطا کیا۔ اسے روئے زمین پر مرد وزن کے پھیلانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾ (النساء: ۴/۱)

"جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔"

جب ازدواجی زندگی میں انسانی شعور کی رفعت پیدا ہوئی اور اسے محض حیوانی جذبات کی تسکین کا ذریعہ نہ سمجھا گیا بلکہ اعلیٰ وارفع مقاصد کو پیش نظر رکھا گیا اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے خاندانی روابط میں وسعت اور خوشگواری پیدا ہوئی تو واقعتاً رشتہ ازدواج' باہمی مودت محبت' رحمت اور تسکین کا باعث بن گیا۔ انسانی معاشرے میں اس کے دوررس اثرات مرتب ہونے لگے۔

مذکورہ آیات کے اسباب نزول کے بارے میں مختلف روایات اور مفسرین کے اقوال بیان کئے گئے ان میں سے چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ درج ذیل آیت کا سبب نزول یہ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ (النساء: ۴/ ۱۹)

''ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ تم عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو۔ انہیں اس لئے نہ روک رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو۔ کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس شخص کے ورثاء اس کی بیوی پر اپنا زیادہ حق سمجھتے' اگر چاہتے تو ان میں سے کوئی ایک اس سے شادی کر لیتا۔ اگر وہ چاہتے تو اس کی کسی اور سے شادی کر دیتے' اور اگر وہ چاہتے تو اسے بغیر شادی کے یوں ہی رہنے دیتے۔ وہ بیچاری فوت شدہ خاوند کے ورثاء کے رحم وکرم پر ہوتی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری)

ابن جریج کہتے ہیں کہ سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کبیشہ بنت معن بن عاصم کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ قبیلہ اوس میں سے تھی۔ جب اس کا خاوند ابو قیس بن اسلت فوت ہو گیا۔ تو اس کے بیٹے نے اس پر اپنا حق جتایا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خاوند فوت ہو گیا کیا میں اب متروکہ مال کی حیثیت اختیار کر چکی ہوں' کیا میں نکاح کر سکتی ہوں؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

معمر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سماک بن فضل نے عبد الرحمان البیلمانی کے حوالے سے بتایا کہ آیت کریمہ میں دو حکموں میں سے ایک کا تعلق زمانہ جاہلیت کے ساتھ ہے۔ اور دوسرے کا زمانہ اسلام کے ساتھ عورتوں کا جبراً وارث بننے کا تعلق زمانہ جاہلیت کے ساتھ ہے اور انہیں روکنے کا تعلق زمانہ اسلام کے ساتھ ہے۔

امام زہری اور ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں رواج یہ تھا کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کی بیوی کا وہ بیٹا جو خاوند کی دوسری بیوی سے ہوتا تو وہ اس پر کپڑا ڈال دیتا۔ اس کا مطلب یہ لیا جاتا کہ اب اس خاتون پر اس کا حق فائق ہے۔ اب یہ خاتون اپنی مرضی سے کوئی اقدام نہیں کر سکتی' وہ چاہے تو خود اس سے شادی کر لے چاہے تو وہ اس

[1] تفسیر طبری ۴/ ۳۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شادی کسی اور سے کر دے اور اس سے مہر میں ملنے والی رقم خود لے' یا وہ چاہے تو اس خاتون کو اپنی تحویل میں روکے رکھے تاوقتیکہ وہ اس سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اسے فدیہ دے' اس معاشرتی ظلم کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔

علامہ سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں سے یہ کہا گیا ہے کہ تم ان عورتوں کے وارث نہ بن جاؤ جن کے خاوند فوت ہو گئے ہیں تاکہ تم ان سے شادی رچالو۔

اس کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو اس کا وارث جلدی سے آگے بڑھ کر اس عورت پر کپڑا ڈال دیتا' اس کا یہ مطلب لیا جاتا کہ اب یہ عورت اس وارث کی تحویل میں ہے اب اسے کسی قسم کے اقدام کا کوئی اختیار نہیں' وارث جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔ اگر وارث کی آمد سے پہلے یہ اپنے میکے پہنچ جائے تو پھر اس عورت کو اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہو گا۔

کسی عورت کا جب خاوند فوت ہو جائے تو وہ متروکہ مال کی طرح نہیں ہو گی بلکہ اسلام نے اسے ایک باوقار اور باعزت مقام دیا ہے۔ اسے خاوند کے متروکہ مال میں سے مخصوص حصے کا وارث قرار دیا گیا ہے۔ عدت گزرنے کے بعد اسے اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

عورت متروکہ مال کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اسلام نے اس کے حقوق کی پاسداری کی ہے اسے باعزت مقام عطا کیا ہے۔[1]

یہ آیات کبشہ بنت معن بن عاصم بن اوس کے بارے میں نازل ہوئیں اس کا خاوند ابو قیس بن السلت فوت ہو گیا۔ اس کے بیٹے نے اسے روک لیا۔ ان کے ہاں اس دور میں رواج یہ تھا کہ جب کوئی شخص بیوی چھوڑ کر فوت ہو جاتا تو اس کے ورثاء میں سے کوئی ایک

[1] تفسیر قرطبی ۵/ ۹۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے بڑھ کر اس عورت پر کپڑا ڈال دیتا تو اس کا یہ مطلب لیا جاتا کہ اب یہ عورت اس کے لئے دیگر وراثت کے ساز و سامان کی طرح ہوگئی ہے۔ اسے از خود شادی کرنے یا اپنے میکے جانے کا اختیار ختم ہو چکا ہے جس نے اس پر کپڑا ڈالا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔ ان کے ہاں یہ رواج تھا کہ کپڑا ڈالنے والا چاہے تو اس سے خود شادی کر لیتا یا وہ اس کی شادی کسی اور سے کر دے اور مہر میں ملنے والی رقم اپنے قبضے میں لے لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۴/ ۱۹)

''اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو اور انہیں اس لئے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں۔ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودو باش رکھو۔ اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس سے بہت سی بھلائی کر دے۔''

یہ آیت ابوقیس کی بیوی کبشہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

محمد بن ابی امامہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب ابوقیس بن اُسلت فوت ہوا تو اس کے بیٹے نے اس کی بیوی کبشہ سے شادی کا ارادہ کیا اور ایسا زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کبشۃ بنت ینعقد بن عاصم الأنصاریۃ ابوقیس بن اسلت کی بیوی تھی۔ ابن جریج نے سیدنا عکرمہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس کا نام کبیشہ ہے اور اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

---

[1] غوامض الأسماء المبهمة لابن بشكوال ۱/ ۴۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ ﴿ولا تنکحوا مانکح آباء کم﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت کبشہ بنت یعنقد بن عاصم کے بارے میں نازل ہوئی اس کا خاوند ابوقیس بن اسلت جب فوت ہوا تو اس کے بیٹے نے کبشہ بنت بنعقد کو اپنی تحویل میں لینے کا دعویٰ کر دیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ مجھے اپنے خاوند کا وارث تصور کیا گیا اور نہ ہی مجھے چھوڑا گیا ہے کہ میں نکاح کر لوں' میں کیا کروں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کے ورثاء اس کی بیوی کے زیادہ حق دار کہلاتے' ان ورثاء میں اگر کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا وہ چاہتے تو اس کی شادی کسی اور سے کر دیتے' چاہتے تو اسے بغیر شادی کے اپنے پاس روکے رکھتے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

محمد بن ابی امامہ بن سھل بن حنیف اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب ابوقیس بن اسلت فوت ہوگیا تو اس کے بیٹے نے اس کی بیوی سے شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ ایسا زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

عکرمہ اور حسن بصری دونوں یہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کی بیوی کو مرتے دم تک اپنے پاس روکے رکھتے' جب وہ فوت ہو جاتی تو اس کا مال اپنے قبضے میں لے لیتے' اللہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

ابن جریج اور مجاہد دونوں یہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج بھی تھا کہ جب کسی شخص کا باپ فوت ہو جاتا تو اس کا بیٹا باپ کی بیوی سے نکاح کر لیتا۔ اگر فوت ہونے والے کا بیٹا نہ ہوتا تو اس کا بھائی یا بھتیجا اس سے نکاح کر لیتا۔ اس آیت میں لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا۔

ابن ابی نجیح' علامہ سدی' عبید بن سلیمان الباھلی اور ابن زید بھی اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں اسی نوعیت کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔

---

[1] تفسیر طبری ۴/ ۳۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' مقسم معمر بحوالہ امام زہری' اسی سے ملتی جلتی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو اسے اس کے ورثاء ظلم و ستم کے لئے تختہ مشق بنائے رکھتے۔ اس کی آزادی سلب کر لی جاتی' اس کے جملہ اختیارات پر قدغن لگا دی جاتی۔

ورثاء اپنی مرضی کے مطابق اس سے پیش آتے۔ بعض اوقات مرتے دم تک اسے اپنے پاس روک کے رکھا جاتا' تاکہ اس کے مال پر قبضہ کیا جاسکے۔ اسلام نے ان تمام جاہلانہ رسومات کو یکسر ختم کر دیا۔

ابن زید کہتے ہیں مکہ معظّمہ میں خاندان قریش میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کسی خاتون سے شادی کرتے وقت یہ شرط لگا دیتا کہ اگر اس کی موافقت نہ رہی تو وہ کسی دوسرے شخص سے شادی نہیں کر سکے گی اور اس معاہدے پر گواہ بنا لئے جاتے۔ اس طرح اس عورت کو مجبور محض بنا کر رکھ دیا جاتا۔ وہ آزادی اسی صورت میں حاصل کر سکتی تھی کہ وہ اسے راضی کرے جس سے معاہدہ طے پاچکا ہے اور اسے مال و دولت دے کر اس شخص کی رضا مندی حاصل کرنا پڑتی۔ ابن زید نے عضل کی یہ صورت بیان کی ہے اور یہ مفہوم ﴿ولا تعضلوھن ببعض ما اتیتموھن﴾ کی تفسیر کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

اسلام ہر گھر میں سکون' امن اور سلامتی کا علمبردار ہے۔ اسی طرح وہ ایک مرد اور عورت کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر کے محبت' مؤدت' شفقت اور امن وسکون کا باہمی ماحول پیدا کرنا چاہتا ہے' تاکہ گھر امن وسکون اور ہر طرح سے اطمینان کا گہوارہ بن جائے۔ اسی لئے اسلام میں خاوند کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی وجہ سے اسے اپنی ہونے والی بیوی سے کوئی گلہ ہے یا وہ اسے ناپسند ہے تو پہلے مرحلے میں وہ صبر و تحمل سے کام لے۔ ہوسکتا ہے جس کو وہ ناپسند کر رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت زیادہ اس کے لئے خیر و برکت رکھی ہو اور آگے چل کر وہ اس کے لئے بہت زیادہ مفید ثابت ہو۔

امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا' امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فرمایا صبر سے کام لو گھریوں ہی نہیں بنتے' انہیں محبت اور شفقت سے بسایا جاتا ہے ایسے ہی گھر اجڑنے لگے تو رعایا کا کیا بنے گا؟

جب تک خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو رشتہ ازدواج کے حوالے سے خیانت کا مرتکب نہ پائے ایک دوسرے کو باہمی محبت و مودّت کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

گھر کا نظام میاں بیوی کے باہمی اعتماد سے استوار ہوتا ہے۔

اسلام نے معمولی باتوں پر میاں بیوی کو باہمی طور پر مشتعل ہونے سے روکا ہے۔ انہیں حتی الامکان صبر وتحمل سے کام لینے کی تلقین کی ہے یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾

(النساء: ۴/ ۱۹)

''تو اگر تم ان کو ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے کسی چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اور اللہ اس میں بہت زیادہ بھلائی پیدا کر دیتا ہے۔''

اسلامی عقیدہ انسان کو حیوانیت کے قصر لذت سے اٹھا کر انسانیت کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔

ہاں اگر کوئی عورت واضح طور پر فحاشی اور بے حیائی کا ارتکاب کرے تو اس کی گوشمالی کرنا ضروری ہے۔

سیدنا حسن نے یہاں فحاشی سے مراد زنا لیا ہے۔

یعنی اگر بیوہ کھلے عام زنا کی مرتکب ہو تو اسے ورثاء ہر طرح سے سرزنش کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

علامہ سدی کہتے ہیں کہ اگر بیوہ زنا کی مرتکب ہو تو اس کے ورثاء اس سے مہر کی رقم لے سکتے ہیں جو اس کے فوت شدہ خاوند نے اسے دی تھی۔

ابن سیرین اور ابو قلابہ کہتے ہیں کہ بیوہ سے فدیہ اس کا وارث اس صورت میں لے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے کہ وہ فحاشی کی مرتکب ہو۔

عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عباس ضحاک اور قتادہ کہتے ہیں

﴿الفاحشة المبينة﴾ کھلی فحاشی کا مطلب بغض' نافرمانی اور بداخلاقی ہے کہ اگر بیوی کھلے عام بداخلاقی پر اتر آئے تو اس کا خاوند اس عورت کا مال اپنے قبضے میں لے سکتا ہے۔ امام مالک کا بھی یہی مؤقف ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ فحاشی سے مراد زبانی اور عملی سوئے معاشرت ہے۔ اسی کو قرآن حکیم میں نشوز کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام مالک اور اہل علم کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی بیوی بد زبان' بداخلاق اور بداطوار ہو تو وہ اس کی مملوکہ اشیاء کو اپنے قبضے میں لے سکتا ہے۔

ابو قلابہ کہتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو فحاشی کا مرتکب پائے تو اسے اس قدر تنگ کرنا جائز ہے کہ وہ ازخود خلع کا مطالبہ کرے۔

علامہ سدی کہتے ہیں:

﴿اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ (النساء: ۴/ ۱۸)

''مگر آنکہ وہ کھلے عام فحاشی کی مرتکب ہو۔''

فحاشی سے مراد زنا ہے۔ اگر وہ اس جرم کا ارتکاب کرتی ہیں تو ان سے مہر وصول کرلیا جائے۔

ابن جریج نے عبدالکریم اور حسن بصری کے حوالے سے یہی بیان کیا ہے کہ یہاں کھلے عام بے حیائی سے مراد زنا کا مرتکب ہونا ہے۔

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء: ۴/ ۱۸)

''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔''

حسن معاشرت اختیار کرنے کا حکم عام ہے۔ اس کے تحت خاوند بھی آتا ہے اور ولی بھی۔ لیکن غالب طور پر اس کے مخاطب خاوند ہی نہیں یہ حکم اسی طرح ہے جیسا کہ سورہ بقرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِمۡسَاكٌ بِمَعۡرُوۡفٍ﴾

''پھر روک لینا ہے معروف طریقے سے''

بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا مطلب یہ ہے کہ اس سے خوشگوار تعلقات رکھے جائیں۔ اس کے ساتھ ترش روئی اور بداخلاقی کے ساتھ پیش نہ آیا جائے۔ اس کے لئے گھر میں ہر طرح کی جائز سہولت مہیا کی جائے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت کی ایک جھلک پائی جاتی ہے۔

((عَنۡ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی النِّسآء فَاِنَّكُمۡ أَخَذۡ تُمُوۡهُنَّ بِأَمَانَةِ اللّٰهِ وَاسۡتَحۡلَلۡتُمۡ فُروجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ۔ وَاِنَّ لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ ان لا يوطئن فَرَشَكُمۡ أحدا تكرهُونَهُ فَانۡ فعلن ذلك فاضربوهن مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف))

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی ضمانت پر حاصل کیا ہے۔ اور تم نے ان کی شرم گاہوں کو اللہ کے کلمے سے اپنے لئے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں ناپسند ہے۔ اگر وہ اس کا ارتکاب کریں تو تم انہیں خوب مارو اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں روٹی کپڑا معروف طریقے سے مہیا کرو۔

((وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ اَنَّ النِّسَآء عِنۡدَ كُمۡ عَوَانٌ اَخَذۡ تُمُوۡهُنَّ بِاَمَانَةِ اللّٰهِ وَاسۡتَحۡلَلۡتُمۡ فُروجهن بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ حَقٌّ وَلَهُنَّ عَلَيۡكُمۡ حَقٌّ وَ مِنۡ حَقِّكُمۡ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَیْھِنَّ اَنْ لَا یُوْطِئْنَ فرشکم اَحَدً وَلَا یَعْصِیْنَکُمْ فِیْ مَعْرُوفٍ فَاِذَا فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَلَھُنَّ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوفِ))۔[1]

"سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو عورتیں تمہارے زیر اثر ہیں۔ تم نے انہیں اللہ کی ضمانت پر حاصل کیا ہے اور تم نے اللہ کے کلمے کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔ تمہارا ان پر حق ہے اور ان کا تم پر حق ہے۔ تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ کسی غیر کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں اور وہ تمہاری نافرمانی نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گی تو تم ان کو سرزنش کر سکتے ہو البتہ ان کی روٹی' کپڑا معروف طریقے سے تمہارے ذمے ہے۔"

محمد بن حنیفہ بیان کرتے ہیں کہ خاوند کے اگر اپنی بیوی کے بارے میں خیر سگالی اور محبت کے جذبات ہوتے ہیں تو بیوی کے بھی اپنے خاوند کے بارے میں اسی نوعیت کے جذبات ہوتے ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے لئے اپنے آپ کو مزین کرنا پسند کرتا ہوں' جس طرح کہ میری خواہش ہوتی ہے کہ بیوی میرے لئے مزین ہو۔ اس کو حسن معاشرت کہتے ہیں۔

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خاوند اپنی بیوی کا ٹیڑھا پن دیکھے تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے تاکہ خوشگوار انداز میں زندگی بسر ہو سکے کہیں گھریلو ناچاقی سے خلع تک نوبت نہ پہنچ جائے۔[2]

﴿فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰۤی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا﴾

(النساء: ۴/ ۱۹)

---

[1] تفسیر طبری: ۴/ ۳۱۱۔

[2] بحوالہ تفسیر قرطبی ۵/ ۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر تم ان کو ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ اگر تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت زیادہ بھلائی رکھ دے۔''

یعنی اگر تم بیوی کی بدصورتی یا اس کی بداخلاقی کی وجہ سے اسے ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تمہارے لئے اس میں صالح اولاد پیدا کر دے۔

صحیح مسلم میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مومن مرد اپنی مومن بیوی کو علیحدہ نہ کرے۔ اگر اسے اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری پسند آ جائے گی۔ اس کی برائی کو اس کی کسی خوبی اور بھلائی کی وجہ سے معاف کر دیا کریں۔ اور ناپسندیدگی کو کسی پسندیدہ خوبی کی وجہ سے نظر انداز کر دیا کریں۔

مکحول کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انسان اگر اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے خیر و بھلائی سے نواز دیتا ہے۔

ابن العربی بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابومحمد بن ابوزید بڑے بلند پایہ عالم دین تھے اور لوگوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اس کی بیوی بڑی بدتمیز اور بداخلاق تھی۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ناروا سلوک کیا کرتی تھی۔ لیکن وہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت تندرستی اور علم دے کر اپنا بے پایاں فضل و کرم کیا ہے۔ اور اس نے مجھ پر اپنی نعمتوں کو نچھاور کیا ہے' ہو سکتا کسی میرے گناہ کی وجہ سے مجھے اس قسم کی بیوی عطا کر کے میرے گناہوں کی تلافی کا اہتمام کیا ہو۔ میں اسے طلاق دینے سے اس لئے ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اسے طلاق دے دی تو ہو سکتا ہے کہ مجھ پر اس سے کوئی بڑا عذاب مسلط کر دیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حلال ہونے کے باوجود طلاق کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہاں اگر میاں بیوی کے ایک ساتھ خوشگوار انداز میں رہنے کے امکانات بالکل ختم ہو جائیں اکٹھا رہنے میں بہتری کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو پھر طلاق کے ذریعے علیحدگی اختیار کرنے کی اجازت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی پیش نظر رہے:

﴿وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء: ۴/ ۲۰)

مزید اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پیش نظر رہے:

﴿وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ (النساء: ۴/ ۲۱)

''اور تم کس طرح وہ مال لو گے جبکہ تم ایک دوسرے سے خلوت کر چکے ہو اور وہ نکاح کیوقت تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔''

سید قطب نے اپنی تفسیر فی ظلال القرآن کے ضمن میں ((افضی بعضکم إلی بعض)) کی وضاحت کرتے ہوئے اس کا مفہوم بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے صرف میاں بیوی کا باہمی جسمانی تعلق مراد نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا اطلاق دونوں کے خیالات' احساسات اور جذبات پر ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہیں۔ ان دونوں نے اللہ کے نام پر باہمی طور پر پختہ معاہدہ کیا ہوتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں یہ رسم پائی جاتی تھی کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا اور اس کا دوسری بیوی سے کوئی چھوٹا بیٹا ہوتا تو بیوہ کو اس کے جواں ہونے تک روکے رکھتے۔ جب وہ جوان ہو جاتا تو اس کی شادی بیوہ سے کر دی جاتی۔ اگر وہ خود شادی نہ کرنا چاہتا تو وہ اپنی مرضی سے اس بیوہ کی شادی کسی غیر سے کرا دیتا اور اس سے ملنے والا مہر خود اپنے قبضے میں لے لیتا۔ لیکن اسلام نے اس رسم بد کو قطعی طور پر حرام قرار دے دیا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

﴿وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَ سَآءَ سَبِيْلًا﴾ (النساء: ۴/ ۲۲)

''اور دیکھو! جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے تم نکاح نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ بے شک یہ بے حیائی ہے' نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔"

اپنے باپ کی منکوحہ سے اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے کا اس بیوہ سے نکاح کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔ اس میں بہت سے حکمتیں پوشیدہ ہیں لیکن ہم تو اس لئے اس پر عمل پیرا ہونے کے پابند ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اس نے اس کو حرام قرار دے دیا ہے۔ لہٰذا ہم اس کو حرام سمجھتے ہیں ہم حکمتوں کو تلاش کر کے اس کی حرمت کے قائل ہونے کے روادار نہیں۔ اگر کوئی حکمت اور راز ہماری سمجھ میں نہ بھی آئے تب بھی ہم اسے حرام ہی سمجھیں گے کیونکہ ہمارے اللہ نے اس فعل کو حرام قرار دے دیا ہے۔ بعض علماء نے اس کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اس کے حرام ہونے میں حکمت کا ایک پہلو یہ ہے۔ بیٹا باپ کا خلف ہوتا ہے اگر وہ باپ کی منکوحہ سے اس کی وفات کے بعد نکاح کر لیتا ہے تو اس صورت میں وہ باپ کا خلف نہیں بلکہ اس کا شریک ہو جائے گا۔

باپ کسی صورت میں بھی اس کو پسند نہیں کرے گا کہ اس کا بیٹا کسی دور میں بھی اس کی منکوحہ کو اپنے حبالہ عقد میں لے' اس سے بہت سی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں اور باپ بیٹے کے باہمی تعلقات بری طرح مجروح ہوتے ہیں۔

ایسا کرنے سے وراثت کے مسائل میں خطرناک الجھاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور عورت کی اہانت کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے جبکہ اسلام نے مرد اور عورت کی عزت اور وقار کا تحفظ کیا ہے۔ اسلام نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم بد کو قطعی طور پر حرام قرار دے دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی دو بندیاں

﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(النور : ۲۴/ ۳۳)

''تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہوں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کر دے تو اللہ تعالیٰ ان کے جبر کے بعد بخش دینے اور مہربانی کرنے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں دو نوجوان لونڈیوں کے ایمان افروز موقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمیشہ کے لئے اسے قانون کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ جنہیں مالی منفعت کی خاطر اس کے مالک نے بے حیائی کا دھندا اختیار کرنے کے لئے مجبور کیا لیکن انہوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے ایسا کام کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس طرح ان دونوں دوشیزاؤں نے اپنے راسخ عقیدے کا برملا اظہار کیا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی دو لونڈیاں تھیں ایک کا نام معاذہ اور دوسری کا نام مسیکۃ تھا۔ اس نے ان دونوں کو مجبور کیا کہ وہ زنا کا دھندا اختیار کریں' تاکہ اس کے لئے کمائی کا ذریعہ بنے۔ انہوں نے اس کا مطالبہ پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے انہیں مارا تو وہ دونوں شکایت لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اس برے رویے کو طشت ازبام کرنے کے لئے یہ آیت نازل کر دی۔ یاد رہے کہ معاذہ خولہ بنت ثعلبہ کی والدہ تھی۔ جس نے اپنے خاوند کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کیا تھا۔

صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی دو لونڈیاں تھیں۔ ایک کا مسیکہ اور دوسری کا نام امیمۃ تھا' اس نے ان دونوں کو کمائی کے لئے دھندہ اختیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر مجبور کیا تو وہ دونوں شکایت کی غرض سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں ایک قریشی گرفتار ہوگیا۔ عبد اللہ بن ابی نے اسے گرفتار کیا تھا۔ اس کی ایک لونڈی تھی جس کا نام معاذہ تھا۔ گرفتار قریشی اس میں دلچسپی رکھتا تھا' وہ مسلمان ہوچکی تھی۔ وہ مطالبہ کرتا تو معاذہ اپنے اسلام لانے کی وجہ سے گریز کرتی۔ ابن ابی اس کو یہ راہ اختیار کرنے کے لئے مجبور کرتا' اسے اس میں مالی منفعت نظر آتی تھی۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو مالک اپنی لونڈی کو دھندے کے لئے مجبور کرے تو اس کا گناہ اور وبال مجبور کرنے والے مالک پر ہوگا۔

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ایسا کیا جاتا تھا جسے اسلام نے منع کر دیا۔ اسلام نے اہل ایمان کو ایسا کرنے سے قطعی طور پر منع کر دیا۔

زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا لیکن اسلام نے اس کو قطعی طور پر ممنوع قرار دے دیا۔

مقاتل بن حیان نے یہ واقعہ حسب سابق بیان کرنے کے بعد کہا کہ بغاء سے مراد زنا ہے۔

سیّدنا مجاہد اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ معاذہ عبد اللہ بن ابی سلول کی لونڈی تھی اور ایک مسلمان عالم' فاضل خاتون تھیں' اس نے اپنے مالک کے مطالبے کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس کے بعد اسے آزادی حاصل ہوگئی تو اس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد ازاں اس کے ساتھ سہل بن قرظہ نے شادی کی' ان سے عبد اللہ بن سہل اور ام سعید بن سہل پیدا ہوئے پھر وہ فوت ہوگیا یا اس نے اسے طلاق دے دی۔ تو ان کے ساتھ خمیر بن عدی نے شادی کی' ان سے دو جڑواں بیٹے' حارث بن خمیر اور عدی بن خمیر پیدا ہوئے' بعد ازاں ام سعد بنت خمیر پیدا ہوئی۔[1]

---

[1] الاستیعاب ۴/ ۱۹۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ جاہلیت میں لونڈیوں سے دھندہ کرایا جاتا تھا تاکہ اس ذریعے سے کمائی کی جائے لیکن اسلام نے اسے حرام قرار دے دیا۔ اسلام نے یہ حکم مسلم معاشرے کی پاکیزگی کے لئے نافذ کیا اور مذکورہ آیت نازل کر کے اس برائی کی بیخ کنی کی گئی۔

مالک جس اپنی کنیز کو بے حیائی پر مجبور کرتا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ کنیز ایسا کام کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتی۔ جس کے دل میں ایسا کام کرنے کی رغبت پائی جاتی ہو تو اسے مجبور کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی' ایسی کنیز کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی اس کے لئے سراپا انتظار ہوتی ہے۔ جن کو مجبور کر کے ایسی حرکت کا ارتکاب کرایا گیا ہو وہ توبہ کریں اللہ بخشنے والا مہربان ہے اس کا تمام تر وبال اور گناہ مالک پر ہوگا۔

اگر معاشرے کی تمام دوشیزاؤں کے دلوں میں اسلامی غیرت جاگزین ہو جائے اور وہ برائی کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں تو معاشرے کے ایسے افراد جن کے دلوں میں برائی کا مرض سرایت کیا ہوا ہوتا ہے وہ بھی پاکیزگی کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رغبت رکھنے والی عورتوں کو زنا کی اجازت اس لئے دی جاتی ہے تاکہ دوسرے معاشرے کو اس برائی سے محفوظ کر لیا جائے' جو ایسی حرکت کرنے پر دلی طور پر راغب ہوں وہ اس قماش کی عورتوں کی طرف رجوع کریں' اس سے معاشرے کے دیگر لوگ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ان لوگوں کی یہ خام خیالی ہے' برائی کے یہ جراثیم آہستہ آہستہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور انسانی معاشرہ برائی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے اس برائی کی نفرت دلوں سے ختم ہو جاتی ہے اور جب اس برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا لوگوں کا عمومی رجحان حلال کی طرف ہو جائے گا۔ اس طرح معاشرے میں پاکیزہ زندگی گزارنے کا رواج عام ہو جائے گا اور جدید نسل کو پیدائشی اعتبار سے حرام کی آمیزش سے محفوظ کر دیا جائے گا۔ اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ مسلم معاشرے میں کوئی جگہ ایسی باقی نہ چھوڑی جائے جہاں زنا کو بطور کاروبار اختیار کیا جاتا ہو اور ایسا کرنے والوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو۔ اس برائی کے اثرات اس قدر دور رس ہوتے ہیں کہ معاشرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تباہی و بربادی کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔

مسلم ممالک میں ایسے تمام بازار قطعی طور پر بند ہونے چاہئیں جن میں اس دھندے کو حکومتی سطح پر تحفظ مہیا کیا جاتا ہے۔ جس کام کو اللہ تعالیٰ حرام قرار دے دیں' اسے کرنے کی اجازت دینے کا اختیار کسی مسلمان حکمران کو حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں پہلا لعان اور غیرت کا مسئلہ

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ○ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ (النور : ۲۴/ ۶۔۹)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت' وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ اپنے الزام میں سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر لعنت ہو اگر وہ اپنے الزام میں جھوٹا ہو' اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص اپنے الزام میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچوں میں سے ہے۔''

مندرجہ بالا آیات میں اسلام میں پہلے لعان کی داستان بیان کی گئی ہے احادیث میں اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾ (النور : ۲۴/ ۴)

''جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں پھر وہ نہیں لاتے چار گواہ تو انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا واقعی یہی حکم نازل ہوا ہے۔؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کے گروہ! کیا تم سن رہے ہو کہ تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ اس کا گلہ نہ کریں یہ بڑا ہی غیرت مند شخص ہے۔ واللہ اس نے ہمیشہ باکرہ عورت سے شادی کی اور جب یہ کسی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے تو ہم میں سے کوئی اس عورت سے اس شخص کی غیرت مندی کی وجہ سے شادی کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔

سیّدنا سعد نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور یہ حکم اللہ کی جانب سے ہے۔ لیکن مجھے حیرانی اس بات پر ہے کہ اگر کوئی غیر شخص بیوی سے ہم بستری کر رہا ہو تو کیا میں اسے چھوڑ کر گواہ ڈھونڈنے چلا جاؤں اور یہ اپنا کام یونہی کرتا رہے۔ راوی نے کہا کہ تھوڑی دیر بعد ہلال بن امیہ آگیا۔ عشاء کا وقت تھا' اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو بچشم خود دیکھا' اپنے کانوں سے اس کی باتیں سنیں۔ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں عشاء کے وقت اپنی بیوی کے پاس گیا وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا اور اس کی باتیں سنیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند کیا جو اس نے کی۔ آپ کو یہ بات بڑی ناگوار گزری۔ انصار اکٹھے ہوگئے' کہنے لگے: جس کا تذکرہ سعد بن عبادہ نے کیا تھا وہ تو واقعی سنائی دینے لگا ہے۔ قریب تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہلال بن امیہ کو سرزنش کرتے اور اس کی گواہی کو باطل قرار دیتے۔ ہلال بن امیہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نکلنے کا راستہ بنا دے۔

ہلال بن امیہ نے مزید یہ کہا' یارسول اللہ ﷺ! مجھے احساس ہے کہ آپ کو میری اطلاع ناگوار گزری لیکن اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے سرزنش کرنے ہی لگے تھے کہ وحی نازل ہوگئی۔ جب وحی نازل ہونے لگتی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر اس کے آثار نمایاں طور پر نظر آنے لگتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ﴾ (النور: ۲۴/ ۶)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر عیب لگائیں اور ان کے پاس ان کے اپنے سوا اور گواہ نہ ہوں تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک وہ سچا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ آپ نے فرمایا: اے ھلال! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے کشادگی اور حل نازل کر دیا ہے۔ ہلال بن امیہ نے کہا: مجھے میرے رب سے یہی امید تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بیوی کی طرف پیغام بھیجو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیغام بھیجا تو وہ آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے سامنے یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا: دیکھو! آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت زیادہ سخت ہے۔

ہلال بن امیہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ' اللہ کی قسم! میں سچا ہوں۔

اس کی بیوی نے کہا: یہ جھوٹ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب ان دونوں کے درمیان فیصلہ کوئی دشوار نہیں۔

ہلال سے کہا: قسم کھاؤ۔

اس نے چار مرتبہ قسم کھائی کہ میں سچا ہوں۔

جب پانچویں مرتبہ قسم کھانے لگا تو اس سے کہا گیا' ہلال اللہ سے ڈر جاؤ۔ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی نسبت بہت آسان ہے' اس کی وجہ سے تم عذاب کی لپیٹ میں آ سکتے ہو۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس معاملے میں عذاب نہیں دے گا اور نہ ہی اس معاملے میں مجھے کوڑے لگیں گے۔ پانچویں مرتبہ اس نے یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اللہ کی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر لعنت ہو۔ پھر عورت سے کہا گیا کہ تم چار مرتبہ قسم کھاؤ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ اسے کہا گیا: اللہ سے ڈر جاؤ۔ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی نسبت بہت آسان ہے اس کی وجہ سے تم عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤ گی۔ وہ کچھ لڑکھڑائی' اس نے ارادہ کیا کہ اعتراف کر لے پھر اس نے کہا: واللہ! میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی' اس نے پانچویں مرتبہ قسم کھاتے ہوئے کہا کہ اگر یہ اپنے دعوئ میں سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب اور قہر نازل ہو' رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے درمیان علیحدگی کر دی اور یہ فیصلہ دے دیا کہ اس کے ہاں ہونے والے بچے کو باپ کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا اور نہ اس بچے پر کوئی الزام عائد کرے گا اور جو کوئی اس بچے پر الزام لگائے گا اس پر حد نافذ کی جائے گی۔ اور یہ فیصلہ بھی کیا کہ اب ہلال بن امیہ پر کوئی ذمے داری نہیں کہ وہ اس عورت کو رہائش مہیا کرے۔ یا اس کے لئے کھانے پینے کا اہتمام کرے۔ اس لعان کی وجہ سے دونوں کے درمیان بغیر طلاق اور وفات کے علیحدگی ہو گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

((اِنْ جَاءَ تْ بِهِ اُصَيْهِبَ أريسحِ ' حَمْشُ السَّاقَيْنِ ' فَهُوَ لِهِلَالٍ' وَاِنْ جَاءَ تْ بِهِ اَوْرَقِ ' جَعْدًا جمالِيًّا۔ خَدْلَجُ السَّاقَيْنِ ۔ سَابِغٌ الألیتین فَهُوَ الَّذِیْ رَمِيْتَ بِهِ))[1]

''اگر اس عورت کے ہاں بچہ سرخ بالوں والا' سوکھے چوتڑوں والا اور باریک پنڈلیوں والا ہو تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اس کے ہاں بچہ' گندمی رنگ' گھنگھریالے بالوں' کھلے جوڑوں والا' موٹی پنڈلیوں والا اور بھرے ہوئے چوتڑوں والا ہوا تو اس شخص کا ہوگا جس کی وجہ سے اس عورت پر الزام لگایا گیا''۔

جب بچہ پیدا ہوا تو دوسرے نمبر کے اوصاف والا تھا' اس کا رنگ گندمی' بال گھنگھریالے' اعضا چوڑے چکلے' پنڈلیاں موٹی اور چوتڑے بھرے بھرے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر قسموں کا حکم یعنی لعان کا حکم نازل نہ ہوتا تو پھر دیکھتے

---

[1] مسند امام احمد ۱/ ۲۳۸۔ مجمع الزوائد ۴/ ۳۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں اس عورت کو کیا سزا دیتا۔ سید قطب اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں رقمطراز ہیں کہ جب ہلال بن اُمیہ نے اپنے گھر کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کو سن کر بہت ہی صدمہ ہوا اور آپ نے اسے بہت زیادہ ناپسند کیا۔ لیکن ہلال بن امیہ چونکہ اپنے دعوے میں سچے تھے۔ وہ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کوئی شخص اپنے گھر میں یہ ہولناک منظر دیکھ کر گواہ تلاش کرنے چلا جائے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں کہ اس کی مخلوق میں ایسے ناگوار واقعات بھی ہو سکتے ہیں؟ اس کے لئے باقاعدہ شرعی قانون ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتے ہیں لیکن قوانین مواقع کی مناسبت سے نازل ہوتے ہیں۔ اتنے میں وحی کے ذریعے لعان کا قانون نازل کر دیا گیا۔

آخر میں یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ﴾ (النور: ۲۴/ ۱۰)

''اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے۔''

سید الانصار سعد بن عبادۃ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے اور یہ برحق ہے لیکن مجھے حیرانگی اس بات پر ہے کہ انسان اپنے گھر میں اس نوعیت کا دلخراش واقعہ دیکھ کر گواہ تلاش کرنے کے لئے بھلا کیسے چلا جائے گا؟ اس کی غیرت اسے خاموش رہنے کی کس طرح اجازت دے گی۔ اس کا تو یہ منظر دیکھ کر خون کھول جائے گا۔ وہ تو یہ دیکھتے ہی مرنے مارنے پر اتر آئے گا۔ وہ تو حواس باختہ ہو جائے گا۔

اتنے میں ہلال بن امیہ پہنچ گئے اور انہوں نے اپنے گھر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو بتایا آپ یہ سن کر بڑے کبیدہ خاطر ہوئے۔ آپ کو اس کے رویے پر غصہ آیا۔ قریب تھا کہ آپ اس کی سرزنش کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر لعان کا حکم وحی کے ذریعے نازل کر دیا۔ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کو یہ امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس بارے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایات نازل فرمائیں گے۔ کیونکہ وہ اپنے دعوے میں سچے تھے۔ اس لئے انہیں پوری طرح تسلی تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے بے یارو مددگار نہیں چھوڑے گا۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر الزام لگایا تو انہیں یہ کہا گیا کہ اب تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کوڑے مارنے کی سزا دیں گے۔ انہوں نے کہا: اللہ بڑا عادل ہے۔ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں۔ مجھے کوڑے نہیں لگیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کوئی قانون نازل کریں گے۔ اتنے میں ملاعنہ کا حکم وحی کے ذریعے نازل ہوا۔[1]

داؤد نے عامر سے روایت کیا کہ عاصم بن عدی نے بھی اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے درمیان لعان کا حکم نافذ کیا۔[2]

بعض اہل علم نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ جس عورت پر الزام عائد کیا گیا ہے اگر وہ لعان کے لئے تیار نہیں ہوتی اور اس کا انکار کر دیتی ہے تو اگر وہ غیر شادی شدہ ہو تو اس پر سو کوڑے لگانے کی حد نافذ کی جائے گی۔ اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس پر رجم کیا جائے گا۔ بعض کہتے ہیں: اسے قید میں ڈال دیا جائے گا۔

لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ اگر وہ خاوند کے لعان کے بعد خود لعان کرنے سے گریز کرتی ہے تو اس پر حد نافذ کی جائے گی۔[3]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی پر الزام لگایا اور اس نے ہونے والے بچے کی نفی کر دی کہ یہ میرا نہیں۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق لعان کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نے بچے کا فیصلہ عورت کے حق میں کر کے دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کر دی۔[4]

---

[1] تفسیر طبری ۱۸/ ۸۳۔

[2] بحوالہ تفسیر طبری ۱۸/ ۸۳۔

[3] بحوالہ تفسیر طبری ۱۸/ ۸۵۔

[4] بحوالہ بخاری شریف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص کسی غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتے دیکھ لے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں گواہ ہوں۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ شریک بن سحماء کو میں نے اس کے پاس دیکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا: دلیل دینا ہوگی یا پھر تجھ پر حد نافذ ہوگی۔ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آدمی اپنے گھر میں یہ منظر دیکھ کر دلیل کی تلاش میں نکل کھڑا ہو؟ آپ نے پھر یہی فرمایا کہ ثبوت دینا ہوگا یا پھر تجھ پر حد نافذ ہوگی۔ اتنے میں لعان کا حکم وحی کے ذریعے نازل ہوا۔[2]

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ عمیر بنو عجلان کا سردار عاصم بن عدی کے پاس آیا اور کہنے لگا: تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو کسی شخص کو اپنی بیوی سے ہم بستری کرتے دیکھ لیتا ہے' کیا تم اسے قتل کر دیتے ہو؟ یا پھر کیا کیا جائے؟ آپ میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں۔

عاصم بن عدی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! تو اسے بتایا گیا کہ آپ اس قسم کے سوالات کو ناپسند کرتے ہیں۔ عاصم نے جا کر عویمر کو صورت حال بتادی کہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کے سوالات کو ناپسند کرتے ہیں۔

عویمر نے کہا کہ میں تو رسول اللہ ﷺ سے ضرور پوچھوں گا۔ عویمر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لیتا ہے۔ کیا وہ اسے قتل کر دے یا کیا کیا جائے؟۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے متعلق قرآن نازل ہوگیا ہے کہ اس صورت میں تم دونوں کے درمیان لعان ہوگا۔

اس نے کہا: میں نے تو اپنی بیوی کو قید میں ڈال رکھا ہے' یہ تو پھر ظلم ہے' اس نے اسے طلاق دی لیکن ایسی صورت اگر پیش آجائے تو پھر اس کے لئے شرعی قانون لعان کا

---

[1] بخاری کتاب الصلاۃ۔ مسلم کتاب اللعانی۔

[2] بخاری کتاب الشہادات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہونے والے بچے کی کچھ علامتیں بیان کیں' وہ ہو بہو ویسا ہی تھا جس سے عویمر کی تصدیق ہوئی اور اس بچے کو ماں کی طرف منسوب کر دیا گیا۔[1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واقعہ بیان کیا ہے اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔[2]

اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ مجھے سلیمان بن بلال' یحییٰ بن سعید کے حوالے سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بتایا۔ اور قاسم بن محمد نے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دو لعان کرنے والوں کا ذکر کیا۔

عاصم بن عدی نے بھی اس سلسلے میں بات کی اور چلے گئے پھر اس کی قوم کا ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے پاس کسی شخص کو حالت غیر میں دیکھا ہے تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی بات کی۔ یہ شخص زرد رنگ' دبلا پتلا تھا۔ اور اس نے جس شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا اس کا رنگ گندمی' فربہ جسم اور وہ گھنگھریالے بالوں والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: الٰہی! اس واقعے کی دلیل ظاہر کر دے۔ اس کے بعد اس عورت کے ہاں بچہ اس شخص کا ہم شکل پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں نے بغیر دلیل کے رجم کرنا ہوتا' تو اس عورت کو رجم کرتا۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس عورت نے اسلام میں برائی کے ارتکاب کا اظہار کیا۔[3]

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی پر الزام لگائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بنو عجلان میں سے اس قسم کا معاملہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے' کیا تم میں سے وہ توبہ کے لئے آمادہ ہے؟ ان دونوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے پھر

---

1. بخاری۔ کتاب تفسیر القرآن ۴۳۷۶۔
2. بخاری
3. بخاری۔ کتاب الطلاق ۴۹۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے' کیا وہ توبہ کے لئے تیار ہے؟ ان دونوں نے اس سے پھر انکار کر دیا۔ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں ایک جھوٹا ہے کیا وہ توبہ کے لئے تیار ہے؟ تو انہوں نے انکار کیا۔ آپ نے ان دونوں میں علیحدگی کرادی۔[1]

سید قطب بیان کرتے ہیں کہ ملاعنہ کا حکم نازل ہونے سے خاوندوں کے لئے آسانی پیدا ہوگئی۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ حالت غیر میں دیکھ لیا ہو اور اس کا گواہ اس کے اپنے سوا کوئی اور نہ ہو تو لعان کے حکم پر عمل کر کے اس سے علیحدگی اختیار کی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد جو اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوگا وہ اس عورت کی طرف منسوب ہوگا۔ اس بچے پر الزام عائد نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا تو کوئی قصور نہیں' اگر کوئی اس پر الزام لگاتا ہے تو اس پر حد نافذ کی جائے گی۔

یہ تخفیف اور آسانی ہے' یہی وجہ ہے کہ ان احکامات کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ﴾ (النور : ۲۴/ ۱۰)

''اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی' بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ یعنی تمہیں یہ آسانی اور تخفیف اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کی بنا پر دی گئی ہے۔''

---

[1] بخاری ۔ کتاب الطلاق ۴۸۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگائی بجھائی کرنے والی

اروی بنت حرب

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ○ سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ○ فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾

(لھب: ۱۱۱/ ۱تا۵)

''ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ نامراد ہوگیا۔ نہ فائدہ دیا اسے اس کے مال نے اور جو کچھ اس نے کمایا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی۔ لگائی بجھائی کرنے والی' اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔''

اس سورہ میں ابولہب کا انجام بیان کیا گیا ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ مخالفت آپ کے چچا ابولہب نے کی۔ اس کا نام عبد العزیٰ بن عبد المطلب تھا۔ اور اس کی بیوی ام جمیل اروی بنت حرب بن امیہ تھی۔ اور یہ ابوسفیان کی ہمشیرہ تھی۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم بن ابو العباس نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبد الرحمان بن ابو الزناد نے اپنے باپ کے حوالے سے بتایا کہ ایک شخص نے خبر دی جس کا نام ربیعہ بن عباد تھا۔ وہ بنی دیل میں سے تھا۔ پہلے وہ دور جاہلیت میں تھا پھر اس نے اسلام قبول کرلیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مجاز منڈی میں لوگوں سے یہ فرمارہے ہیں:

لوگو! ﴿لا اله الا الله﴾ ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں'' کہہ لو تم کامیاب ہوجاؤ گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا' آپ کے پیچھے ایک خوبصورت شخص یہ کہہ رہا تھا اس کی بات نہ ماننا' یہ بے دین ہو گیا ہے' یہ جھوٹا ہے۔ آپ جدھر بھی جاتے وہ شخص آپ کے پیچھے جاتا۔ میں نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ اس کا چچا ابولہب ہے۔[1]

ربیعہ دیلی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذی المجاز میں دیکھا آپ لوگوں کے گھروں میں جا کر انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہے تھے اور آپ کے پیچھے ایک بڑا چالاک اور خوبصورت شخص آپ کی دعوت کے جواب میں کہہ رہا تھا: تم کہیں اس کے دھوکے میں آ کر اپنے آباء و اجداد کے دین سے برگشتہ نہ ہو جانا۔

میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟

مجھے بتایا گیا: یہ ابولہب ہے۔ (سنن البیہقی)

ابولہب نے دعوت و تبلیغ میں رکاوٹ پیدا کرنے اور نبی کریم ﷺ کو ایذا دینے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بائیکاٹ کرنے میں قریش کا بھرپور ساتھ دیا۔ جب بنو ہاشم ابو طالب کی قیادت میں نبی کریم ﷺ کی حمایت میں اکٹھے ہوئے حالانکہ انہوں نے دین قبول نہیں کیا تھا۔ صرف قبائلی عصبیت کی بنا پر وہ حمایت پر آمادہ ہوئے تو ابولہب اپنے بھائیوں کو ہمراہ لے کر قریش سے ملا' ان کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ بنو ہاشم کے ساتھ بائیکاٹ کے سلسلے میں جو معاہدہ تحریر ہوا' اس میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہیں شعب ابی طالب میں بھوکا پیاسا رکھا گیا' تاکہ وہ سیّدنا محمد ﷺ کو ان کے سپرد کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

بعثت سے پہلے نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کی ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ شادی ہوئی۔ لیکن جب آپ منصب رسالت پر فائز ہوئے' لوگوں کو آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا شروع کی تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کہ ان کو طلاق

---

[1] مسند امام احمد۔ حدیث ۱۵۴۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دوتا کہ سیّدنا محمد ﷺ کے کندھوں پر مزید بوجھ پڑے۔ ابولہب اور اس کی بیوی اُم جمیل نے نبی کریم ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی' اس کا گھر بھی نبی کریم ﷺ کے گھر کے ساتھ تھا۔ اس لئے تکلیف زیادہ تھی اور یہ ایذاء رسانی کا کوئی موقعہ اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیتی سورہ لہب مکمل ابولہب اور اس کی بیوی کے کردار کو طشت ازبام کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کون ہے؟۔

یہ ام جمیل ابوسفیان کی ہمشیرہ تھی۔ یہ لگائی بجھائی کرنے میں بڑی چالاک اور ماہر تھی اسی نے اپنے خاوند کو رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرنے کے لئے اُکسایا۔

یہ لڑائی کی آگ بڑھکانے والی خاتون تھی؟ یہ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھا دیا کرتی تھی تا کہ جب آپ گزریں تو آپ کو تکلیف ہو۔

ابولہب کی بیوی کو حمالۃ الحطب قرار دیا گیا ہے۔اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن اپنے اوپر لادے پھرتی ہے۔

اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ لگائی بجھائی کرنے والی شرپسند عورت ہے۔لڑائی کا شعلہ بڑھکانے والی بدذات عورت ہے۔

سزا کے طور پر قیامت کے دن مونجھ کی رسی اس کے گلے میں ڈال دی جائے گی۔

کفر پر ہٹ دھرمی

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ لگائی بجھائی کرنے والی اُم جمیل نے جب سنا کہ اس کے اور اس کے خاوند کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے' وہ بیت اللہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے رسول اقدس ﷺ کے پاس آئی' آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پتھر کے کنکر پکڑے ہوئے تھے۔ اسے رسول اللہ ﷺ جب دکھائی نہ دیئے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی: تمہارا ساتھی کہاں ہے؟ میں نے سنا ہے کہ وہ ہمارے خلاف باتیں کر رہا ہے' اللہ کی قسم اگر آج وہ مجھے مل جاتا تو یہ تمام کنکریاں اس کے منہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردے مارتی۔ اللہ کی قسم! میں شاعر بھی ہوں۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھا:

مذ مما عصینا وامرہ ابینا

"قابل مذمت شخص کی ہم نے نافرمانی کی اور اس کے حکم ماننے سے انکار کر دیا۔"

جب وہ چلی گئی تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مؤدبانہ انداز میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آئی تھی کیا آپ نے اسے نہیں دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مجھے دیکھ نہ سکی' میرے حوالے سے اس کی بصارت اللہ تعالیٰ نے سلب کر لی تھی۔[1]

حافظ ابوبکر البزار سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی بیت اللہ میں آئی' وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر آپ ایک طرف ہو جائیں تو یہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں دے سکے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ میرے اور اس کے درمیان پردہ کر دے گا اور یہ مجھے دیکھ نہ سکے گی۔ وہ دندناتی ہوئی آئی اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہو کر پوچھنے لگی: آپ کے ساتھی نے ہماری ہجو کی ہے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بیت اللہ کے رب کی قسم! اس نے کبھی کوئی شعر نہیں کہا اور نہ ہی کبھی اپنے منہ سے کوئی نازیبا بات نکالی ہے۔ اس نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر چلی گئی تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟۔ آپ نے فرمایا: نہیں فرشتے نے مسلسل میرے اور اس کے درمیان پردہ تانے رکھا یہاں تک وہ چلی گئی۔[2]

ام جمیل نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کا ساتھی ہماری ہجو کر رہا ہے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا: اللہ کی قسم! انہوں نے آج تک کبھی کوئی شعر نہیں کہا۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کمال انداز میں صداقت کا بھرپور مظاہرہ کیا' ان کے گھناؤنے

---

[1] السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۰۱۔

[2] بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ۳۱۷۶۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردار پر تو قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے چوٹ لگائی تھی۔ ان کے خلاف پوری سورہ لہب اتار کر قیامت تک کے لئے ان کے گھناؤنے کردار کو طشت ازبام کر دیا۔

اس میں رسول اللہ ﷺ کا تو کوئی عمل دخل نہیں تھا یہ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ تھی۔ عزت و ذلت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جس کو وہ ذلیل کر دے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔[1]

ام جمیل کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی تاکہ اس سے ان کو تکلیف ہو' حطب کا معنی کانٹے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔[2]

سیّدنا قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ام جمیل رسول اللہ ﷺ کو مفلسی کا طعنہ دیا کرتی تھی اور خود مال دار ہونے کے باوجود انتہائی بخیل تھی اور وہ اپنے بخل کا اظہار ایندھن اکٹھا کرنے کی صورت میں کیا کرتی تھی۔[3]

ابن زید اور ضحاک بیان کرتے ہیں کہ ام جمیل رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس اور ربیع کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کانٹوں کے اوپر سے گزرتے ہوئے یوں محسوس کرتے جس طرح آپ ریشم پر سے گزر رہے ہیں۔[4]

مُرّہ ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ اُم جمیل نبی کریم ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھانے کے لیے کانٹوں کا گٹھا اپنی کمر پر اٹھائے جا رہی تھی۔ اس نے تھکاوٹ محسوس کی اور ستانے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی' فرشتے پیچھے سے اس کو کھینچا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔[5]

---

[1] فی ظلال القرآن۔

[2] بحوالہ التبیان فی تفسیر غریب القرآن/۲۸۱۔

[3] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۴۰۔

[4] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۴۰۔

[5] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت وعید

یوں تو مکہ معظمہ میں نبی کریم ﷺ کو ایذاء دینے والے بہت لوگ تھے لیکن ابولہب اور اس کی بیوی تو حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی ایذاء رسانی میں انتہائی گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اس لئے قرآن مجید نے ان دونوں کی تباہی کا ذکر کر کے انہیں عبرت کا نشان بنا دیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دفاع کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کا دفاع صرف اسی سورہ میں نہیں کیا بلکہ لوگوں نے آپ کو ایذاء دینے کے لئے جو الزامات لگائے سب کا قرآن مجید میں بطلان کیا گیا۔ آپ کو مکہ والوں نے جھوٹا اور مجنون کہا۔ قرآن مجید نے اس کی نفی کی۔

ابولہب اور ام جمیل کے برے انجام کا تذکرہ تو اس لئے کیا گیا کہ دونوں نے نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچانے میں حد سے زیادہ تجاوز کیا تھا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾

''اور اس کی بیوی ایندھن اٹھانے والی۔''

''حَمَّالَةَ الْحَطَبِ'' کے مفسرین نے مندرجہ ذیل مختلف مفہوم بیان کئے ہیں:

① اس کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ام جمیل رسول اللہ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھا دیا کرتی تھی، تاکہ جب آپ نماز کے لئے گھر سے نکلیں تو آپ کو تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑے۔[1]

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''وامرأته حمالة الحطب'' کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی راہ میں تکلیف پہنچانے کے لئے کانٹے بچھایا کرتی تھی۔[2]

---

[1] تفسیر طبری ۳۰/ ۳۳۸۔ [2] تفسیر طبری ۳۰/ ۳۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ ''حمالة الحطب'' کا ایک مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ تکلیف دینے کے لئے نقلیں اتارا کرتی تھی۔[1]

④ مجاہد حمالة الحطب کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ ام جمیل چغل خور تھی وہ لگائی بجھائی کرتی رہتی تھی۔[2]

سیّدنا عبداللہ بن عباس' سیّدنا مجاہد قتادہ اور سدی'' حمالة الحطب '' کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ام جمیل لوگوں میں چغل خور کے روپ میں پھرتی رہتی تھی۔

عرب کے ہاں یہ محاورہ عام بولا جاتا تھا کہ جب کوئی چغل خوری کرتا تو اس کے بارے میں یہ کہا جاتا کہ یہ شخ اپنی پیٹھ پر ایندھن لئے پھرتا ہے۔ایک شاعر کہتا ہے:

ان بنی الأدرم حمالو الحطب
هم الوشاة فی الرضا وفی الغضب
عليهم اللعنة تترىٰ والحرب

ایک دوسرا شاعر یوں کہتا ہے:

من البيض لم تصطد على ظهر لا مة
ولم تمش بين الحى بالحطب الرطب

''چغل خور کو سبز ایندھن اٹھانے والا اس لئے قرار دیا گیا کہ جس طرح سبز ایندھن کو جلانے سے ہر طرف دھواں پھیلتا ہے اور اس سے لوگوں کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح چغل خوری سے لوگوں کو اذیت پہنچتی ہے۔''

ایک شاعر یوں کہتا ہے:

ان النميمة نار ويلك محرقة
ففرعنها وجانب من تعاطاها

''اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ کہنے کی آگ نہیں بجھتی۔''

---

[1] بحوالہ تفسیر طبری ۳۰/ ۳۲۸۔

[2] بحوالہ بخاری ۴/ ۱۹۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ))
چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔[1]

عطا بن سائب کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا ذکر کیا۔

((لا یدخل الجنة سافك دم ولا مشآء بنميمة ۔ ولا یربی))
''خون بہانے والا' چغل خور اور سودی تاجر جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''
میں نے کہا: اس فرمان میں چغل خور کو قاتل اور سود خور کو ایک ساتھ ملایا گیا ہے۔
انہوں نے فرمایا: چغل خور ہی سے تو خون بہتے ہیں اور مال ہڑپ کیے جاتے ہیں۔[2]

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حمالة الحطب اسے کہتے ہیں جو اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہو۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:
﴿وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ﴾ (الانعام: ۶/ ۳۱)
''وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائے پھرتے ہیں۔''

حمالة الحطب کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ام جمیل جہنم میں ایندھن اپنی پیٹھ پر اٹھائے پھرے گی۔[3]

ابو عامر قرۃ بن خالد اور وہ عطیہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ ''حمالة الحطب'' کا مفہوم یہ ہے کہ ام جمیل رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھا دیا کرتی تھی۔[4]

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو معاذ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبید نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک کو ''وامرأته حمالة الحطب'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے سنا کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل اپنی پیٹھ پر کانٹے اٹھائے پھرتی اور وہ موقع ملتے ہی نبی کریم ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی تاکہ آپ کو تکلیف ہو۔

---

[1] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۳۹۔ [2] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۴۰۔
[3] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۴۰۔ [4] تفسیر طبری ۳۰/ ۳۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن وہب کہتے ہیں کہ ابن زید''وامرأته حمالة الحطب'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل کانٹے دار ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ کے راستے میں پھیلا دیا کرتی تھی۔ بعض نے''حمالة الحطب'' کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد چغل خوری اور لگائی بجھائی کرنے والی عورت ہے۔ ام جمیل ہر وقت چغل خوری اور رسول اللہ ﷺ کو مفلسی کا طعنہ دیتی رہتی تھی۔

عکرمہ' مجاہد اور قتادہ نے''حمالة الحطب'' کا مطلب چغل خوری کرنے والی یعنی لگائی بجھائی کرنے والی کیا ہے۔

سفیان نے''وامرأته حمالة الحطب'' کے دو مفہوم بیان کیے ہیں:

1. چغل خوری کرنے والی۔
2. رسول اللہ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھانے والی' اور انہوں نے دوسرے مفہوم کو ترجیح دی ہے۔

﴿فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ (لھب: ۱۱۱/ ۵)

''اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔''

جید کا معنی گردن ہے۔ امرؤ القیس اور دیگر شعراء نے جید کو گردن کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

ابو صالح کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ جو رسی ام جمیل کے گلے میں ڈالی جائے گی اس کی لمبائی ستر ہاتھ ہوگی' مجاہد اور عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ یہ رسی ام جمیل کے اوپر سے لے کر نیچے تک لپیٹی ہوئی ہوگی۔

اب وہب نے ابن زید کے حوالے سے بیان کیا کہ رسی ام جمیل کی گردن میں ڈالی ہوئی ہوگی۔

سفیان کہتے ہیں کہ ام جمیل کے گلے میں ستر ہاتھ کی آگ کی رسی ڈالی جائے گی۔[1]

---

[1] تفسیر طبری ۳۰/ ۳۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾

اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک لمبی رسی ہوگی جو ام جمیل کے منہ سے داخل کر کے پیچھے سے نکال کر اس کے سارے بدن کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوگی۔ اور اس کی گرفت بڑی مضبوط ہوگی' اس میں کہیں بھی کوئی لچک نہیں ہوگی۔[1]

سیّدنا مجاہد ''فی جیدھا حبل من مسد'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جہنم میں ام جمیل کی گردن میں رسی ڈالی جائے گی۔[2]

علامہ زجاج ﴿فی جیدھا حبل من مسد﴾ کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ اس رسی کی لمبائی ستر ہاتھ ہوگی اور جہنم میں یہ ام جمیل کے گلے میں ڈالی جائے گی مسد کی جمع امساد بھی آتی ہے اور مساد بھی آتی ہے۔

تہذیب میں بھی اس رسی کی لمبائی ستر ہاتھ بیان کی گئی ہے۔

ابن سکیت نے ''مسد'' اس رسی کو کہا ہے جو اچھی طرح لپیٹی گئی ہو۔[3]

مسد کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا اطلاق اس رسی پر ہوتا ہے جو اون سے بنائی گئی ہو۔

بعض کہتے ہیں کہ مسد کا اطلاق اس رسی پر ہوتا ہے جو اس درخت کی چھال سے بنائی جاتی ہے جو درخت یمن میں ہوتا ہے۔

سیّدنا ضحاک اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دنیا میں ام جمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفلسی کا طعنہ دیا کرتی تھی۔ اور وہ اپنی پیٹھ پر ایندھن لادے ہوئے اس کی رسی گلے میں ڈالے رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسی سے اس کے گلے کا پھندا بنا کر اسے ہلاک کر دیا اور آخرت میں آگ کی رسی اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔[4]

سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام جمیل کے پاس ایک جواہرات کا بڑا نفیس

---

[1] التبیان فی تفسیر غریب من القرآن ۱/ ۴۸۱۔
[2] بحوالہ بخاری ۴/ ۱۹۰۴۔
[3] لسان العرب ۳/ ۴۰۳۔
[4] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدہ اور قیمتی ہار تھا جو وہ ہر وقت اپنے گلے میں پہنے رکھتی تھی اور وہ یہ کہا کرتی تھی کہ مجھے لات اور عزیٰ کی قسم! میں یہ قیمتی ہار سیّدنا محمد ﷺ کی عداوت میں خرچ کروں گی۔ قیامت کے دن یہی ہار اس کی گردن میں عذاب بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ رسی تو جہنم کی آگ سے جل جائے گی' اس کا مطلب ہے کہ گلے کی گھٹن ختم ہو جائے گی' اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس رسی کی تجدید کرتا رہے گا اور اس کی گھٹن کبھی ختم نہیں ہوگی۔

ام جمیل کی موت تو رسی کے گلے میں پھندا بن جانے سے واقع ہوگئی' اللہ نے اسے عبرت کا نشان بنا کے رکھ دیا' واقعہ بدر کے سات روز بعد یہ ہوا کہ ام الفضل نے ابولہب کو پتھر سے زخمی کر دیا اور وہ تین دن بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مر گیا' اس واقع کی تفصیل کچھ اس طرح ہے ابو رافع کہتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ میں زمزم کے لئے پتھر کے پیالے بنایا کرتا تھا۔ ہمیں غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خبر ملی جس سے ہمیں دلی مسرت ہوئی۔ میرے پاس عباس کی بیوی ام الفضل بیٹھی ہوئی تھیں۔ ابولہب بڑے غصے سے آیا اور اس نے آتے ہی مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور میرے سینے پر بیٹھ کر مجھے بے تحاشا مارنے لگا: میں کمزور اور لاغر تھا میری حالت دیکھ کر ام الفضل نے ابولہب کو پتھر مارا جس سے وہ بری طرح زخمی ہوگیا اور وہ ان زخموں کی تاب نہ لاتا ہوا جہنم واصل ہوگیا۔ تین دن تک اس کی لاش یونہی دفن کے بغیر پڑی رہی' اس میں بدبو پیدا ہوگئی۔ بدبو اتنی زیادہ تھی کہ کوئی اس کے قریب نہیں جاسکتا تھا۔ اس کے بیٹے نے دور سے ہی اس پر پانی پھینک کر نہلایا' انہیں اندیشہ تھا کہ اگر ہم قریب ہوئے تو ہم بھی متعفن لاش کی وجہ سے بیماری کی لپیٹ میں آجائیں گے' وہ اسے مکہ کی بالائی جانب لے گئے اور ایک دیوار کے ساتھ اس کی لاش کو رکھ کر اوپر پتھر رکھ دیئے اس طرح وہ اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچا۔[1]

سیّدنا حسین کہتے ہیں کہ میں نے ابو معاذ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ﴿حبل من

---

[1] تفسیر قرطبی ۲۰/ ۲۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسد﴾ سے مراد وہ رسی ہے جس سے ام جمیل ایندھن باندھا کرتی تھی۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس نوعیت کی رسیاں مکہ معظمہ میں ہوتی تھیں۔

﴿حبل من مسد﴾ گلے کے قلادے کو بھی کہتے ہیں۔

﴿حبل من مسد﴾ سے مراد آگ کی وہ رسی بھی لی گئی ہے جو جہنم میں ام جمیل کے گلے میں ڈالی جائے گی۔

علامہ سدی یزید سے اور وہ عمروہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل کے گلے میں لوہے کی رسی ڈالی جائے گی جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہوگی۔

سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ﴿حبل من مسد﴾ سے مراد لوہے کی رسی لی ہے۔

بعض نے ﴿حبل من مسد﴾ سے مراد وہ ہار لیا جو ام جمیل اپنے گلے میں پہنا کرتی تھی۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ یہ رسی مختلف اقسام کی چیزوں سے بنائی جاتی تھی اور میرے نزدیک یہی مؤقف درست ہے۔

اے دختران اسلام!...... اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور نبی علیہ السلام کے دشمنوں پر دنیا و آخرت میں لعنت لکھ دی ہے۔ خواہ وہ دشمن نبی علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں؟ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ابولہب اور اس کی بیوی اروی بنت حرب کی تباہی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں کیا ہے' جسے مسلمان قیامت تک پڑھتے رہیں گے۔

یاد رہے کہ ابن آدم کی شفاعت عمل صالح اور دین خالص کے باعث ہوگی۔

دختران اسلام

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اپنے صالح اور مقبول بندوں میں شامل کر لے۔ اور قیامت کے دن ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی رفاقت نصیب کر دے۔ آمین یا رب العالمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین میں خیانت کرنے والی

لوط علیہ السلام کی بیوی

﴿وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ○ وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ قَالَ یٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ○ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ○ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ○ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ○ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَ مَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ﴾ (هود: ۱۱/ ۷۷-۸۱)

''اور جب ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی آمد سے وہ بہت گھبرایا اور دل گرفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ آج بڑی مصیبت کا دن ہے۔ ان مہمانوں کا آنا تھا کہ اس قوم کے بے اختیار اس کے گھر کی طرف دوڑ پڑے۔ پہلے سے ہی وہ ایسی بدکاریوں کے خوگر تھے۔''

لوط علیہ السلام نے ان سے کہا: بھائیو! یہ میری بیٹیاں (قوم کی عورتیں) موجود ہیں یہ تمہارے لئے پاکیزہ تر ہیں' کچھ اللہ کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں۔ انہوں نے جواب دیا: تجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو معلوم ہی ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ لوط علیہ السلام نے کہا: کاش! میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ تمہیں سیدھا کر دیتا یا کوئی مضبوط سہارا ہی ہوتا کہ اس کی پناہ لیتا۔ تب فرشتوں نے ان سے کہا کہ اے لوطؑ! ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، یہ لوگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ پس تو کچھ رات گئے اپنے اہل وعیال کو لے کر نکل جا اور دیکھو تم میں سے کوئی شخص پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی ساتھ نہیں جائے گی۔ کیونکہ اس پر بھی وہی کچھ گزرنے والا ہے جو ان لوگوں پر گزرنا ہے، ان کی تباہی کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے صبح ہونے میں اب دیر ہی کتنی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ۝ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۝ وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾

(العنکبوت: ۲۹/ ۲۸۔ ۳۵)

''اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھیجا جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا: تم تو وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ کیا تمہارا حال یہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ مردوں کے پاس جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو۔ پھر کوئی جواب اس قوم کے پاس اس کے سوا نہ تھا کہ انہوں نے کہا: لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچا ہے۔ لوط علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! ان مفسدوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اور جب ہمارے فرستادے۔ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو انہوں نے اس سے کہا: ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ اس کے لوگ سخت ظالم ہو چکے ہیں ابراہیم نے کہا: وہاں تو لوط موجود ہے۔ انہوں نے کہا: ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے۔ ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو بچالیں گے۔ سوائے اس کی بیوی کے وہ پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔''

پھر جب ہمارے فرستادے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی آمد پر وہ سخت پریشان اور دل گرفتہ ہوا۔ انہوں نے کہا: ڈرو نہیں اور نہ ہی رنج کرو ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچا لیں گے۔ سوائے تمہاری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں سے ہے۔ ہم اس بستی کے لوگوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں' اس نافرمانی کی بنا پر جو یہ کرتے رہے ہیں۔ اور ہم نے اس بستی کی کھلی نشانی چھوڑ دی ہے' ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ۝ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ۝ وَ اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۝ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ۝ وَ قَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ۝ وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ۝ قَالَ اِنَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ○ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ○ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ○ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ○ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ○ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ○ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ○ وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○﴾ (الحجر: ۱۵/ ۵۷-۷۷)

''ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: اے فرشتگان الٰہی! وہ مہم کیا ہے جس پر آپ حضرات تشریف لائے ہیں؟ وہ بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ صرف لوط کے گھر والے مستثنیٰ ہیں، ہم ان سب کو بچا لیں گے۔ سوائے اس کی بیوی کے، اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے مقدر کر دیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہے گی۔''

پھر جب فرستادے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: آپ لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہیں انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہم وہی چیز لے کر آئے ہیں جس کے آنے میں یہ لوگ شک کر رہے تھے۔ ہم تم سے سچ کہتے ہیں کہ ہم حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں لہٰذا اب تم کچھ رات گئے اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاؤ اور خود ان کے پیچھے چلو۔ تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے۔ بس سیدھے چلے جاؤ۔ جدھر جانے کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اور اسے ہم نے اپنا یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ اتنے میں شہر کے لوگ خوشی کے مارے بیتاب ہو کر لوط علیہ السلام کے گھر چڑھ آئے۔ لوط علیہ السلام نے کہا:

بھائیو یہ میرے مہمان ہیں مجھے ذلیل نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ مجھے رسوا نہ کرو۔
انہوں نے کہا: کیا ہم تمہیں بارہا منع نہیں کر چکے ہیں کہ دنیا بھر کے ٹھیکے دار نہ بنو؟
لوط علیہ السلام نے کہا: اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری (قوم کی) بیٹیاں موجود ہیں۔
تیری جان کی قسم اے نبی اس وقت ان پر ایک نشہ چڑھا ہوا تھا۔ جس میں وہ آپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے باہر ہوتے جاتے تھے۔ آخر کار پوہ پھٹتے ہی ان کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا۔ ہم نے اس بستی کو پلٹ کر رکھ دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسادی۔ اس واقع میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو صاحب فراست ہیں۔ اور وہ علاقہ جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ گزرگاہ عام پر واقع ہے۔ اس میں سامان عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو صاحب ایمان ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں لوط علیہ السلام کی قوم کی غیر فطری حرکات اور ان کے عبرتناک انجام کی داستان بیان کی گئی ہے۔

اس داستان کے ضمن میں لوط علیہ السلام کی بیوی کا تذکرہ بھی آ گیا ہے۔ جس کے لئے مناسب تو یہی تھا کہ وہ نبی کی بیوی ہونے کے ناطے ان کی اطاعت کرتی لیکن اس نے مخالفت کا راستہ اختیار کیا۔

لوط علیہ السلام کی بیوی کے منفی کردار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عقیدہ انسان کے دل سے پھوٹتا ہے' ایمان اور کفر انسان کو وراثت میں نہیں ملتے اور نہ ہی عمل صالح پر کسی کا اجارہ ہے۔ انسان اپنے حسب ونسب پر گھمنڈ نہیں کر سکتا' انسان قیامت کے دن اکیلا ہوگا۔ اور اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ تمام واسطے' وسائل اور اسباب کٹ جائیں گے۔

دنیا میں انسان کی دانش مندی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ جس طرح نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اور اہل ایمان کی بیویوں کی تمام تر ذاتی رفعت شان ہونے کے باوجود انہیں اللہ کے حضور اپنی ذات کا حساب دینا ہوگا۔

نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہے:

﴿ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ﴾ (التحریم: ۶۶/ ۱۰)

''دونوں ہمارے نیک بندوں میں سے دو بندوں کے حبالہ عقد میں تھیں۔ تو دونوں نے ان سے خیانت کی تو انہیں اللہ سے کسی چیز نے فائدہ نہ دیا اور انہیں کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔"

کفر اور ایمان کسی کی میراث نہیں ۔ نبی کی بیوی بھی اگر عقیدے میں خیانت کی مرتکب ہوگی تو اس کے لئے بھی کوئی عزت کا مقام نہیں ہوگا۔

ادھر فرعون کی بیوی کفر کی دلدل میں رہتے ہوئے بھی اپنے دامن کو کفر کی آلودگی سے بچانے میں کامیاب ہو جاتی ہے اور وہ اپنے رب سے یوں دعا مانگتی نظر آتی ہے:

﴿وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ﴾ (التحریم: ۶۶/ ۱۱)

"مجھے فرعون سے نجات دے دے۔"[1]

تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں لوط علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں بہت تھوڑی معلومات ملتی ہیں ہم وہی معلومات آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اسی قلیل کو کثیر تصور کریں۔

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ جبریلَ نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخبرَهُ اَنَّ اسمَ امرءَةِ نُوحٍ وَاغِلَةَ وَاسمَ امرءَةِ لُوطٍ وَالِهَةِ))[1]

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واغلہ اور لوط کی بیوی کا نام والھۃ ہے۔"

داستان کی ابتداء

سیّدنا لوط علیہ السلام نے سرزمین عراق سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت اختیار کی اور اس کے بعد وہ بحر مردار کے ساحلی علاقے میں رہائش پذیر ہوئے' اس کو بحیرہ لوط بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں ایک قبیلہ سدوم شہر میں آباد تھا۔ سیّدنا لوط علیہ السلام کی اس قبیلے میں شادی ہوئی اور وہیں آپ نے رہائش اختیار کر لی۔

پھر اس قوم نے غیر فطری فعل میں دلچسپی لینا شروع کر دی' اس سے پہلے تاریخ میں کبھی کسی قوم نے ہم جنس پرستی کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فطرت کے مطابق اپنی

---

[1] فی ظلال صفحہ ۳۶۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلوقات میں مادہ کی تخلیق اس لیۓ کی تا کہ ان کے دستوری ملاپ سے نئی نسل معرض وجود میں آۓ۔ لیکن اس قوم نے جنسی تسکین کے لیۓ عورتوں کی بجاۓ مردوں میں دلچسپی لینا شروع کر دی اور اس میں وہ مجموعی طور پر حد سے تجاوز کر گئے۔

لوط علیہ السلام نے بار ہا دفعہ قوم کو ناصحانہ انداز میں سمجھایا لیکن وہ لوگ باز نہ آۓ بلکہ الٹا لوط علیہ السلام کو دھمکی دینے لگے کہ اگر تم اسی ڈگر پر چلتے رہے تو ہم تجھے اس بستی سے نکال دیں گے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ۝ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾

(العنکبوت: ۲۹/ ۲۸۔۳۵)

''اور لوطؑ کو بھی ہم نے رسول بنا کر بھیجا۔ یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ''تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ کیا تم لڑکوں سے جنسی خواہش پوری کرتے ہو، رہزنی کرتے ہو اور مجلسوں میں بیہودہ حرکتیں کرتے ہو! مگر اس قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے اوپر عذاب لے آؤ۔ اس پر لوطؑ نے دعا کی: ''میرے

---

[1] تفسیر قرطبی ۱۸/۲۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب! اب بگڑی ہوئی قوم کے مقابلے میں میری مدد فرما''۔ اور جب ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آئے تاکہ انہیں بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دیں تو انہوں نے ابراہیمؑ سے یہ بھی کہا کہ ''ہم قوم لوطؑ کی بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ اس بستی کے لوگ بڑے ظالم ہیں''۔ یہ سن کر ابراہیمؑ نے کہا: وہاں تو لوطؑ بھی موجود ہیں' فرشتوں نے کہا ''ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون ہے۔ ہم لوطؑ کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیں گے سوائے آپ کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ ہم اس بستی کے باشندوں پر ان کی بدکاریوں کی سزا میں ایک آسمانی عذاب نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے اس تباہ شدہ بستی کے کچھ نشان رہنے دیئے ہیں' ان لوگوں کی عبرت کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔''

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے جس انداز میں خطاب کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خرابی اس قوم کے رگ و ریشے میں رچ بس چکی تھی وہ لوگ ایک ایسی برائی کے مرتکب تھے جو تاریخ میں کبھی سنی نہیں گئی تھی۔ وہ فطرت کے خلاف جنسی رابطہ عورتوں کی بجائے مردوں سے کرنے میں دلچسپی لیتے تھے۔ ایسا کرنا بالکل غیر فطری تھا۔ فطری تقاضے کے مطابق نر مادہ سے ملاپ میں ہی صحیح معنوں میں لذت محسوس کرتا ہے اور اس میں بقائے نسل کا ہدف بھی پیش نظر ہوتا ہے۔ اس قوم میں اس غیر فطری فعل کے علاوہ بھی بہت سی خرابیاں در آئی تھیں۔ مثلاً رہزنی' راہگیروں کو ڈرا دھمکا کر ان کا مال غصب کرنا اور مردوں کو زبردستی اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنانا یہ سب خرابیاں اس قوم میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں اور پھر سب سے بڑھ کر وہ حرام کاری کا ارتکاب سب کے سامنے کرتے' اس کیلئے کہیں چھپنے کی بھی وہ ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے' یہ بدمعاشی اور کمینگی کی انتہا تھی۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھایا تو وہ جواب میں کہنے لگے'' جسے قرآن مجید نے ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا لوط علیہ السلام نے قوم کا رویہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سے التجا کی:

﴿رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۳۰)

آسمان سے فرشتے عذاب لے کر آگئے اس منظر کو قرآن مجید میں کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۳۱)

فرشتوں نے جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط بستی کی اطلاع دی تو وہ لوط علیہ السلام کے بارے میں خوف زدہ ہو گئے اور شفقت بھرے انداز میں کہا کہ اس بستی میں ایک اللہ کا نبی بھی رہتا ہے' انہیں یہ خیال نہ رہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس بستی میں کون رہتا ہے۔

سعید بن جبیر' سدی' قتادہ اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم ایسی بستی کو تباہ کر دو گے جہاں تین سو مومن رہتے ہیں؟

فرشتوں نے کہا نہیں۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کیا تم ایسی بستی کو تباہ کر دو گے جہاں دو سو مومن رہتے ہیں؟ فرشتوں نے کہا: نہیں۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کیا تم ایسی بستی کو تباہ کر دو گے جہاں چالیس مومن رہتے ہیں۔فرشتوں نے کہا: نہیں۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کیا تم ایسی بستی کو تباہ کر دو گے جہاں دس مومن رہتے ہیں۔

فرشتوں نے کہا: نہیں۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ اگر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ایک مومن کا تذکرہ کرتے تو فرشتے پھر بھی نہیں کہتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ○ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۳۲-۳۳)

اس آیت کریمہ میں فرشتوں کا سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک منظر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں صرف قوم لوط کی بستی کی تباہی کا تذکرہ ہے۔ اور یہی ایک مرکزی ہدف تھا ورنہ اس ملاقات میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری بھی دی تھی۔ لیکن اس بشارت کا یہاں تذکرہ نہیں کیا گیا۔ ظالم قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ان فرشتوں کے ذمے لگایا گیا تھا تو یہاں پر اسی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے شفقت کی بنا پر فرشتوں سے کہا کہ اس بستی میں اللہ کا نبی لوط علیہ السلام بھی رہتا ہے۔ فرشتوں نے انہیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا: ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہاں کون رہتا ہے ہم اسے اور اس کے اہل کو بچالیں گے البتہ بیوی قوم کے ساتھ ہی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ﴾

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ جب سیّدنا جرائیل، سیّدنا میکائیل اور سیّدنا اسرافیل تینوں فرشتے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو مل کر سدوم بستی میں آئے تو تینوں نہایت خوبصورت نوجوانوں کے روپ میں آئے۔ سیدھے سیّدنا لوط علیہ السلام کے گھر پہنچے اور ان سے ضیافت کا مطالبہ کیا۔ سیّدنا لوط علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہوگئے۔ یہ فرشتے خوبصورت نوجوانوں کے روپ میں غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے سیّدنا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ سیّدنا لوط علیہ السلام اس صورت حال سے گھبرا گئے اور فرمانے لگے: آج کا دن بڑا مشکل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباس، مجاہد، قتادہ اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا لوط علیہ السلام کے لئے بہت بڑی آزمائش تھی، انہیں قوم کی فطرت کا پتہ تھا وہ مہمانوں سے بار بار کہنے لگے کہ میری بستی کے لوگ بڑے خبیث ہیں، آپ کی دلی خواہش تھی کہ یہ مہمان کسی دوسری بستی میں چلے جائیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتے اس قوم کے لئے عذاب لے کر آئے ہیں۔ جب لوگوں کو نئے خوبصورت مہمانوں کا پتا چلا تو وہ دیوانہ وار دوڑتے ہوئے آئے۔ لوط علیہ السلام بہت زیادہ پریشان ہوئے، لوگوں کو سمجھانے لگے لیکن فرشتوں نے تسلی دی۔ آپ گھبرائیں نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں۔ ہمیں اس قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ آپ اہل ایمان کو ساتھ لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ لیکن آپ کی بیوی یہیں رہے گی۔ اس کی تباہی و بربادی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

شمر بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ مہمان لوط علیہ السلام کے گھر آگئے تو لوط علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا: دیکھنا ان کے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔

جب جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوبصورت نوجوانوں کے روپ میں وارد ہوئے تو بیوی بھاگ کر قوم کے پاس گئی اور نو وارد خوبصورت مہمانوں کے بارے میں بتایا تو قوم اطلاع پاتے ہی دیوانہ وار لوط علیہ السلام کے گھر پہنچی۔ لوط علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔

سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: گھبرائیں نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئے ہیں، ہم فرشتے ہیں، یہ لوگ آپ تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

سیّدنا جبریل علیہ السلام نے اس دیوانی قوم کی طرف اشارہ کیا تو ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ انہیں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔[1]

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کے فرستادہ لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو لوط علیہ السلام کی بیوی نے قوم کو اطلاع دی کہ ہمارے گھر نہایت خوبصورت نوجوان آئے ہیں، میں نے آج تک اتنے خوبصورت اور حسین و جمیل نوجوان کبھی نہیں دیکھے۔ قوم کے لوگ

---

[1] تفسیر طبری ۱۲/ ۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاع ملتے ہی دیوانہ وار بھاگے آئے کیونکہ یہ بداطوار لوگ تھے۔ یہ ایسی بے حیائی کے مرتکب تھے جس کا ارتکاب دنیا بھر میں کبھی کسی نے نہ کیا ہو۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کا کردار بھی نہایت گھناؤنا تھا' اس نے اپنی قوم کا بھرپور ساتھ دیا' اس طرح یہ عورت عذاب کی مستحق ٹھہری۔

دین میں خیانت

حالات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت ازدواجی نہیں تھی بلکہ یہ دین اور عقیدے میں خیانت تھی۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس "فخانتا ھما" کی تفسیر کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی لوگوں سے یہ کہا کرتی تھی کہ لوگو میرا خاوند مجنون ہے اور لوط علیہ السلام کی بیوی کا کردار یہ تھا کہ جونہی کوئی مہمان گھر آتا وہ اسی وقت قوم کو بتا دیا کرتی تھی۔

سیّدنا ضحاک " کانتا تحت عبدین من عبادنا" کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں سے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویاں دینی لحاظ سے خیانت کی مرتکب ہوئیں ان کے علاوہ کسی نبی کی بیوی نے بغاوت کا ارتکاب نہیں کیا۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوْحٍ وَّامْرَأَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا" کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں بیویوں کی خیانت یہ تھی کہ انہوں نے نبی کے دین کو قبول نہیں کیا۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کا کردار یہ تھا کہ جب کوئی ایمان قبول کرتا تو اس کی اطلاع اپنی قوم کے جابر لوگوں کو کر دیتی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کا رویہ یہ تھا کہ جب کبھی کوئی مہمان آتا تو اسی وقت قوم کو آگاہ کر دیتی تاکہ وہ اپنی بدکرداری کا مظاہرہ کر سکے۔ ان دونوں کو نبی کی بیوی ہونے کا کچھ فائدہ نہ ہو سکا۔

سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ "كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا" کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں مشرک تھیں اور یہی ان کی خیانت تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ضحاکؒ فخانتاھما کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دونوں نے اپنے اپنے نبی کی دین کی مخالفت کی اور وہ دونوں کافر تھیں۔

ابو معاویہ بجلی کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ لوط علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی بیویوں کی خیانت کیا تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ مہمان کی آمد کی اطلاع اپنی قوم کو دیا کرتی تھی اور نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت کا مجھے علم نہیں کہ وہ کس نوعیت کی تھی۔

﴿فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا﴾ (التحریم: ۶۶/ ۱۰)

کا مطلب یہ ہے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کو جب ان کی دینی خیانت کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا گیا ان دونوں کے خاوندوں کا نبی ہونا ان کے کچھ کام نہ آسکا' دونوں اپنی بیویوں کو عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے۔

سیّدنا سعید سیّدنا قتادہ سے روایت کرتے ہوئے اس آیت کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں نے خیانت کا ارتکاب کیا تو ان کے خاوند اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑانے کے لئے ان کے کچھ کام نہ آسکے۔[1]

قوم لوط کا کردار انتہائی گھٹیا' بدبودار اور گھناؤنا تھا۔ اس سے پہلے تاریخ میں اس بدکاری کا نام نہیں سنا گیا۔ یہ قوم جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے عورتوں کی بجائے مردوں میں دلچسپی لیتی اور اس بدکاری میں وہ اس قدر آگے بڑھ گئی تھی کہ سرعام اس برائی کا ارتکاب کرتے ہوئے اسے کوئی شرم نہیں آتی تھی۔ جب وہ لوگ برائی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو تباہ و برباد کرنے اور اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی تباہی و بربادی کے لئے سیّدنا جبریل' سیّدنا میکائیل اور سیّدنا اسرافیل کا انتخاب کیا۔ یہ تینوں فرشتے پہلے انسانی روپ میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے انہوں نے مہمان سمجھتے ہوئے ان کے لئے پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا لیکن جب یہ دیکھا کہ مہمان کھانے کی

---

[1] تفسیر طبریٰ ۲۸/ ۱۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو ان سے خوف زدہ ہو گئے۔ مہمانوں نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی حالت دیکھتے ہوئے انکشاف کیا کہ ہم فرشتے ہیں' اس لئے ہم کھانا نہیں کھاتے' ہم آپ کو بیٹے کی بشارت دینے کے لئے حاضر ہوئے اور دوسری اطلاع یہ دینے آئے ہیں کہ ہمیں قوم لوط کو تباہ و برباد کرنے کی ذمے داری دی گئی۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام یہ خبر سن کر خوف زدہ ہو گئے فرمانے لگے: اس بستی میں اللہ کا ایک نبی لوط (علیہ السلام) بھی رہتا ہے۔ فرشتوں نے کہا: ہمیں معلوم ہے کہ اس میں کون رہتا ہے' ہم اسے اور اس کے ماننے والوں کو بچا لیں گے البتہ اس کی بیوی عذاب سے بچ نہیں سکے گی۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے فارغ ہو کر فرشتے حسین و جمیل نوجوانوں کے روپ میں سیّدنا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ وہ یہ صورت حال دیکھ کر گھبرا گئے کیونکہ وہ اپنی قوم کی بری عادت کے بارے میں جانتے تھے۔ لوط علیہ السلام کی بیوی نے اپنی قوم کو مہمانوں کی آمد کے بارے میں بتا دیا تو لوگ سرپٹ دوڑتے ہوئے آئے۔ سیّدنا لوط علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر گھبرائے قوم کو سمجھایا لیکن وہ لوگ کہاں سمجھنے والے تھے؟ سیّدنا لوط علیہ السلام کی گھبراہٹ کو جب مہمانوں نے دیکھا تو انہیں بتایا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور ہمیں اس قوم کی تباہی و بربادی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ لوگ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ تباہی ان کا مقدر بن چکی ہے۔ آپ یہاں سے اپنے ماننے والوں کو لے کر روانہ ہو جائیں۔ آپ میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے البتہ آپ کی بیوی یہیں رہے گی وہ بھی اس قوم کے ساتھ عذاب کی لپیٹ میں آئے گی۔ فرشتوں نے صبح کے وقت سدوم بستی کو آسمان کی طرف لے جا کر الٹا دیا اور اوپر سے نوک دار پتھروں کی بارش برسائی۔ اس قوم کا صفحہ ہستی سے نام و نشان مٹا کر رکھ دیا گیا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی والھہ بھی اللہ تعالٰی کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔ یہ قوم برائی کے نشے میں اندھی ہو چکی تھی۔

فرشتوں نے عذاب مسلط کرنے سے پہلے لوط علیہ السلام کو بتلا دیا تھا کہ آپ اور آپ کے ماننے والے بچا لئے جائیں گے لیکن آپ کی بیوی عذاب الٰہی کی لپیٹ سے بچ نہیں سکے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافروں کا بدلہ

لوط علیہ السلام کی بیوی نے زندگی بھر کافروں کا ساتھ دیا' اسی لئے وہ کافروں کے ساتھ ہی عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ گئی۔

﴿ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۳۳)

میں اسی طرف اشارہ ہے کہ لوط علیہ السلام کی بیوی پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔ وہ لوط علیہ السلام اور اہل ایمان کے ساتھ نہیں گئی اور سدوم بستی میں ہی تباہی کا شکار ہوگئی۔

﴿ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴾

کا مطلب بھی یہی ہے کہ بڑھیا پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ یعنی لوط علیہ السلام کی بیوی بستی میں ہی رہی اور عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔

سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب فرشتے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کرنے کے بعد سیّدنا لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو فرشتوں نے ان سے کہا: کہ ہم اس بستی والوں کو تباہ و برباد کرنے والے ہیں اس کے باشندے ظالم ہیں۔ لوط علیہ السلام نے کہا ٹھیک ہے یہ اسی قابل ہیں کہ انہیں اسی وقت تباہ و برباد کر دیا جائے۔

جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ ان کی تباہی کے لئے صبح کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ صبح کا وقت آیا ہی چاہتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے لوط علیہ السلام کو کہا کہ آپ رات کے کسی حصے میں اہل ایمان کو اپنے ساتھ لے کر اس بستی سے چلے جائیں۔ البتہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں وہ بھی ان کافروں کے ساتھ عذاب الٰہی کا شکار ہوگی۔

جب اس بستی کے باشندوں کی ہلاکت کا وقت ہوگیا تو جبرئیل علیہ السلام نے اس بستی کو اٹھایا اور آسمان کی طرف لے گئے۔ اہل آسمان نے مرغوں اور دیگر جانوروں کی آوازیں سنیں بلندی پر لے جا کر اس بستی کو الٹا دیا اور اوپر سے نوک دار پتھروں کی بارش برسائی اور اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا گیا۔

لوط علیہ السلام کی بیوی نے جب عذاب کا منظر دیکھا تو چیختے ہوئے کہنے لگی: ہائے میری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم! اتنے میں اسے ایک پتھر لگا اور وہ موت کی نذر ہوگئی۔

جب فرشتے حسین وجمیل نوجوانوں کے روپ میں سیّدنا لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو لوط علیہ السلام کی بیوی نے اس وقت اپنی قوم کو بتایا کہ ہمارے گھر میں نہایت خوبصورت نوجوان ابھی ابھی آئے ہیں اور ان سے انتہائی دلکش خوشبو بھی آ رہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنے خوبصورت نوجوان کبھی نہیں دیکھے۔ یہ خبر سنتے ہی لوگ دیوانہ وار سیّدنا لوط علیہ السلام کے گھر کی طرف لپکے۔ لوط علیہ السلام انہیں دیکھ کر گھبرا گئے ان کی منت سماجت کی کہ مجھے میرے مہمانوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔ جس غیر فطری حرکت کا تم مطالبہ کر رہے ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عورتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ کچھ عقل سے کام لو۔ کیا تم میں سے ایک بھی شریف آدمی نہیں رہا۔ قوم اپنے مطالبے سے باز نہ آئی تو مہمانوں نے انکشاف کرتے ہوئے لوط علیہ السلام کو بتایا کہ ہم فرشتے ہیں' اس قوم پر عذاب مسلط کرنے کے لئے ہمیں بھیجا گیا' یہ لوگ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ آپ مطمئن رہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو ساری قوم اندھی ہوگئی۔ اور سیّدنا لوط علیہ السلام کو اہل ایمان کو ساتھ لے کر اس بستی سے چلے جانے کا کہا اور عذاب کے لئے صبح کا وقت بتایا۔

جب صبح ہوئی تو یہ قوم چار کالونیوں میں آباد تھی ہر کالونی میں ایک لاکھ افراد رہائش پذیر تھے۔ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے ان کالونیوں کو آسمان کی طرف اٹھایا' یہاں تک کہ اہل آسمان نے مرغوں کی آوازیں سنیں اور بلندی پر لے جا کر الٹا دیا گیا۔

اس طرح اس قوم کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے سیّدنا لوط علیہ السلام سے صاف صاف کہہ دیا کہ اہل ایمان میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں نہ رہے اور نہ تاخیر کرے' جیسے کہ مہاجرین' کہ وہ گھر چھوڑنے میں تاخیر سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی پیچھے مڑ کر دیکھئے' البتہ تمہاری بیوی تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی' اسے یہیں عذاب کی لپیٹ میں آنا ہے۔ تباہی اس کا مقدر بن چکی ہے' اس نے کافروں کا بھرپور ساتھ دیا' لہٰذا اس کا انجام بھی کافروں کے ساتھ ہوگا۔

سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اس قوم کی تباہی کا وقت صبح کا مقرر کیا گیا اور صبح قریب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی ہے۔ صبح کے وقت اس قوم کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیا جائے گا اور اللہ کا فیصلہ اس قوم پر نافذ کر دیا جائے گا۔

فرشتے ہمیشہ حق لے کر ہی اترتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کرنے میں ڈھیل نہیں کرتے۔ صبح کے وقت پہلے دھماکہ ہوا پھر بستی کو باشندوں سمیت آسمان کی طرف بلند کیا گیا اور بلندی پر لے جا کر اسے الٹا دیا گیا اور اوپر سے نوک دار پتھر برسائے گئے۔ اس طرح پوری قوم کا بھرکس نکال دیا گیا۔

اس حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موجودہ بحر مردار کی جگہ پہلے سدوم بستی تھی۔ جہاں قوم لوط آباد تھی۔ اس بستی کو اکھاڑ کر الٹا دیا گیا اور وہ جگہ پانی سے بھر گئی جس سے وہ سمندر کا منظر پیش کرنے لگی۔ اس کا پانی انتہائی کڑوا ہے' اس میں کوئی جاندار چیز نہیں رہ سکتی۔ یہ عذاب الٰہی کے اثرات ہیں' جو صدیاں بیت جانے کے باوجود اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ جس جگہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جائے تو اس کی نحوست کا اثر صدیوں تک باقی رہتا ہے۔

اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی بدکرداری کی وجہ سے کافروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئی اور نبی کی بیوی ہونا اس کے کچھ کام نہ آ سکا۔

و صلی اللہ علی النبی محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم!

۱۲ اگست بروز جمعہ ۲۰۰۵

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالابلاغ کی دیگر کتب

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نمبر شمار	نام کتاب وتالیف		قیمت
1	جمال الفرقان فی خلاصۃ القرآن	پروفیسر حافظ محمد عبد الاعلیٰ درانی	350
2	خواتین اہل بیت	احمد خلیل جمعہ......ترجمہ مولانا محمود احمد غضنفر	300
3	قلم کے آنسو	محمد طاہر نقاش	300
4	جادوگر کا شاگرد (بچوں کے لیے)	محمد طاہر نقاش	42
5	شیطانی ہتھکنڈے (صحیح تلبیس ابلیس باسم جدید)	امام ابن جوزیؒ	300
6	دعائیں التجائیں (احادیث صحیحہ پر مشتمل مسنون دعائیں)	شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز دہلویؒ	140
7	دعائیں التجائیں (احادیث صحیحہ پر مشتمل مسنون دعائیں) پاکٹ سائز	شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز دہلویؒ	42
8	اسلامی طرز زندگی	ڈاکٹر علی محمد ہاشمی	220
9	جناتی شیطانی چالوں کا توڑ	عبدالعزیز بن بازؒ	200
10	خطاؤں کا آئینہ	صالح عبدالعزیز آل شیخ	150
11	بچوں کی تربیت کیسے کریں؟	سراج الدین ندوی	140
12	سپنوں کا شہزادہ (لڑکیوں کے ٹیلی فون کے غلط استعمال کے عبرتناک نتائج)	محمد طاہر نقاش	140
13	ادائیں محبوب ﷺ کی (رسول اللہ ﷺ کی دلآویز اداؤں کا منظر)	محمد بن جمیل زینو	100
14	اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں	روبینہ نقاش	100
15	عفت وعصمت کا تحفظ	ظفیر الدین ندوی	220
16	جہنم میں لے جانے والی مجلسیں	عدنان طرشہ	110
17	حاسدوں کے شر سے بچو	ابن قیم الجوزیہ	130

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18	جنت کی تلاش میں (جنت واجب کرنے والے اعمال)	عبداللہ بن علی الجعیثن	60
19	گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات	امام ابن قیم الجوزیہ	40
20	گناہ چھوڑنے کے انعامات	ابراہیم بن عبداللہ الحازمی	110
21	اللہ کی تلوار	ابوزید شبلی	150
22	زیبائش نسواں	عبدالعزیز المسند	100
23	نوجوان لڑکوں کے نام	سلمان بن فہد العودہ	46
24	نوجوان لڑکیوں کے نام	بنت الاسلام	46
25	مومنات کا پردہ	شیخ الاسلام ابن تیمیہ	64
26	میں نماز کیوں پڑھتا ہوں	عبدالرؤف الحناوی	36
27	مجالس خواتین	محمد امین بن مرزا عالم	36
28	دوست کیسے بنائیں؟	عبداللہ بن علی الجعیثن	40
29	تحفہ برائے خواتین (خواتین کے مخصوص مسائل)	ڈاکٹر صالح بن فوزان	90
30	ایوبی کی یلغاریں (صلاح الدین ایوبی کی زندگی کے آخری چھ سال)	محمد طاہر نقاش	44
31	اصلاح عقیدہ	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	16
32	بدعات سے دامن بچایئے	شاہ اسماعیل شہید	36
33	حسن عقیدہ	محمد طاہر نقاش	66
34	حسن و جمال کا چاند	حافظ عبدالاعلیٰ درانی	140
35	حج توحید کے آئینہ میں	عبدالرزاق عبدالمحسن	50
36	تعویذ اور توحید	علی بن نفیع العلیانی	54
37	اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں	علامہ جلال العالم	68
38	منکرات	مولانا عبدالسلام رحمانی	100
39	رسول اللہ کا روزہ	امام ابن قیم	66
40	احکام و مسائل رمضان	مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ	66
41	روضہ رسول ﷺ کی زیارت	شیخ الاسلام ابن تیمیہ	100

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قصص النساء
في القرآن الكريم

اللہ کریم نے اپنی آخری کتاب
قرآن مجید میں اپنی کچھ نیک و پاکباز بندیوں کی دلچسپ، سبق آموز اور فکر انگیز داستانِ حیات بیان کی ہے۔ ان خواتین کا مومنات، عابدات، زاہدات اور صالحات کا کس قدر بلند نصیب ہے!!...... کہ اللہ کریم نے دنیا کے سامنے بطورِ مثال اور نمونہ قرآن مجید میں ان کی سیرت کو پیش کیا' اور بتایا کہ اگر تم نے اپنی عارضی زندگی کو کامیاب بنانا ہے تو اسے ان کی پاکیزہ سیرت کے سانچے میں ڈھال لیجئے۔ قرآن کریم کی بیان کردہ یہ وہ مومنات پاکباز اور صالحات ہیں کہ جن کی سیرت کا ایک ایک گوشہ خواتینِ عالم کے لیے مشعلِ راہ ہے، جن کے ساتھ محبت ہر مومن کے ایمان کا جزو ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کریم نے ان کی زندگی کے مختلف دلآویز اور ایمان پرور پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اس شاندار کتاب میں، قرآن مجید میں بیان کردہ مومنات کی زندگی کے دلچسپ سبق آموز ایمانی قصوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب یقیناً ہر مومن مرد اور عورت کو دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھائے گی۔ قرآن کی یہ توحیدی دلچسپ، رقت انگیز، روح پرور اور ایمان افروز داستانیں خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں، تاکہ ان پر عمل پیرا ہو کر جنتوں میں اکٹھے مل کر رہنے کا سامان پیدا کیا جا سکے۔ (ان شاء اللہ)

محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ
کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ
DARULIBLAGH